بسم اللہ الرحمن الرحیم

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ھم یحزنون
(یونس ۶۲)

حضرت ثانی لاثانی شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ

بحیثیت

آئینہ سنتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ڈاکٹر نذیر احمد شرقپوری

ناشر: بزم جمیل، سمن آباد، لاہور

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلَآ اِنَّ اَوۡلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ (یونس 62)

حضرت ثانی لاثانی شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ

بحیثیت

آئینہ سُنّتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

ڈاکٹر نذیر احمد شرقپوری

بزمِ جمیل، سمن آباد، لاہور

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

زیر ظل عنایت : پیر طریقت ولی نعمت فخر المشائخ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری نقشبندی مجددی سجادہ نشین آستانہ عالیہ شرقپور شریف

نام کتاب : حضرت ثانی لاثانی شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بحیثیت آئینہ سنت مصطفےٰ ﷺ

مصنف : ڈاکٹر نذیر احمد شرقپوری نقشبندی مجددی

نظر ثانی : ابو البقا قدر آفاقی (صدارتی ایوارڈ یافتہ)

پروف ریڈنگ : محمد یٰسین قصوری نقشبندی

بار اول : محرم الحرام 1427 ہجری / فروری 2005

تعداد : 500

صفحات : 224

قیمت : -/160 روپے

پریس : راشد رؤف پرنٹرز، دربار مارکیٹ، لاہور

بک بائینڈر : محمد اصغر، مکان نمبر 11 محمدیہ سٹریٹ نمبر 20 ملک پارک، لاہور

ملنے کا پتہ : (1) دفتر ماہنامہ نور اسلام، کاشانہ شیر ربانی، 5 اجمیری سٹریٹ، ہجویری محلہ، نزد دربار داتا گنج بخش، لاہور فون: 042-7313356

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فہرست عنوانات

رمضان میں عمرہ کرنے کی فضیلت

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انصار کی ایک عورت سے فرمایا جس کا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نام لیا تھا، لیکن میں اس کا نام بھول گیا کہ تمہیں ہمارے ساتھ حج کرنے سے کس چیز نے روکا؟ عرض گزار ہوئی کہ ہمارے پاس ایک پانی ڈھونے والا اونٹ تھا جس پر فلاں کا باپ سوار ہو کر گیا تھا یعنی اس کا خاوند اور بیٹا اور پیچھے پانی ڈھونے والا ایک ہی اونٹ چھوڑا تھا، فرمایا کہ جب رمضان آئے تو عمرہ کر لینا کیونکہ اس میں عمرہ کرنا حج جیسا ہے (بخاری شریف، ابواب العمرہ، حدیث 1659)۔

ایمان مدینہ منورہ کی طرف سمٹ جائے گا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایمان اس طرح مدینہ منورہ کی طرف سمٹ جائے گا جیسے سانپ اپنے بل کی طرف سمٹ جاتا ہے (بخاری شریف، ابواب العمرہ، حدیث 1949)

انتساب

پیر طریقت، رہبر شریعت، فخر المشائخ حضرت
صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی
مدظلہ العالی (سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت میاں
شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ)

کے نام

بصد ادب و اخلاص و احترام

احقر

ڈاکٹر نذیر احمد شرقپوری نقشبندی مجددی عفی عنہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّي عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

ہادیان عالم میں محمد عربی ﷺ کو جو اعلیٰ و ارفع مقام حاصل ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ آپ کو حکم ہوا "قُمِ الَّيْلَ" آپ ﷺ حضورِ حق میں مسلسل اتنا قیام کرتے رہے کہ آپ ﷺ کے پاؤں مبارک سوج گئے۔ آپ ﷺ کو تبلیغ کا حکم ہوا، آپ ﷺ نے اللہ کے حکم کی تعمیل میں اس قدر سرگرمی، مستعدی، عزم اور استقامت کا اظہار فرمایا کہ تاریخ انسانی میں اس کی مثال نہیں ملتی۔

اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے کے لیے آپ ﷺ کو کس قدر اذیتیں، تکلیفیں، مصیبتیں اٹھانی پڑیں۔ تاریخ اسلام اس امر پر شاہد عادل ہے۔ نتیجۃً اللہ تعالیٰ کی آپ ﷺ پر اس قدر رحمتیں اور برکتیں نازل ہوئیں کہ اس کا شمار نہیں۔ آپ ﷺ کو رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ کہا گیا، خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ کہا گیا، لِلْعَالَمِيْنَ نَذِيْرًا کہا گیا، سِرَاجًا مُّنِيْرًا کہا گیا۔ قرآن حکیم میں اس کثرت سے آپ ﷺ کی تعریف بیان ہوئی ہے کہ اس کا بیان کرنا ممکن نہیں۔ لہذا ایسی عظیم ہستی کو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے اسوہ حسنہ بنایا تاکہ ان کی حیات طیبہ کو دائمی نمونہ عمل بنا کر لوگ اللہ تعالیٰ کے قرب اور اس کے رضوان کو حاصل کر سکیں۔ نماز کی حالت میں تحویل قبلہ کے حکم کا ذکر قرآن حکیم میں اس ارشاد ربانی کے ساتھ آیا ہے "لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ" (تاکہ ہم دیکھ لیں کہ کون ہمارے رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرتا ہے اور کون الٹے پاؤں مڑ جاتا ہے)۔

پوری تاریخ انسانی میں اتباع رسول ﷺ کی ایسی زریں اور روشن مثال ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتی۔ اتباع سنت صحابہ کرام سے لیکر آج کے اولیائے کرام تک سب صالحین کا معمول رہا ہے اگرچہ زندگی کے تمام شعبوں میں اتباع سنت مشکل نظر آتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے اس ارشاد خداوندی سے اس امر کو آسان کر دیا ہے۔

"وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ"

(بے شک یہ حکم بہت بھاری ہے لیکن ان لوگوں پر بھاری نہیں جنہیں اللہ نے ہدایت سے نوازا ہے)

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شاہکار تصنیف مکتوبات شریف میں فرمایا ہے کہ اللہ کو اپنے حبیب کریم ﷺ کی ادائیں پسند ہیں۔لہذا جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا چاہے اس کو ان اداؤں کے مطابق یعنی سنت کی پیروی سے ہی حاصل کرنا ممکن ہوگا۔

مرشد کامل حضرت میاں غلام اللہ المعروف ثانی لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی پوری زندگی کا محور اتباع سنت رہا ہے۔راقم الحروف کو ان کا اٹھنا،بیٹھنا،چلنا پھرنا،لوگوں سے ملاقات کرنا ،لوگوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا،لوگوں کی تعلیم واصلاح کا فریضہ سرانجام دینا المختصر زندگی کے ہر کام میں اتباع سنت کی جھلکیاں اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کی ہیں۔

ڈاکٹر نذیر احمد صاحب شرقپوری تبریک وتحسین کے مستحق ہیں کہ انہوں نے ایک عظیم ہستی "**حضرت ثانی لاثانی رحمۃ اللہ علیہ بحیثیت آئینہ سنت مصطفیٰ ﷺ**" کے نام سے یہ کتاب تحریر فرمائی۔اللہ تعالیٰ انہیں اجر عظیم عطا فرمائے۔

بارگاہ صمدیت میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ قارئین کرام کو سنت کی پیروی کا شوق اور ولولہ پیدا فرمائے اور اپنے قرب ورضوان کے حصول کو آسان بنائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

دعا گو احقر العباد پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی

المرقومہ 12 جنوری 2006ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نشان منزل

علامہ محمد منشاء تابش قصوری سیالوی
(مریدکے)

" لَقَدۡ كَانَ لَكُمۡ فِی رَسُوۡلِ اللّٰهِ اُسۡوَةٌ" حَسَنَةٌ "(الاحزاب 22)

وہی انسان کامیابی سے ہمکنار ہو سکتا ہے جس نے اسوہ رسول اکرم ﷺ کو اپنی زندگی کا لائحہ عمل بنایا کیونکہ خالق اکبر جل مجدہ الکریم نے بالوضاحت فرمایا: لَقَدۡ كَانَ لَكُمۡ فِی رَسُوۡلِ اللّٰهِ اُسۡوَةٌ" حَسَنَةٌ " (الاحزاب 22) لوگو! تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کا طریق کار ہی کامیابی و کامرانی کا ضامن ہے۔ آپ ﷺ کے نقش قدم پر چلنے والا ہی دین و دنیا اور آخرت میں کامیابی و کامرانی سے سرخرو ہو سکتا ہے جس کسی نے آپ ﷺ سے روگردانی کی وہ ناکامی سے دوچار رہوا۔ آپ ﷺ کی اتباع و پیروی سے محبوبیت تامہ کا شرف حاصل ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں ہے "لوگو! اگر تم اللہ کے محبوب بننا چاہتے ہو تو میری اتباع اختیار کرو۔ پھر تجھے اللہ تعالیٰ اپنا محبوب بنالے گا اور تمہاری ہر قسم کی کوتاہی و لغزش اور خطا معاف فرمائے گا۔ بیشک اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا بے حد رحیم ہے"۔

اس حکم پر اللہ کے جن مخلص بندوں نے عملاً سرِ تسلیم خم کیا ان مقبولان بارگاہ صمدیت ورسالت میں پیر طریقت، رہبر شریعت حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کا نام نامی اسم گرامی نمایاں نظر آتا ہے۔ حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی حیات مبارکہ اتباع مصطفٰے علیہ التحیۃ والثنا کا عکس جمیل تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سنت مبارکہ کو زندگی کا اوڑھنا بچھونا بنالیا تھا۔ مجال ہے کہ کوئی فعل خلاف سنت سرزد ہوتا ہو۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے برادر اکبر حضرت شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی اس نہج پر تربیت فرمائی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سراپا عشق بن گئے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی حیات طیبہ پر متعدد کتابیں لکھی گئیں۔ پیش نظر کتاب **"حضرت ثانی لاثانی شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بحیثیت آئینہ سنتِ مصطفٰے ﷺ"** مکرم و معظم جناب ڈاکٹر نذیر احمد صاحب شرقپوری کا زندہ شاہکار ہے جسے آپ نے بڑی محبت اور محنت سے مرتب فرمایا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنے بچپن کے زمانہ میں حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے چند جمعۃ المبارک پڑھنے کی سعادت حاصل کی تھی انہوں نے حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ میں بچپن میں احیائے سنت کے جو جلوے دیکھے تھے انہیں اپنی سعی کے مطابق بھرپور انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ موصوف شیخ المشائخ حضرت صاحبزادہ الحاج میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری نقشبندی مجددی دامت برکاتہم العالیہ زیب سجادہ آستانہ عالیہ شرقپور شریف کے مرید خاص ہیں اور اپنے پیر و مرشد کی خصوصی نگاہوں کی برکات سے متعدد

کتابیں لکھ چکے ہیں۔ زیرِ نظر کتاب ''**حضرت ثانی لاثانی شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بحیثیت آئینہ سنتِ مصطفےٰ ﷺ**'' بھی انہی کا فیضان ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر نذیر احمد صاحب شرقپوری زیدمجدہ کومزید قلم کی جولانیاں عطا فرمائے اور بزرگان دین کے کارناموں کو اسی طرح منصۂ شہود پر جلوہ گر کرتے رہیں۔ آمین! ثم آمین

محمد منشا تابش قصوری

علامہ محمد منشا تابش قصوری سیالوی (مریدکے)

8۔ ماہ صیام 1426ہجری/ 13 اکتوبر 2005ء جمعرات

ماہنامہ نورِ اسلام شرقپور شریف :

موجودہ دور میں تبلیغی مشن کو آگے بڑھانے کی اشد ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے کہ تم میں ایک ایسی جماعت ضرور ہونی چاہیے جو تبلیغ دین میں مصروف رہے۔

اس فرمان کے تحت ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے کہ وہ تبلیغ دین اور ترویج سنت کی کوشش کرتا رہے اسی سلسلے میں ماہنامہ ''نور اسلام'' کا اجراء کیا گیا تھا جو مسلک اہل سنت و الجماعت کی نقیب اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کا ترجمان ہے اور عرصہ 50 سال سے رشد و ہدایت کی روشنی پھیلا رہا ہے۔ آج کے سائنسی دور میں اشاعت کی جتنی آسانیاں پیدا ہوئی ہیں۔ اتنے مسائل بھی پیدا ہوئے ہیں، کاغذ کی گرانی اور دیگر اشاعتی اخراجات کو برداشت کرنا کسی ایک ادارے کے بس کی بات نہیں رہی۔ اس لیے ضروری ہے کہ نہ صرف خود رسالہ کو جاری کروائیں بلکہ اپنے دوسرے دوستوں کو بھی ترغیب دیں کہ وہ رسالہ کے سالانہ خریدار بنیں تاکہ رشد و ہدایت کا یہ سلسلہ جاری رہے۔ رسالہ کے بارے میں اپنی آراء سے بھی آگاہ کرتے رہا کریں تاکہ رسالہ کو مزید بہتر بنایا جاسکے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

عقل قرباں کن بہ پیشِ مصطفےٰ ﷺ

(قدر آفاقی)

ڈاکٹر نذیر احمد شرقپوری مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے نقشبندی بزرگ اعلیٰ حضرت قبلہ میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے برادر اصغر حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ شرق پور شریف کے حالات اس طرح لکھنے کی سعی کی ہے جس سے آپ کی شخصیت حضور پرنور شافع یوم النشور حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی سنت پر عمل پیرائی کا آئینہ بن کر سامنے آتی ہے اللہ تعالیٰ ان کی اس کوشش کو قبول ومنظور فرمائے، آمین

مرشدی سیدی حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ قبلہ میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے فیضان اور تربیت یافتہ بزرگ تھے جن کی عظمت کے پھریرے زمانے میں آج بھی لہرا رہے ہیں اور انشاء اللہ رہتی دنیا تک لہراتے رہیں گے۔ آپ کو ''ثانی لاثانی'' کا خطاب بھی مرحمت ہوا۔ جو اس بات پر دال ہے کہ آپ بھی شرع وسنت کی ان ہی راہوں کے راہی تھے جن پر حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے چل کر حضور سید عالم ﷺ کی سنت کو زندہ فرمایا تھا۔

خلاف پیمبر کسے رہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نہ خواہد رسید

ڈاکٹر نذیر احمد شرقپوری نے حضور ﷺ کی کوئی سنت سرمایہ احادیث سے لی ہے پھر اس کا اتباع حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عمل سے ثابت کیا ہے۔ اس طرح گویا حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا ہر عمل سنت نبوی ﷺ کے مطابق اجاگر ہوکر ابھرتا ہے اور یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آپ واقعی اس گئے گزرے دور میں سنت رسول اللہ ﷺ کو زندہ کرنیوالے تھے کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ہر چھوٹے سے چھوٹا عمل سنت رسول ﷺ کے مطابق نبھانے کی سعی فرمائی۔ الحمد للہ رب العالمین۔

ارشاد نبوی ﷺ ہے:

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ (یعنی عملوں کا دارومدار نیتوں پر ہے)

جب کوئی کام یا عمل سنت رسول اللہ ﷺ کی متابعت کی نیت سے کیا جائے تو ایسے عمل کو بارگاہ الٰہی میں حضور ﷺ کے اتباع اور آپ کی سنت کی پیروی کا درجہ حاصل ہونے کی امید کی جاسکتی ہے۔ ہمارا کام تو کوشش کرنا ہی ہے۔ اس کی مقبولیت اللہ پاک کی مہربانی سے ہی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری نیکیوں کو قبول فرمائے، آمین

وَمَا تَوفِيْقِىْ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَ لَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ العَلِيِّ الْعَظِيْم

ڈاکٹر صاحب موصوف فخر المشائخ حضرت میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری نقشبندی مجددی کے دامن گوہر بار سے وابستگی کا شرف رکھتے ہیں۔ الحمد للہ کہ آپ کے فیوض کا شہرہ چار دانگ عالم میں بفضلہٖ تعالیٰ نظر آتا ہے جس کی ایک دنیا معترف ہے۔ آپ کا وجود اس دور میں اللہ تعالیٰ کی نعمت عظمیٰ سے کم نہیں۔ آپ اپنے والد بزرگوار قبلہ ثانی لاثانی سیدی مرشدی حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ اور اعلیٰ

حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی ہو بہو تصویر ہیں اور ان کا فیض لٹانے پر مامور ہیں۔ علمی اور روحانی حوالے سے آپ کی خدمات اظہر من الشمس ہیں۔ اپنے ملنے والوں پر نہایت مشفق و مہربان ہیں۔ ان کا دریائے سخاوت فیض بہہ رہا ہے جبکہ طالبان و سالکان حسب توفیق و ہمت ان کے فیضان سے استفادہ کناں ہیں اور جو مجھ جیسے اپنے آپ کو کسی قابل نہیں پاتے ان پر بھی وہ اپنے بزرگوں کا صدقہ اور بھی مہربان اور شفیق ہو کر فیض باری اور شفقت فرماتے ہیں۔ الحمد للہ رب العالمین۔ ان کی نظر کرم نے بہتوں کو نوازا ہے اور گمراہوں کو راہ حق سے سرفراز فرمایا ہے۔ ڈاکٹر نذیر احمد شرقپوری بھی ان کی کرم باری کے زیر احسان ہیں ہر کوئی ان کی نوازشات اور تصرف کا معترف ہے:

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشا دیکھے
کورِ کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

ڈاکٹر صاحب نے حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کو حضور ﷺ کے آئینہ سنت میں دیکھنے اور دکھانے کی سعی کی ہے۔ ہم اپنی کوتاہیاں اور کمزوریاں جانتے ہیں، اپنی ہیچمدانی سے آگاہ ہیں کوئی ادعا نہیں۔ شوق ہے کہ آگے کی طرف رواں دواں رکھتا ہے۔ بس یوسف علیہ السلام کے خریداروں میں نام لکھوانے کا جنون تھا اس مائی کی طرح جس کے پاس سوت کی ایک ہی ''اَٹی'' اسکا سرمایہ حیات تھی۔ بارگاہ صمدیت میں دم مارنے کا کسے یارا ہے؟ جس کی ہر ہر شے اس رحیم وکریم کے عطاؤں کی مرہون منت ہو، اس کی ہستی کیا اور اوقات کیا؟ جس کے اپنے ایمان و ایقان کا توشہ بھی بارگاہ رب العزت کے اذن کریمانہ پر منحصر ہو (یونس۔100) وہ دوسروں کے فائدہ کیلئے کچھ کرنے کا مدعی یا متمنی کس منہ سے

ہو سکتا ہے یہ تو بس حضور سید عالم رحمۃ للعلمین ﷺ کی شان رحمت کا صدقہ ہے کہ ہم آپ ﷺ کی رحمت کے دریا میں نہا رہے ہیں اور ان کی رحمت سے حوصلہ پا کر دوسروں کیلئے بھی کچھ نہ کچھ کر گزرنے کی تمنا رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر نذیر احمد شرقپوری نقشبندی مجددی نے بھی اس بحر میں غواصی کی ہے اور وہ اپنی ہمت کے مطابق کچھ موتی نکال کر لائے ہیں۔ آپ بھی ان کو دیکھئے اور اللہ کی بارگاہ میں قبولیت کی دعا کیجئے:

گر قبول افتد زہے عزو شرف

احقر العباد قدر آفاقی

306-2 ڈی ون، ٹاؤن شپ، لاہور

مورخہ 10 مئی 2005 فون 5118674

اہل اسلام کیلئے بالعموم اور وابستگان آستانہ عالیہ شرقپور شریف کیلئے بالخصوص

خوشخبری

دارالمبلغین حضرت میاں صاحب کا دوسرا اہم شعبہ جامعہ شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ برائے طالبات معرض وجود میں آ گیا

بفضلہ تعالیٰ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری مجددی سجادہ نشین آستانہ عالیہ شرقپور شریف کی زیر سرپرستی دارالمبلغین حضرت میاں صاحب میں جہاں طلبہ کو دینی اور فنی علوم کی تدریس نیز قرآن حکیم کی قرات و تجوید کا اہتمام برسوں سے جاری ہے۔ اب اس کے دوسرے اہم شعبے جامعہ شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ برائے طالبات کا قیام عمل میں آ چکا ہے اور مقامی و بیرونی طالبات داخلہ لے چکی ہیں، جنکی تعلیم و تربیت کا کام حسن و خوبی سے جاری و ساری ہے۔ طالبات کی رہائش کیلئے خصوصی طور پر باپردہ انتظام کر لیا گیا ہے۔

اہل اسلام بالعموم اور وابستگان آستانہ عالیہ شرقپور شریف سے بالخصوص اپیل ہے کہ وہ اپنی بچیوں کو علوم دینیہ اور تعلیم و تربیت کی اس مثالی درسگاہ میں داخل کروا کر انہیں زیور تعلیم سے آراستہ فرمائیں۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری

بحیثیت عکس سنت نبوی ﷺ

دنیا میں بے شمار لوگ پیدا ہوتے ہیں اور نظام قدرت کے تحت اس دنیا میں کچھ عرصہ گزار کر رخصت ہو جاتے ہیں کیونکہ اس بات کا فیصلہ خداوند کریم نے اسی وقت فرما دیا تھا جب حضرت آدم علیہ السلام اور حوا علیھا السلام کو زمین پر اتارا تھا۔ فرمایا:
وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّ مَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ o (البقرہ 36)۔

خالق کائنات نے تمام بنی نوع انسان کی ہدایت کیلئے اس دنیا میں وقتاً فوقتاً انبیاء اور مرسلین مبعوث فرمائے جو اللہ تعالیٰ کی توحید اور اپنی نبوت و شریعت کا پرچار کرتے رہے۔ ہر نبی، پیغمبر یا رسول کو کسی خاص علاقے، قوم یا قبیلے کی طرف مبعوث کیا گیا۔ ایک وقت میں ایک علاقہ میں ایک سے زیادہ انبیاء علیہم السلام بھی تشریف لائے اور رشد و ہدایت کا کام کرتے رہے۔ چند دن سے لیکر کئی سال تک تبلیغ کی لیکن ہر نبی کی قوم کے صرف چند افراد نے اس کی نبوت کی تصدیق کرتے ہوئے اطاعت اختیار کی۔

حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک یہ سلسلہ چلتا رہا اور پھر نبیوں کے نبی، امام الانبیاء کی باری آئی۔ وہ نبی جس کی اطاعت کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں انبیاء علیہم السلام سے بھی لیا۔ حضور نبی کریم شفیع معظم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے رحمۃ للعالمین بنا کر اس دنیا میں مبعوث فرمایا۔ آپ ﷺ نے عرصہ تقریباً

23 سال بنی نوع انسان کو دعوت حق دی اور تاریخ اس پر شاہد عادل ہے کہ خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر تعداد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار تھی بلکہ یہ تعداد بھی صرف ان صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تھی جو اس خطبہ کے دوران حاضر تھے۔

حضور نبی اکرم ﷺ کی نبوت و رسالت کسی خاص علاقہ، قبیلہ یا قوم کیلئے نہیں ہے بلکہ آپ ﷺ تمام کائنات ارضی و سماوی کیلئے نبی ہیں۔ جن و بشر، ملائکہ و حور و غلمان، نباتات، جمادات، حیوانات غرض کائنات کا ذرہ ذرہ آپ ﷺ کی نبوت کا تابع ہے۔

حضور نبی اکرم ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی اور رسول اس دنیا میں نہیں آ سکتا۔ آپ ﷺ کی نبوت تا قیامت ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو بنی نوع انسان کی راہنمائی کون کرے گا؟ اس سوال کا جواب خود نبی اکرم شفیع معظم ﷺ نے دیا۔ فرمایا:

اَلْعُلَمَاءُ وَرِثَةُ الْاَنْبِیَآءِ (الحدیث)

یعنی علما انبیاء کے وارث ہیں، کیونکہ نبی کی میراث مال و متاع، کھیتیاں، باغات یا حکومت نہیں ہوتی بلکہ ان کی میراث صرف علم ہے اور اس کے وارث صرف اور صرف علماء ہیں۔ یہی علماء قیامت تک سلسلہ تبلیغ جاری و ساری رکھیں گے اور بنی نوع انسان کی اصلاح و فلاح کے لیے ہمیشہ کوشاں رہیں گے۔

علماء کے طبقہ میں دو طرح کے لوگ ہوتے ہیں ایک وہ جو سال ہا سال جامعات و مدارس میں پڑھتے ہیں، صرف و نحو کا رٹہ لگاتے ہیں، علوم منطق و فلسفہ حاصل

کرتے ہیں، کتب احادیث و تفاسیر کی ورق گردانی کرتے ہیں اور فقہ وفتاویٰ کا مطالعہ کرتے ہیں۔غرضیکہ علوم نقلیہ وعقلیہ سے فراغت پاتے ہیں تو تب جا کر کہیں عالم دین بنتے ہیں۔دوسری قسم کے لوگ وہ ہیں جو براہ راست کسی سے علم حاصل نہیں کرتے لیکن تمام تر علوم نقلیہ وعقلیہ ان کے سینہ میں پوشیدہ ہوتے ہیں۔علم لدنی کے مالک ان لوگوں کو تمام علوم ظاہری و پوشیدہ اللہ تعالیٰ براہ راست عطا فرما کر **اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْآن** کی تفسیر بنا دیتا ہے۔

حضور نبی اکرم شفیع معظم ﷺ نے ظاہراً کسی استاد یا اتالیق، جامعہ یا مدرسہ سے تعلیم حاصل نہ کی بلکہ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے تمام علوم سے بہرہ ور فرما کر مبعوث فرمایا حتیٰ کہ نبی اکرم ﷺ نے خود فرمایا:

اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّماً (الحدیث) یعنی'' بے شک میں معلم بنا کر مبعوث کیا گیا ہوں''۔تھوڑی دیر کیلئے غور فرمائیں کہ ایک شخص جو خود تعلیم یافتہ نہ ہے وہ دوسروں کو کس طرح تعلیم دے گا یا ان کی راہنمائی کرے گا؟ یقیناً ایسا ممکن نہیں ہے لیکن حضور ﷺ نے ظاہری طور پر علوم حاصل نہ کیے تو یہ آپ کی خصوصیت ہے نقص نہیں کیونکہ اگر آپ ﷺ کا کوئی استاد ہوتا تو وہ رتبہ میں آپ ﷺ سے بڑھ جاتا کیونکہ مقام استاد یقیناً شاگرد سے زیادہ ہے اور یہ بات مسلم ہے۔اس لیے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو وحی کے ذریعے تمام علوم سے روشناس کرا دیا۔

امت محمدیہ ﷺ میں بہت سے لوگ ایسے گزرے ہیں جنھوں نے ظاہراً علوم حاصل نہ کیے لیکن خود وہ زمانے کے استاد ثابت ہوئے۔انہیں میں سے ایک ہستی اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔شرقپور شریف میں

پیدا ہونے والے حضرت میاں رحمۃ اللہ علیہ نے بظاہر تو علم حاصل نہ کیا لیکن آپ سے صاحبزادہ سید مظہر قیوم شاہ (رحمۃ اللہ علیہ)، حضرت سید محمد اسماعیل شاہ بخاری (رحمۃ اللہ علیہ)، صاحبزدہ حضرت محمد عمر بیربلوی (رحمۃ اللہ علیہ)، حاجی حافظ عبد الرحمٰن قصوری (رحمۃ اللہ علیہ)، صوفی میاں رحمت علی (رحمۃ اللہ علیہ)، پیر سید نور حسن شاہ کیلانی (رحمۃ اللہ علیہ)، حضرت مولانا محمد عمر اچھروی (رحمۃ اللہ علیہ)، حضرت مولانا محمد بخش مسلم بی۔اے (رحمۃ اللہ علیہ) اور پرفیسر مولانا محمد اصغر روحی (رحمۃ اللہ علیہ) جیسے اکابرین نے وہ علوم سیکھے جو وہ کہیں سے بھی حاصل نہ کر سکے تھے۔

اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ساری زندگی سنت نبوی ﷺ کے مطابق گزاری اور اپنے عہد مبارک میں سنت نبوی ﷺ پر اسقدر سختی سے عمل کیا کہ اپنے تو اپنے "دوسرے" بھی کہہ اٹھے:

"اگر موجودہ دور میں کسی نے حضور نبی اکرم ﷺ کی سنت کا نمونہ دیکھنا ہو تو شرقپور شریف میں میاں شیر محمد (رحمۃ اللہ علیہ) کو دیکھ لو"۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائی بخشندہ

جس طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ خود سنت کے معاملہ میں بہت زیادہ اہتمام فرماتے اسی طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء ومریدین بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کا عکس تھے۔ یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت کا نتیجہ تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پہلے عرس کے موقع پر پورے پنڈال میں کوئی بھی آدمی ایسا موجود نہ تھا کہ جو شکل وصورت اور وضع قطع کے لحاظ سے خلاف شریعت ہو۔ یہی 'صبغۃ اللہ' ہے اور اسی رنگ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سب کو رنگ دیا تھا۔

اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے برادر حقیقی وسجادہ نشین حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ اپنی ابتدائی زندگی میں کچھ دنیا کی طرف راغب تھے۔ ٹاؤن کمیٹی میں ملازمت اختیار کی تو اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے منع فرمادیا، کتابت شروع کی تو اس سے بھی روک دیا، طبابت کا آغاز کیا تو اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''میاں صاحب! ہم نے آپ سے روحانی مریضوں کے علاج کا کام لینا ہے''

آپ نے مطب بھی چھوڑ دیا۔

حاجی عبدالرحمٰن قصوری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دفعہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا:

''حضور! آپ کی مسند کون سنبھالے گا؟''

فرمایا ''غلام اللہ جو ہے''

عرض کی ''حضور! ان کی تو طبیعت ہی اس طرف راغب نہ ہے''۔

فرمایا ''انہیں ہی دوں گا اور زبردستی دوں گا'' (گوڈا پھیر کے دیاں گا)

پھر اعلیٰ حضرت شرقپوری (رحمۃ اللہ علیہ) نے جب خطبہ جمعہ کے دوران میاں غلام اللہ (رحمۃ اللہ علیہ) پر توجہ فرمائی تو آپ بے خود ہو گئے۔ ہوش آیا تو میاں صاحب پہلے والے میاں صاحب نہ تھے۔ اب آپ کی زندگی میں انقلاب آ گیا اور آپ نے ایک نئے دور کا آغاز کیا اور پھر سب نے دیکھا کہ حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی سجادہ نشینی کا حق ادا کر دیا۔

حضرت حاجی عبدالرحمٰن قصوری رحمۃ اللہ علیہ نے جب حضرت میاں غلام اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو اعلیٰ حضرت شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کا عین عکس پایا تو آپ کو "ثانی لاثانی" کے مبارک لقب سے ملقب کیا۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے برادر حقیقی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی پیروی کرتے ہوئے سنت نبوی ﷺ کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیا۔ ہر بات میں سنت مطہرہ ﷺ کا خیال فرماتے۔ اٹھتے بیٹھتے، کھانے پینے، چلنے پھرنے، آرام و نیند، وعظ و نصیحت، تبلیغ و خطابت نیز تمام عبادات میں بھی سنت مطہرہ ﷺ کا مکمل خیال فرماتے۔ خود بھی عمل کرتے اور مریدین و متوسلین کو بھی پابند فرماتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سنت نبوی ﷺ پر اس قدر اہتمام سے عمل فرمایا کہ آپ کی ذات پاک، آپ کا وجود مسعود واقعی "آئینہ سنت مصطفیٰ ﷺ" بن گیا۔

زیر نظر کتاب میرے قابل قدر بزرگ جناب ڈاکٹر نذیر احمد صاحب شرقپوری کی تالیف لطیف ہے۔ آپ ماہنامہ نور اسلام شرقپور شریف کی مجلس ادارت کے ممبر اور حضور فخر المشائخ صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری نقشبندی مجددی مدظلہ العالیٰ کے تربیت یافتہ اہل قلم لوگوں میں شمار کیے جاتے ہیں۔

آپ ایک کہنہ مشق مصنف ہیں۔ آپ کی کچھ کتب اور بہت سے مضامین شائع ہو چکے ہیں۔

اس کتاب میں آپ نے حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کو حضور نبی اکرم ﷺ کی سنت کا عکس دکھایا ہے۔ یعنی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہر قول و فعل کو سنت مطہرہ ﷺ سے مطابقت تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اس عمل نے آپ

کے وجودِ مسعود کو ''آئینہ سنت مصطفےٰ ﷺ'' ثابت کر دیا ہے۔

راقم السطور کی یہ خوش قسمتی ہے کہ مجھے اس کتاب کے مسودے کو پڑھنے اور اس کی درستی کا موقع ملا۔ میرے محترم بزرگ جناب ڈاکٹر نذیر احمد صاحب شرقپوری نے قارئین کیلئے حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے طریقہ کو واضح کر دیا ہے۔ امید ہے کہ قارئین کیلئے یہ کتاب بہت عمدہ باتیں مہیا کرے گی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جناب ڈاکٹر صاحب کی اس کاوش کو شرف قبولیت عطا فرمائے (آمین)

قاضی محمد نور اللہ نقشبندی مجددی

قاضی محمد نور اللہ نقشبندی مجددی

شیر ربانی اسلامک سنٹر پھلروتن

تحصیل صفدر آباد، ضلع ننکانہ صاحب

0333-4604886

یوم الفرقان 17 رمضان المبارک 1426 ہجری

بمطابق 22۔ اکتوبر 2005 بروز ہفتہ

رسول اللہ ﷺ کی محبت ایمان ہے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا یہاں تک میں اسے اس کے والد، اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے عزیز تر ہو جاؤں (بخاری شریف)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تعارفِ مصنف

دورِ حاضر میں کچھ خوش قسمت شخصیات ایسی بھی ہیں جن کے وقت اور عمل میں اللہ تعالیٰ نے برکتیں رکھی ہیں۔ ان کا وقت رضائے الٰہی، خوشنودی مصطفےٰ ﷺ اور اشاعت دین کے لیے صرف ہوتا ہے۔ ایسے ہی لوگوں میں سے ایک جناب ڈاکٹر نذیر احمد صاحب شرقپوری ہیں۔

جناب ڈاکٹر نذیر احمد صاحب شرقپوری 1945ء میں گاؤں ''قلعہ غوث'' ضلع شیخوپورہ میں پیدا ہوئے۔ والدین نے ''نذیر احمد'' نام تجویز کیا۔ آپ نو (9) بہن بھائی ہیں جن میں سے چھ بھائی اور تین بہنیں ہیں۔ دوسرے بھائیوں کے نام یہ ہیں (1) عمر دین (2) محمد اسحاق (3) محمد اسماعیل (4) محمد حنیف (5) بشیر احمد اور ڈاکٹر صاحب سب سے چھوٹے بھائی ہیں۔ والد گرامی کا نام حسن الدین تھا اور مختصر شجرہ نسب یوں ہے: حسن الدین بن احمد دین بن نبی بخش بن کریم بخش بن محمد اسحاق رحمھم اللہ تعالیٰ۔

جناب ڈاکٹر صاحب ابھی دو سال کے تھے کہ والد گرامی وصال کر گئے۔ والدہ صاحبہ کی زیرِ شفقت ونگرانی قرآن پاک سے اپنی تعلیم کا آغاز کیا۔ پرائمری تک تعلیم گورنمنٹ پرائمری سکول تر ڈیوالی، نزد شرقپور شریف میں حاصل کی۔ 1964ء میں گورنمنٹ پائیلٹ ہائر سیکنڈری سکول، شرقپور شریف سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ 1966ء میں اسلامیہ کالج ریلوے روڈ، لاہور سے ایف اے کا امتحان پاس کیا۔

1968ء میں بی اے کا امتحان اسلامیہ کالج سول لائنز، لاہور سے پاس کیا۔ 1978ء میں DHMS کا امتحان ہومیو پیتھک میڈیکل کالج آف پاکستان گڑھی شاہو، لاہور سے نمایاں حیثیت سے پاس کیا۔ 1982ء میں بائیو کیمک پریکٹشنرز سوسائٹی آف پاکستان کی فیلوشپ اختیار کی۔ 1984ء میں فارمیسی میں Category "C" کے طور پر رجسٹرڈ ہوئے۔ 1986ء میں ایم۔اے سیاسیات کا امتحان بطور پرائیویٹ امیدوار پاس کیا۔ 1986ء ہی میں فارمیسی میں اسسٹنٹ فارماسسٹ کا سرٹیفیکیٹ حاصل کیا۔ 1990ء میں CLS کا امتحان پنجاب لائبریری ایسوسی ایشن آف لاہور سے پاس کیا۔ 1993ء میں شیر ربانی اسلامک سنٹر، لاہور سے تین ماہ کا تربیتی کورس مکمل کیا۔ 1994ء میں آستانہ عالیہ شیر ربانی اسلامک سنٹر، ہجویری محلہ، نزد داتا دربار لاہور سے دوبارہ تین ماہ کا تربیتی کورس پاس کیا۔ 2000ء میں ایم اے پنجابی کا امتحان آزاد امیدوار کی حیثیت سے نمایاں پوزیشن میں پاس کیا۔ 2002ء میں بی اے لیول کا صحافت میں بطور ایڈیشنل مضمون پاس کیا۔ اس طرح ڈاکٹر صاحب نے 2002ء میں ڈبل ایم۔اے کر کے اپنی تعلیم مکمل کی۔ 2003ء میں آپ نے اپنی اہلیہ محترمہ سمیت عمرہ کی سعادت حاصل کی، 21 جون 2003ء تا 13 جولائی 2003ء تک زیارت حرمین شریفین کی سعادت حاصل کی اور مدینہ منورہ میں ''رباط شیر ربانی'' کی زیارت کی۔ ڈاکٹر صاحب حج کرنے کا ارادہ بھی رکھتے ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو یہ سعادت جلد نصیب فرمائے، آمین ثم آمین۔ اس پر نظر ثانی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل عمیم سے ڈاکٹر صاحب کو دو بیٹیوں اور دو بیٹوں سے نوازا۔ بڑے صاحبزادے محمد سلیم کا تین سال کی عمر میں انتقال ہو گیا اور چھوٹا صاحبزادہ محمد اویس ندیم جامعہ پنجاب، لاہور میں ملازمت کرتے ہیں۔ آپ کے اساتذہ میں سے چند مشہور ترین کے اسماء گرامی یہ ہیں: (1) پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب (2) پروفیسر قاری

مشتاق احمد صاحب (3) حضرت مولانا محمد اشرف صاحب اور (4) پروفیسر ضیاء المصطفےٰ قصوری صاحب۔

راقم السطور (محمد یٰسین قصوری نقشبندی) کی یہ خوش قسمتی ہے کہ میں نے زیر نظر کتاب کا نام **"حضرت ثانی لاثانی شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بحیثیت آئینہ سنت مصطفےٰ ﷺ"** تجویز کیا جو ڈاکٹر صاحب نے پسند فرمایا۔ اس کتاب پر نظر ثانی اور پروف ریڈنگ کی سعادت بھی مجھے نصیب ہوئی۔

آپ کے تین بڑے بھائی فخر المشائخ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری نقشبندی مجددی دامت برکاتہم العالیہ، سجادہ نشین آستانہ عالیہ شرقپور شریف کے دست اقدس میں شرف بیعت حاصل کر چکے تھے۔ بڑے بھائی جناب محمد اسماعیل صاحب کی وساطت سے ڈاکٹر صاحب نے 1982ء میں حضرت میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری دامت برکاتہم العالیہ کی خدمت میں شرقپور شریف حاضر ہو کر شرف بیعت حاصل کیا۔ پیرو مرشد حضرت میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری دامت برکاتہم العالیہ کی زیر ادارت و زیر سرپرستی اور آستانہ عالیہ شرقپور شریف کے ترجمان رسالہ ماہنامہ "نور اسلام" شرقپور شریف کو معیاری و مقبول عام بنانے کے لیے اپنی بساط کے مطابق عرصہ بیس سال سے خدمات انجام دے رہے ہیں۔ حضرت میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری نے ڈاکٹر صاحب کو تصنیف و تالیف کے میدان میں انقلابی خدمات انجام دینے کے لیے ہدایت و تلقین فرمائی، جس پر وہ کمربستہ ہو گئے۔ آج موصوف نو (9) کتابوں کے مصنف ہیں۔ وہ اس لحاظ سے خوش قسمت ہیں کہ تمام تصانیف اپنی جیب سے شائع کروائیں اور دو کتابوں کی تقریب رونمائی آستانہ عالیہ شیر ربانی شرقپوری رحمۃ اللہ شرقپور شریف میں ہو چکی ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی تصانیف کے نام مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ حضرت شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ کا پیغام عصر حاضر کے نام

2۔ انوار شیر ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ

3۔ اسلام میں نماز کی اہمیت

4۔ شفاعتِ مصطفیٰ ﷺ

5۔ نماز کی اہمیت

6۔ حیات شیر ربانی، سنت نبوی ﷺ کا بہترین مرقع

7۔ درس عمل، سراپا سنت زندگانی حیات شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ

8۔ پیارے نبی ﷺ کی پیاری زندگی

9۔ حضرت ثانی لا ثانی شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بحیثیت آئینہ سنت مصطفیٰ ﷺ

حضرت ثانی لا ثانی شرقپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ عالم ربانی، ولی کامل اور مبلغ اسلام تھے۔ آپ کے احوال و آثار اور خدمات جلیلہ پر کئی کتب و رسائل شائع ہو چکے ہیں۔ آپ مصلح اعظم اور صاحب کرامت ولی اللہ بھی تھے۔ جناب ڈاکٹر نذیر احمد شرقپوری کا بیان ہے کہ ہمارے گاؤں میں ایک شخص تھا جو تقریباً بارہ ایکڑ اراضی کا مالک تھا لیکن نرینہ اولاد سے محروم تھا جبکہ اس کی تین لڑکیاں تھیں۔ ایک لڑکی کی شادی اپنے گاؤں میں ہوئی اور دوسری دونوں لڑکیوں کی شادی دوسرے مقامات میں ہوئی۔ گاؤں والی لڑکی کے شوہر کا نام برکت شاہ تھا جس نے اپنی ساس اور سسر کی وفات کے بعد اپنی بیوی کے علاوہ اس کی دونوں بہنوں کی زمین بھی اپنے زیر کاشت لے آیا اور وہ زمین چھوڑنے کے لیے تیار نہیں تھا۔ ایک لڑکی محمد الیاس آف پتوکی کے عقد میں تھی جو حضرت ثانی لا ثانی شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کا مرید بھی تھا۔ محمد الیاس کی التجا پر حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ گاؤں ''قلعہ غوث'' ضلع شیخوپورہ میں تشریف لائے۔ آپ نے برکت شاہ کو طلب کیا اور اسے وراثت کی تقسیم کے حوالے سے شرعی مسئلہ بتایا اور ناجائز طور پر کسی کی زمین پر قبضہ جمانے کے بارے شرعی وعید بتاتے ہوئے حقدار لوگوں کو ان کے حصے کی زمین واپس کرنے کی ہدایت کی لیکن اس نے

آپ کی بات ماننے سے صاف انکار کر دیا۔ شریعت کے فیصلے اور ولی کامل کی بات نہ ماننے کے نتیجہ میں قدرت نے حقداروں کو ان کا حق دلوا دیا۔

جناب ڈاکٹر صاحب موصوف کا ہی بیان ہے کہ ان کی والدہ محترمہ کو ایک عرصہ دراز تک پیٹ میں درد تھا۔ اطباء اور ڈاکٹروں سے علاج کروانے کے باوجود آرام نہ آیا۔ ایک دفعہ وہ ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں شرقپور شریف میں حاضر ہوئیں۔ حضرت کا دم کیا ہوا پانی پیا اور لنگر کھایا جس کے سبب اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لیے درد ختم کر دیا۔

''حضرت ثانی لاثانی شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بحیثیت آئینہ سنت مصطفٰے ﷺ جناب ڈاکٹر صاحب کے قلم کا آخری شاہکار ہے جس میں حضرت ثانی لاثانی شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے احوال و آثار سنت مصطفٰے ﷺ کی روشنی میں تحریر کرنے کی قابل تقلید و صد ستائش کامیاب کوشش کی ہے۔ مصنف موصوف نے کتاب کے تمام مندرجات کو شواہد اور دلائل کی روشنی میں پرکھ کر لکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کتاب کی تالیف و ترتیب میں انہوں نے نہایت عرق ریزی اور محنت سے کام کیا ہے۔ یہ کتاب ''شیر ربانی و ثانی لاثانی'' ادب میں اضافہ کرنے کی عظیم کاوش ہے۔ اللہ تعالیٰ مؤلف کی اس سعی جمیلہ کو قبول فرمائے، اجر عظیم سے نوازے اور مسلمانوں کے لیے نافع و مفید بنائے۔ امین ثم آمین۔

خاک در شیر ربانی شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ

محمد یٰسین قصوری نقشبندی

محمد یٰسین قصوری نقشبندی

ادارہ علم وادب، شاہین کالونی، گلی نمبر 1،
والٹن روڈ، لاہور

13 نومبر 2005ء

مطابق 10 شوال 1426ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تقریظ

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے واسطے ہیں جو تمام جہانوں کا مالک اور پالنے والا ہے۔

درود لامحدود واسطے حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کے جو تمام مخلوقات میں افضل اور شافع یوم النشور ہیں۔ جناب ڈاکٹر نذیر احمد صاحب شرقپوری سے میری پہلی ملاقات جامع مسجد مصطفےٰ ایم بلاک، گلبرگ III، لاہور میں 2001ء میں اس وقت ہوئی جب وہ نماز جمعہ ادا کرنے کے لیے مسجد مذکور میں آئے۔ نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد پہلی ملاقات صرف سلام دعا کی حد تک ہوئی۔ چونکہ ڈاکٹر صاحب کی رہائش گاہ مسجد سے متصل ہے اس لیے وہ نماز پنجگانہ کے علاوہ نماز جمعہ بھی اسی مسجد میں ادا کرتے ہیں۔ اس لیے ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رہا۔ ڈاکٹر صاحب علم دوستی کی وجہ سے کئی دفعہ مجھے اپنے گھر میں بلوا لیتے ہیں اور علمی گفتگو ہوتی رہتی ہے۔ علمی دوستی کی وجہ سے مجھے ڈاکٹر صاحب کی کتب کا مطالعہ کرنے کا موقعہ ملتا رہتا ہے۔ ان کی کتب کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ان کو سنت نبوی ﷺ سے والہانہ عقیدت و محبت ہے۔ ان پر سنت نبوی ﷺ کا رنگ غالب نظر آتا ہے۔

انہوں نے دلائل اور حوالوں سے ثابت کیا ہے کہ اولیاء اللہ اپنی زندگی کو سنت مصطفےٰ ﷺ کے عین مطابق گزارتے ہیں اور ان کی سیرت و کردار، احوال،

معاملات شریعت سے جدا نہیں ہوتے۔ اولیاء اللہ ہمیشہ چشم تصور میں رسول اکرم ﷺ کی ذات کو رکھتے ہیں۔

؎ آدمی دید است باقی پوست
دیں آں باشد کہ دید دوست است

ڈاکٹر صاحب صوفی منش، رحم دل، مہمان نواز، علم دوست، صاحب درد اور ملنسار آدمی ہیں۔ راقم الحروف (ڈاکٹر محمد لطیف) سمجھتا ہے کہ ان ساری صفات کے فیض کا سرچشمہ حضرت شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، انہی کے فیض سے ڈاکٹر صاحب کے حصہ میں یہ توفیق آئی کہ تصنیف و تالیف کے کٹھن مراحل طے کر رہے ہیں اور شبانہ روز اسی کام میں اپنی زندگی بسر کر رہے ہیں۔

زیر نظر کتاب ''حضرت ثانی لاثانی شرقپوری رحمۃ اللہ بحیثیت آئینہ سنت مصطفےٰ ﷺ'' کا کمپوز شدہ مسودہ مجھے پیش کیا گیا جس کو میں نے جستہ جستہ پڑھا۔ جناب ڈاکٹر صاحب کی ایک نئی اور منفرد پیشکش ہے، اس کتاب میں انہوں نے حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری نقشبندی مجددی کی پاکیزہ زندگی کو اتباع سنت رسول اللہ ﷺ کے حوالے سے اجاگر کرنے کی بھرپور اور کامیاب کوشش کی ہے جو طالبان سلوک کے لیے ایک نہایت مستحسن دستاویز ہے، جو بیک وقت شیخ کے حضور نذرانہ عقیدت اور مریدان باصفا کے لیے پیغام عمل ہے۔

میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر نذیر احمد صاحب شرقپوری کی اس سعی کو منظور فرمائے اور آئندہ بھی ان کے قلمی شاہکار منظر عام پر آتے رہیں۔ آمین! ثم آمین

احقر العباد

ڈاکٹر محمد لطیف مدنی

خطیب جامع مسجد مصطفےٰ آباد

ایم بلاک، گلبرگ III، لاہور

9 ماہ شوال 1426 ہجری، 12 نومبر 2005ء بروز ہفتہ

ارشادات شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ

☆ ''یہی سارا کمال نہیں کہ منہ مغرب کی طرف کرلیا جائے، ایسا تو دوسری قومیں بھی کرتی ہیں، بلکہ کمال اس میں یہ ہے کہ توحید اور رسالت کو اس طرح جانو جس طرح جاننے کا واقعی حق ہے''۔

☆ ''توحید اور رسالت باہمی مربوط ہیں۔ توحید کے بغیر رسالت نہیں اور رسالت کے بغیر توحید نہیں'' (یعنی توحید کی معرفت رسالت کے بغیر ممکن نہیں)۔

☆ ''اللہ تعالیٰ کو وحدہ لاشریک مان کر امر و نہی پر سختی اور استقامت سے عمل کرنا اور حضور اقدس ﷺ کو سچا پیغمبر مان کر صدق دل سے اتباع سنت کرنا ہی بڑی سعادت ہے۔ جب اس پر دل و جان سے عمل ہوگا تو باقی جملہ امور از خود فرمان خداوندی کے عین تابع ہو جائیں گے''۔

☆ ''اسلام کے پانچ رکن ہیں اور ایمان کے دو یعنی رسالت و توحید، کیونکہ رسالت کی متابعت سے توحید تک پہنچا جا سکتا ہے اور ایمان میں تصدیق قلبی ہوتی ہے''۔

☆ ''اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جانو''۔

☆ ''جب خداوند کریم کو حاضر و ناظر جانتے ہو تو پھر اس کی نافرمانی کیوں کرتے ہو؟ اور جو کہے کہ اللہ تعالیٰ حاضر و ناظر نہیں وہ کافر ہے''۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

عرض مؤلف

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے راقم الحروف (ڈاکٹر نذیر احمد شرقپوری) کو یہ توفیق بخشی کہ زیر نظر کتاب **"حضرت ثانی لا ثانی شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بحیثیت آئینہ سنتِ مصطفٰے ﷺ"** قارئین کرام کی خدمت میں پیش کر رہا ہے اور درود لا محدود حضرت محمد مصطفٰی ﷺ پر جن کے فیضان گوہر بار نے یہ کتاب شائع کرنے کی ہمت عطا کی۔ پیر طریقت، رہبر شریعت، فخر المشائخ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی دامت برکاتہم العالیہ کا ممنون و مشکور ہوں جن کی نظر کرم نے بندہ کو تحریر کے میدان میں متعارف کرایا۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ شرقپور شریف کی نقشبندی خانقاہ کے بانی اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے برادر اصغر اور ان کا فیضان عام کرنے والے بزرگ تھے اور اپنے پیر و مرشد اور برادر بزرگ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی طرح سنت رسول ﷺ کو زندہ کرنے کی مسند ارشاد پر متمکن اور مامور تھے۔

کسی ولی اللہ کے مقام و مرتبہ کا صحیح اندازہ اس کے اتباع شرع و سنت رسول ﷺ کے پیمانہ سے ہوتا ہے۔ حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ نے

اپنی پوری زندگی فروغ شریعت اور اتباع سنت رسول ﷺ میں گزاری اور اپنے ملنے والوں کو بھی یہی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ احیائے شریعت و سنت رسول ﷺ کی راہ پر سرتاپا اس طرح گامزن تھے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی ''آئینہ سنت'' بن گئی۔

زیر نظر تالیف میں راقم نے اپنی پوری کوشش کی ہے کہ حضرت ثانی لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے مختصر حالات کے ساتھ ساتھ شریعت وطریقت کے سلسلے میں حضور ﷺ کی سنت کے ساتھ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تمسک کا اظہار بھی ہو۔ دیکھنے کو یہ کام آسان نظر آتا تھا لیکن جب اس راہ پر چلنا پڑا تو احساس ہوا کہ یہ کام خاصا مشکل ہے۔ اس کتاب کی آرٹیکل ایڈیٹنگ جناب علامہ قاضی ظہور احمد اختر صاحب، جناب قاضی محمد نور اللہ صاحب اور جناب ماسٹر احمد علی صاحب شرقپوری نے کی جس پر میرا کام آسان ہو گیا۔

اس کتاب کی تیاری کے سلسلے میں راقم کو جناب پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب، جناب علامہ قاضی ظہور احمد اختر صاحب شرقپوری، جناب قاضی محمد نور اللہ صاحب، جناب ماسٹر احمد علی صاحب شرقپوری، جناب محمد انور قمر صاحب شرقپوری، جناب علامہ محمد منشاء تابش صاحب قصوری سیالوی، جناب ابوالبقاقدر آفاقی صاحب (صدارتی ایوارڈ یافتہ)، جناب محمد یٰسین صاحب قصوری نقشبندی اور جناب ڈاکٹر محمد لطیف صاحب نے اپنے مفید مشوروں سے نوازا۔ جناب محمد یٰسین قصوری نقشبندی نے پروف ریڈنگ اور نظر ثانی کر کے اس کتاب کو قابل اشاعت بنایا۔ راقم ان کا تہ دل سے مشکور و ممنون ہے۔

راقم اس کتاب کی پیش کاری میں جناب پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب

سے لیکر جناب محمد یٰسین قصوری نقشبندی صاحب تک سب کا ممنون ہے جن کی آراء سے زیر نظر کتاب منظر عام پر آ سکی۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے اور ناچیز کی اس کاوش کو قبول فرمائے، آمین۔ اس کتاب کی کمپوزنگ جناب شکیل احمد صاحب نے کی ہے اور اس کتاب کی تیاری میں میرے بیٹے محمد اویس ندیم صاحب نے میری مدد فرمائی ہے، مرزا معمود بیگ صاحب میری آمدورفت میں مدد کرتے ہیں۔ اس لیے میں جناب شکیل احمد صاحب، اپنے بیٹے محمد اویس ندیم صاحب، مرزا معمود بیگ صاحب اور سید ابرار حسین شاہ کا بھی ممنون و مشکور ہوں۔

سید الطائفہ حضرت شیخ جنید بغدادی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ مرید کے لیے پیروں کے کام پڑھنے، لکھنے اور سننے میں بہت سے فائدے ہیں جن کی کوئی حد نہیں۔ ان کا کلام ایک لشکر ہے خدائے جل وعلا کے لشکروں میں سے۔ جب مرید سب کی طرف سے ناامید ہو کر خدا کے لشکر کی امداد سے قوی دل ہو جاتا ہے تو اپنے کام میں اچھی طرح مشغول ہو جاتا اور اسے شرح صدر اور انبساط حاصل ہوتا ہے اور غرور و خود پسندی سے پاک ہو جاتا ہے۔ منقول ہے کہ جو شخص اپنے پیران سلسلہ کے حالات، ارشادات، مقامات اور کرامات کا ذکر لکھے تو ایک حرف کے بدلے ستر ستر نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں لکھ دی جاتی ہیں (بحوالہ حضرات القدس صفحہ 20-21 از علامہ بدرالدین سرہندی رحمۃ اللہ)۔

انسانی طاقت اور بساط میں جو کچھ ہے اس کے مطابق اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے راقم نے اپنی طرف سے ہر ممکن کوشش کی ہے کہ کتاب ہذا میں کسی قسم کی کوئی غلطی نہ رہ جائے پھر بھی انسان خطا کا پتلا ہے باوجود ہر امکانی کوشش کے کوئی نہ کوئی غلطی رہ جاتی ہے۔ کوئی مسلمان جان بوجھ کر اور دیدہ ودانستہ طور پر کوئی غلطی نہیں چھوڑتا۔ پھر بھی علمی و ادبی ذوق رکھنے والے حضرات سے استدعا ہے کہ اگر دوران مطالعہ کسی قسم کی غلطی نظر آئے تو

مطلع فرما کر مشکور فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست کیا جا سکے۔

قارئین حضرات راقم الحروف کو اپنی کم مائیگی کا پوری طرح احساس ہے کہ حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے حالات کو مکمل طور پر ضبطِ تحریر میں نہیں لا سکا، تاہم زیرِ نظر کتاب "**حضرت ثانی لاثانی شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بحیثیت آئینہ سنت مصطفیٰ ﷺ**" کی تیاری کے دوران جو مواد آپ کے متعلق میسر ہوا اس کو سنت نبوی ﷺ کی روشنی میں پیش کرنے کی پوری کوشش کی ہے۔ آپ حضرات اس کا فیصلہ کریں گے کہ میں اپنی کوشش میں کس حد تک کامیاب ہوا۔ یہ بات واضح کر دینی بڑی ضروری ہے کہ اس کتاب کی تیاری کے دوران میں راقم نے یہ محسوس کیا ہے کہ آپ پر مزید کام کرنے کی اشد ضرورت ہے تاکہ آپ کا کارہائے نمایاں کو آنے والی نسلوں کے لیے محفوظ کیا جا سکے جس سے وہ مستفید ہوں۔ ایک مشہور مقولہ ہے کہ " تاریخ کا حصہ وہی لوگ بنتے ہیں جن پر تحریر کا کام کیا جاتا ہے"۔

راقم کی یہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آستانہ عالیہ شرقپور شریف کا فیض ہمیشہ جاری و ساری رکھے اور ہم سب اس سے مستفیض ہوتے رہیں (آمین ثم آمین)

احقر العباد

30/12/2005

ڈاکٹر نذیر احمد شرقپوری

جمعۃ المبارک 27 ذیقعد 1426 ہجری

بمطابق 30 دسمبر 2005 عیسوی

فون رہائش 042-7950103

موبائل 0300-4355778

لا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ

حمد باری تعالیٰ

بنائے اپنی حکمت سے زمین و آسماں تو نے
دکھائے اپنی قدرت کے ہمیں کیا کیا نشاں تو نے
نہیں موقوف خلاقی تری اس ایک دنیا پر
کیے ہیں ایسے ایسے سینکڑوں پیدا جہاں تو نے
دلوں کو معرفت کے نور سے تو نے کیا روشن
دکھایا بے نشاں ہو کر ہمیں اپنا نشاں تو نے
محمد مصطفیٰ کی رحمۃ للعالمینی سے
بڑھائی یارب اپنے لطف اور احساں کی شاں تو نے
دیا اپنے کرم سے ریزہ مور ناتواں کو بھی
لگائے گر سلیماں کے لیے نعمت کے خواں تو نے
مئے لاتقنطوا کے نشے میں سرشار رہتا ہوں
سیہ مستوں کو بخشی ہے حیات جاوداں تو نے

(مولانا ظفر علی خان)

نعت شریف

سارے نبیوں کے عہدے بڑے ہیں
لیکن آقا کا منصب جدا ہے
وہ امام صف انبیاء ہیں
ان کا رتبہ بڑوں سے بڑا ہے
کوئی لفظوں میں کیسے بتا دے
ان کے رتبے کی حد ہے تو کیا ہے
ہم نے اپنے بڑوں سے سنا ہے
صرف اللہ ان سے بڑا ہے
وہ جو اک شہر نور الھدیٰ ہے
جلوہ گاہوں کا اک تسلسلہ ہے
جس کی ہر صبح شمس الضحیٰ ہے
جس کی ہر شام بدر الدجےٰ ہے
نام جنت کا تم نے سنا ہے
میں نے اس کا نظارہ کیا ہے
میں یہاں سے تمہیں کیا بتا دوں
ان کی نگری کی گلیوں میں کیا ہے
مستقل ان کی چوکھٹ عطا ہو
میرے معبود یہ التجا ہے
کوئی پوچھے تو یہ کہہ سکوں میں
بابِ جبریل میرا پتہ ہے

(فصیح الدین سہروردی)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

حضرت میاں شیر محمد شرقپوری اور آپ کے برادر اصغر حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری کے آباؤ اجداد کے حالات

حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت ثانی لا ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے آباؤ اجداد کابل (افغانستان) میں آباد تھے۔ یہ خاندان صداقت و شرافت، امانت و دیانت، تقویٰ و طہارت، پابندی صوم و صلوٰۃ، خوشنویسی، خوش گفتاری، علم و فضل اور حفظ قرآن کی دولت سے مسلسل ممتاز چلا آرہا تھا۔ شاہی خاندان کے اساتذہ کرام ہونے کی وجہ سے انہیں ''مخدوم'' کے لقب سے پکارا جاتا تھا۔ اس خاندان کا پیشہ درس و تدریس تھا۔ یہ خاندان اپنے محلّہ اور علاقہ کے لوگوں کو تعلیم دیتا تھا۔ چنانچہ اس خاندان کی بڑی عزت و تکریم تھی۔ چونکہ اس زمانہ میں چھپائی کے کارخانے نہیں تھے اس لیے اس زمانہ میں ضرورت کے مطابق قرآن مجید اور دوسری کتب ہاتھ سے لکھی جاتی تھیں۔ لہٰذا اس خاندان کے افراد بطور خوش نویس بھی مشہور تھے۔

ہجرت:

ہجرت کرنا سنت انبیاء علیہم السلام ہے۔" حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ السلام عراقی باشندے تھے لیکن وہ ہجرت کر کے شمالی فلسطین میں آ بسے۔ بعدازاں اللہ تعالیٰ کا حکم پا کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت حاجرہ علیہا السلام اور حضرت اسمٰعیل علیٰ نبینا وعلیہ السلام کو مکہ مکرمہ میں آباد کیا اور اسی جگہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیٰ نبینا وعلیہ السلام کے ساتھ مل کر بیت اللہ شریف کو تعمیر کیا۔

آنحضرت ﷺ کے حکم پر مسلمانوں نے مکہ مکرمہ سے دو دفعہ حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ جب مسلمان قریش مکہ مکرمہ کے مظالم سے تنگ آ گئے تو حضور ﷺ نے مسلمانوں کو مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کی ہدایت کی۔ چنانچہ مسلمانوں نے آپ ﷺ کے حکم کے مطابق چھوٹی چھوٹی ٹولیوں کی شکل میں مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔ بعدازاں حضور ﷺ بھی ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے (اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور، جلد 19، ص 36-40)۔

جب سرزمین ہندوستان میں اسلام کو غلبہ حاصل ہوا تو ہندوستان میں بہت سی اسلامی ریاستیں قائم ہوئیں۔ ان نئی قائم شدہ اسلامی ریاستوں میں معلمین کی ضرورت محسوس ہوئی تاکہ ان ریاستوں میں دینی تعلیم کو فروغ حاصل ہو سکے۔ چنانچہ حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے آباؤ اجداد ان نئی ریاستوں میں دین کے فروغ کے لیے افغانستان سے سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے ہجرت کر کے پٹھانوں کے ہمراہ ہندوستان چلے آئے اور پنجاب کے تاریخی شہر "دیپالپور" میں سکونت اختیار کی۔ جب دیپالپور میں حالات

سازگار نہ رہے تو آپ کے آباؤاجداد ہجرت کر کے ''قصور شہر'' میں آباد ہو گئے۔ اس زمانہ میں قصور شہر علم وادب اور درس وتدریس کا مرکز ومحور تھا۔ ایک روایت کے مطابق قصور شہر میں آباد ہونے والے بزرگ کا نام ''حافظ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ'' تھا۔ ان کے ہاں ''حافظ محمد رحمۃ اللہ علیہ'' پیدا ہوئے۔ ان کی پشت سے ''صالح محمد رحمۃ اللہ علیہ'' پیدا ہوئے جو حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے جداعلیٰ تھے۔ اس نیک بخت خاندان کے قصور شہر میں آباد ہونے کی وجہ سے اس شہر کو عالمی شہرت ملی (چشمہ فیض شیر ربانی' محمد یسین قصوری نقشبندی، ص 67-68)۔

حافظ صالح محمد رحمۃ اللہ علیہ علم وفضل ،تقویٰ وطہارت میں بے مثال تھے نیز آپ رحمۃ اللہ علیہ طبابت اور خوش نویسی میں اعلیٰ درجہ کی مہارت رکھتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خوش نویسی کو اپنا ذریعہ معاش بنایا۔ حضرت شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب ہمارے بزرگوں کے بارے میں پوچھا جاتا تو وہ جواب میں فرماتے:

''ما خوشنویسیم'' ''یعنی ہم خوشنویس ہیں''

حافظ محمد عمر:

حضرت حافظ محمد عمر رحمۃ اللہ علیہ حافظ صالح محمد رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے اور حضرت قبلہ ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی کے جداعلیٰ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ صوم وصلوٰۃ کے پابند اور تقویٰ طہارت میں کامل تھے اور سنت نبوی ﷺ کے مطابق متشرع بزرگ تھے۔

خوشنویسی یا کتابت:

نبی کریم ﷺ خوشنویسی کا کام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے لیتے تھے۔ آپ ﷺ نے کتاب اللہ کے تحفظ کے لیے ابتداء ہی سے تحریری اشاعت کا بندوبست کیا۔ جب بھی آپ ﷺ پر قرآنی آیات نازل ہوتیں تو آپ ﷺ انہیں اولاً مردوں کو پڑھ کر سناتے، پھر مستورات کو، مگر آپ ﷺ صرف سنانا کافی نہیں سمجھتے تھے بلکہ آپ ﷺ کسی کاتب کو بلا کر لکھواتے پھر اس سے پڑھوا کر سنتے اور ضرورت کے مطابق اس میں تصحیح کرواتے۔ آپ ﷺ نے حکم دیا تھا کہ قرآن مجید کے نسخے ہر مسلمان کے گھر میں ہونے چاہئیں (اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور، جلد 19، ص 31-32)۔

حافظ محمد عمر رحمۃ اللہ علیہ نے حضور ﷺ کے فرمان کے مطابق صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سنت پر عمل کرتے ہوئے اپنے بزرگوں کے پیشہ خوشنویسی کو جاری رکھا اور اس میں کمال درجہ کی مہارت حاصل کی (چشمہ فیض شیر ربانی، محمد یٰسین قصوری نقشبندی)۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے حضرت صالح محمد رحمۃ اللہ علیہ کو اولاد نرینہ سے نوازا، جس کا نام کمال محبت کی وجہ سے غلام رسول رکھا گیا۔ حضرت صالح محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے یہ ہونہار اور نیک بخت فرزند جب پروان چڑھے تو قدرت نے نوازشوں کے دریچے کھول دیئے۔ مولانا غلام رسول صاحب علوم ظاہری کے ساتھ ساتھ علوم باطنی سے بھی بہرہ ور تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ قصور شہر میں مفتی تھے۔ مولانا غلام دستگیر رحمۃ اللہ علیہ، بابا صاحب کے ہمعصروں میں سے تھے۔ جب مہاراجہ رنجیت سنگھ نے قصور پر حملہ کیا اور اس کو تباہ و برباد کیا، لوٹ مار کا بازار گرم ہوا تو علاقہ میں قحط رونما ہوا اور باشندے بھوک و افلاس

سے تنگ آ کر قصور شہر سے بھاگنے لگے تو حضرت بابا غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنے شاگروں کے ہمراہ نکل کھڑے ہوئے اور چلتے چلتے ''حجرہ شاہ مقیم'' پہنچ گئے۔ وہاں ایک مسجد میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ دولڑکے تختیاں لکھ رہے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے تختی لے کر اس پر ''ا ب'' لکھ دیا۔ دونوں لڑکے حضرت خواجہ قطب امام رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین حجرے شاہ مقیمؒ کے صاحبزادے تھے۔ حضرت خواجہ صاحب نے بچوں کی تختی پر تحریر دیکھی تو دریافت فرمایا کہ یہ کس نے لکھا ہے؟ صاحبزادوں نے حضرت مولانا غلام رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق بتایا۔ چنانچہ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے پاس بلوایا اور اپنے ہاں ٹھہرنے کا کہا۔ جسے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قبول فرمایا اور حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے صاحبزادوں کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شاگردی میں دے دیا (تذکرہ حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ شرقپوریؒ، پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی)۔

بیعت:

بیعت کرنا سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے اس بات پر بیعت لی کہ وہ اللہ کے سوا کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گے اور برائیوں سے بچیں گے۔ نبی کریم ﷺ سے لے کر آج تک یہ سلسلہ جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا۔ جب کوئی آدمی کسی نیک آدمی کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہے تو اس کا مطلب اور مفہوم بھی یہی ہوتا ہے کہ وہ پچھلے گناہوں سے توبہ کرتا ہے اور آئندہ گناہوں سے بچنے کا وعدہ کرتا ہے۔ جب کوئی آدمی کسی نیک بندے کے ہاتھ پر بیعت کر کے اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہے اور آئندہ گناہوں سے بچنے کا وعدہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بندے کو اس نیک بندے کے وسیلہ سے گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا کر دیتا ہے۔ اس لیے صحابہ کرام رضوان

اللہ علیہم اجمعین نبی کریم ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کیا کرتے تھے۔اللہ تعالیٰ انہیں گناہوں سے محفوظ کر دیتا تھا۔حدیث نبوی ﷺ ہے کہ:

حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَنَا اَبُوْ اِدْرِيْسَ عَآئِذُاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ اَنَّ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا وَّهُوَ اَحَدُ النُّقَبَآءِ لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَحَوْلَهٗ عِصَابَةٌ مِنْ اَصْحَابِهٖ بَايِعُوْنِىْ عَلٰى اَنْ لَّا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَزْنُوْا وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ وَلَا تَاْتُوْا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُوْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَ اَرْجُلِكُمْ وَلَاتَعْصُوْا فِىْ مَعْرُوْفٍ فَمَنْ وَفٰى مِنْكُمْ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَعُوْقِبَ فِى الدُّنْيَا فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ

ترجمہ: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے جو غزوہ بدر میں شریک تھے اور بیعت عقبہ والوں میں ایک نقیب تھے کہ شمع رسالت ﷺ کو پروانوں نے جھرمٹ میں لیا ہوا تھا اور آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: مجھ سے اس بات پر بیعت کرو کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرو گے، چوری نہیں کرو گے، زنا نہیں کرو گے، اپنی اولاد کو قتل نہیں کرو گے، جانتے بوجھتے کسی پر بہتان نہیں باندھو گے اور نیکی کے کاموں میں نافرمانی نہیں کرو گے، تم میں سے جس نے یہ عہد پورا کیا تو اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر اور جو ان میں سے کسی کے اندر مبتلا ہو جائے اور دنیا میں اس کی سزا ملی تو وہ اس کا کفارہ ہو گا (بخاری شریف، جلد اول کتاب الایمان، حدیث 17)۔

چونکہ بیعت کرنا سنت صحابہ ہے۔حضرت مولانا غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ نے اس

سنت کی پیروی کرتے ہوئے حضرت خواجہ قطب امام رحمۃ اللہ علیہ، سجادہ نشین حجرہ شاہ مقیم کے دست حق پرست پر بیعت کی (چشمہ فیض شیر ربانی، از محمد یسین قصوری نقشبندی)۔

مسجد بنانا:

جب حضور ﷺ ہجرت کر کے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کے جنوب میں قبا کے مقام پر پہنچے تو اپنے مختصر قیام کے دوران وہاں سب سے پہلے جو کام کیا وہ مسجد قباء کی تعمیر تھی۔ جب آپ ﷺ قبا میں تیرہ چودہ دن قیام کے بعد روانہ ہوئے اور آپ ﷺ کی اونٹنی مدینہ منورہ میں وہاں آ کر ٹھہری جہاں اب مسجد نبوی شریف ہے وہاں پہنچ کر آپ ﷺ نے پہلا کام یہ کیا کہ خالی زمین کو جو دو یتیم بچوں کی ملکیت تھی، قیمتاً حاصل کی اور پھر وہاں مسجد نبوی تعمیر کروائی (اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور: جلد 19، ص 44)۔

چنانچہ جب حضرت مولانا غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ شرقپور شریف میں تشریف لے آئے تو انہیں درس و تدریس کے لیے مسجد کی ضرورت تھی۔ لہٰذا وہ جگہ جہاں اب "جامع مسجد" ہے وہاں کوڑے کرکٹ کا ڈھیر تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں کی مدد سے اس جگہ سے گندگی کا ڈھیر اٹھوا کر صفائی کروائی اور سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے "مسجد جامع مسجد" تعمیر کروائی۔ آپ چونکہ خوشنویسی کر کے روزی کماتے تھے لہٰذا اپنی خودنوشت حمائل شریف کے بدلہ میں 125 روپے حاصل کر کے اس رقم سے مسجد سے متصل کنواں کھدوایا اور مسجد کا دروازہ بنوایا (حدیث دلبراں از حاجی فضل احمد مونگہ)۔

درس و تدریس:

درس و تدریس سنت انبیاء علیہم السلام ہے۔ارشاد نبوی ﷺ ہے''اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا''چنانچہ نبی کریم ﷺ پر جب بھی کوئی قرآنی آیت نازل ہوتی تو آپ ﷺ اولاً مردوں کو پڑھ کر سناتے اور پھر عورتوں کو۔حضور ﷺ نے فرمایا:

خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَ عَلَّمَهٗ قَالَ وَاَقْرَأَ اَبُوْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ فِي اِمْرَأَةِ عُثْمَانَ حَتّٰى كَانَ الْحَجَّاجُ قَالَ وَ ذَاكَ الَّذِيْ اَقْعَدَنِيْ مَقْعَدِيْ هٰذَا

ترجمہ: حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم میں بہتر شخص وہ ہے جو قرآن مجید سیکھے اور سکھائے۔سعد بن عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت ابوعبدالرحمٰن سلمٰی نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت سے حجاج کے عہد گورنری تک قرآن مجید پڑھایا۔انہوں (ابوعبدالرحمٰن) نے فرمایا کہ یہی حدیث ہے جس نے مجھے اس جگہ قرآن مجید پڑھانے کے لیے بٹھا رکھا ہے (بخاری شریف، جلد سوم کتاب التفسیر حدیث، 19)۔

چنانچہ حضرت مولانا غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ نے سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے خود تعمیر کردہ''جامع مسجد''میں قرآن و حدیث اور فقہ کی تعلیم دیا کرتے تھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس علم حاصل کرنے کیلئے مسلم و غیر مسلم سب لوگ حاضر رہتے تھے۔مختصر وقت میں آپ رحمۃ اللہ علیہ شرقپور شریف کے علاقہ کے لوگوں کے دل کی دھڑکن بن گئے۔

حقہ نوشی سے نفرت:

نبی کریم ﷺ کو فطری طور پر ظاہری و معنوی آلودگی سے شدید کراہت تھی۔ اگر چہ ایک وضو کے ساتھ متعدد نمازیں پڑھی جا سکتی ہیں مگر حضور ﷺ ہر نماز کیلئے الگ وضو فرماتے۔ اگر چہ آپ ﷺ کے جسم مبارک کو فطری طور پر خوشبو کی ضرورت نہ تھی لیکن اس کے باوجود آپ ﷺ کے استعمال میں خوشبو ہمیشہ رہی۔ اس نفاست طبع کا نتیجہ تھا کہ آپ ﷺ کو بدبودار اشیاء مثلاً کچے پیاز اور لہسن وغیرہ سے نفرت تھی۔ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ جو کوئی ان اشیاء کو کھائے وہ مسجد میں نہ آئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کو بدبودار سبزیوں تک سے نفرت تھی (اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ج 19، صفحہ 110-111)۔

چنانچہ حضرت بابا غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ صحیح معنوں میں رسول اللہ ﷺ کے غلام، متقی اور پرہیزگار تھے۔ اس لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بھی بدبودار اشیاء سے نفرت تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سنت نبوی ﷺ کی پیروی میں حقہ وغیرہ سے نفرت کرتے تھے، کیونکہ حقہ نوش لوگوں سے ایک بدبوسی آتی رہتی ہے چنانچہ اہل تقویٰ بزرگ ایسی چیزوں سے نفرت کیا کرتے ہیں۔

شادی:

نکاح کرنا نبی کریم ﷺ کی سنت مبارکہ ہے۔ سیرت نگاروں کی متفقہ رائے کے مطابق آپ ﷺ نے یکے بعد دیگرے بارہ شادیاں کیں۔

حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو عورت کے حقوق ادا کرنے کی طاقت رکھتا ہے وہ

ضرور نکاح کرے کیونکہ نکاح نگاہ کو جھکاتا ہے اور شرمگاہ کی حفاظت کرتا ہے۔ نیز فرمایا وہ بھی نکاح کرے جس کو عورت کی حاجت نہ ہو کیونکہ نکاح میری سنت ہے اور اس کا تارک ہمارا ساتھی نہیں۔ (بخاری شریف، جلد سوم کتاب النکاح، باب 31)۔

چنانچہ حضرت بابا غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ نے سنت نبوی ﷺ کی پیروی میں سنت کے مطابق ایک زمیندار خاندان میں شادی کر لی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سسرال والوں نے اپنی بیٹی کو بطور جہیز ایک کنواں (ڈیک والا کنواں) اور زمین دی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں اولاد نرینہ نہ تھی البتہ ایک بیٹی مسماۃ آمنہ بی بی پیدا ہوئیں۔ ان کی شادی قصور میں اپنے بھتیجے حافظ محمد حسین سے کردی۔ شادی کے بعد اپنے داماد کو بھی شرقپور شریف بلوایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد درس وتدریس کا کام حافظ محمد حسین قصوری رحمۃ اللہ علیہ نے سنبھال لیا۔ اللہ تعالیٰ نے حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو تین صاحبزادے عطا کیے۔

1۔ میاں عزیز الدین رحمۃ اللہ علیہ

2۔ میاں حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ

3۔ میاں نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ

حضرت میاں عزیز الدین رحمۃ اللہ علیہ نیک سیرت، متقی، صوم وصلوٰۃ کے پابند، متشرع، اولیاء کرام سے عقیدت و محبت رکھنے والے اور سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت تھے (چشمہ فیض شیر ربانی از محمد یسین قصوری نقشبندی)۔

نمازِ تہجد:

حضور ﷺ جب رات کو سو کر اٹھتے تو سب سے پہلے قضائے حاجت فرماتے پھر مسواک فرماتے اور وضو فرماتے۔ پھر نمازِ تہجد بشمول وتر گیارہ رکعت ادا فرماتے۔ اس نماز کو آپ ﷺ نے تمام زندگی کامل پابندی وقت کے ساتھ ادا فرمایا (اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور، جلد 19، ص 94)۔

قرآن مجید میں ہے

وَمِنَ الَّیْلِ فَتَھَجَّدْ بِہٖ نَافِلَۃً لَّکَ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا (17-79)

ترجمہ: اور رات کے وقت کچھ حصے میں تہجد پڑھو۔ یہ خاص نفلی نماز تمہارے لیے ہے، ہوسکتا ہے کہ آپ کا رب آپ کو مقامِ محمود پر فائز فرمادے (بنی اسرائیل: 79)۔

چنانچہ حضرت قبلہ ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی حضرت میاں عزیز الدین رحمۃ اللہ علیہ بھی حضور نبی کریم ﷺ کی سنت کی پیروی کرتے ہوئے نمازِ تہجد ادا فرماتے تھے۔ (چشمہ فیض شیر ربانی، از محمد یسین قصوری نقشبندی، ص 75)۔

ملازمت یا مزدوری:

ہاتھ سے کما کر کھانا یا مزدوری کرنا سنت نبوی ﷺ ہے۔ نبی پاک صاحب لولاک ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

مَابَعَثَ اللّٰہُ نَبِیًّا اِلَّا رَعَی الْغَنَمَ فَقَالَ اَصْحَابُہٗ فَاَنْتَ فَقَالَ نَعَمْ کُنْتُ اَرْعَاھَا عَلٰی قَرَارِیْطَ لِاَھْلِ مَکَّۃَ

اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی معبوث نہیں فرمایا مگر اس نے بکریاں چرائی ہیں۔آپ ﷺ کے اصحاب نے عرض کیا۔کیا آپ ﷺ نے بھی؟ فرمایا ہاں! میں نے بھی چند قیراط پر اہل مکہ کی بکریاں چرائی ہیں (بخاری شریف،جلد اول، کتاب الاجارہ، حدیث 2107)۔

چنانچہ حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی حضرت میاں عزیز الدین رحمۃ اللہ علیہ نے بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے ملازمت کو اپنا ذریعہ معاش بنایا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ بطور ویکسی نیٹر (محکمہ صحت) بھرتی ہو کر گورنمنٹ کی طرف سے ضلع روہتک کے صدر مقام پر ویکسی نیٹروں پر انچارج آفیسر کی حیثیت سے اپنے فرائض انجام دینے لگے۔اپنے ماتحت عملہ سے حسن اخلاق، نرمی اور اصولی برتاؤ کرتے تھے۔کسی ماتحت ملازم کو کبھی بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ سے شکایت نہ ہوئی۔دو تین ماہ کے بعد گھر (شرقپور شریف میں) تشریف لاتے۔(چشمہ فیض شیر ربانی: از محمد یسین قصوری نقشبندی)۔

فیاضی اور سخاوت:

فیاضی اور سخاوت بھی سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔حضور ﷺ کی فیاضی اور دریا دلی کا یہ عالم تھا کہ اگر آپ ﷺ کے پاس کوئی چیز موجود نہ ہوتی تو آپ ﷺ ادھار لے کر سائل کی حاجت پوری فرما دیتے۔بقول حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ﷺ کے پاس کوئی چیز ذخیرہ نہیں رہتی تھی۔یہ بھی حضور ﷺ کی شان رحمت عالم اور سخاوت عامہ کا نتیجہ تھا کہ اگر کوئی آپ ﷺ کے زیر استعمال بالکل نئی چیز بھی آپ ﷺ سے طلب کرتا اگرچہ وہ آپ ﷺ کو

بہت ہی پسند ہوتی تو وہ بھی آپ ﷺ اس سائل کو عطا فرما دیتے۔ بعض اوقات جس مالک سے چیز خریدتے، قیمت ادا کرنے کے بعد وہ چیز اسی کو ہدیہ کر دیتے۔ آپ ﷺ کی فرط سخاوت کا یہ عالم تھا کہ اگر بر بنائے تنگی وقت کچھ مال بچ رہتا تو آپ ﷺ کی طبیعت پر یہ بہت گراں گزرتا اور آپ ﷺ کا سکون اور آرام ختم ہو جاتا۔ کیونکہ آپ ﷺ مال و دولت کو ہر وقت گردش میں رکھنے کا سبق دنیا بھر کو دینے کے لیے تشریف لائے تھے۔ اسی لیے مال و دولت کو جمع کر کے اس کے انبار لگانے کی ممانعت سورۃ ھمزۃ (پارہ 30) میں ملتی ہے اور اسکی وعید بھی۔

قرض کی ادائیگی بطریق احسن:

جس طرح ضرورت کے وقت قرض لینا سنت نبوی ﷺ ہے اسی طرح احسن طریقے سے قرض کی واپسی بھی سنت رسول ﷺ ہے قرض کے بارے میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

قَالَ النَّبِیُّ اِنَّ خِیَارَکُمْ اَحْسَنُکُمْ قَضَآءً

تم میں سے بہتر وہ ہے جو خوش سلیقگی سے قرضہ کی رقم وغیرہ واپس لوٹا دے (بخاری شریف، جلد اول، کتاب الاستقراض، حدیث 2645، 2647، 2648)۔

قبلہ ثانی صاحب کے برادر اکبر حضرت شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی جود و سخا کی والہانہ عادت کی وجہ سے اکثر مقروض رہتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد حضرت میاں عزیز الدین رحمۃ اللہ علیہ جب اپنی ملازمت سے چھٹی پر شرقپور شریف تشریف لاتے تو اپنے صاحبزادے حضرت شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ کا قرض بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے

بڑے احسن طریقے سے پائی پائی ادا فرماتے۔ لیکن ساتھ ہی آئندہ قرض لینے میں احتیاط برتنے کا بھی ارشاد فرماتے کیونکہ حضور ﷺ نے بھی قرض سے اللہ کی پناہ طلب کی ہے۔

گھوڑا پالنا اور سواری کرنا:

گھوڑے کو پالنا اور اس پر سواری کرنا سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ گھوڑے تین قسم کے ہیں۔ ایک وہ جن میں آدمی کے لیے اجر ہے۔ دوسرے وہ جن میں آدمی کی پردہ پوشی ہے۔ تیسرے وہ جو آدمی پر بوجھ ہیں۔ وہ گھوڑا آدمی کیلئے باعث اجر ہے جو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کیلئے پالا ہو۔ پھر کسی چراگاہ یا باغ میں چرنے کیلئے لمبی سی رسی سے باندھ کر چھوڑ دیا ہو۔ پس اس چراگاہ یا باغ میں جہاں تک وہ رسی پہنچے گی اس کے مطابق مالک کو نیکیاں ملیں گی۔ اگر وہ اپنی رسی توڑ کر ایک دو ٹیلے پرے چلا جائے تو اس کی لید اور قدموں کے حساب سے گھوڑے والے کو نیکیاں ملیں گی۔ اگر وہ کسی نہر یا دریا کے پاس سے گزرے اور اس کا پانی پی لے اگرچہ مالک کا ارادہ پانی پلانے کا نہ ہو تب بھی گھوڑے کا پانی پینا اس کی نیکیوں میں شمار ہوگا۔ جو آدمی غرور یا ریاکاری کے باعث گھوڑے پالے یا مسلمانوں کی عداوت میں تو ایسا گھوڑا اپنے مالک پر بوجھ ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ سے گدھے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: کہ اس بارے میں کوئی حکم نازل نہیں ہوا لیکن یہ آیت جو ذرہ برابر نیکی کرے تو اسے دیکھے گا اور جو ذرہ برابر برائی کرے وہ اسے دیکھے گا (سورہ الزلزال، آیت 7-8)۔ یہ اس حکم کی جامع ہے (صحیح بخاری شریف مترجم: جلد 2: کتاب الجہاد والسیر: حدیث 124)۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَلْخَیْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِیْرَ لِتَرْکَبُوْھَا وَ زِیْنَۃً ط (8-16)

ترجمہ: گھوڑے، خچر اور گدھے پر سواری کی جائے نیز یہ ہیں زینت کیلئے (سورہ النحل، آیت 8)۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلْبَرَکَۃُ فِیْ نَوَاصِی الْخَیْلِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ برکت گھوڑوں کی پیشانیوں میں ہے (ایضاً حدیث نمبر 115)۔

حَدَّثَنَا اَبِیُّ ابْنُ عَبَّاسِ ابْنِ سَھْلٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ قَالَ کَانَ لِلنَّبِیِّ ﷺ فِیْ حَائِطِنَا فَرَسٌ یُقَالُ لَہُ اللُّحِیْفُ

ترجمہ: ابو ابن عباس ابن سہل اپنے والد ماجد اور اپنے دادا محترم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا ایک گھوڑا ہمارے باغ میں تھا اور اس (گھوڑے) کا نام لحیف تھا۔ (ایضاً حدیث نمبر 119)۔

چنانچہ حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی میاں عزیز الدین رحمۃ اللہ علیہ نے بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے ایک گھوڑا بھی رکھا ہوا تھا۔

چنانچہ ایک دفعہ آپ رحمۃ اللہ علیہ حسب معمول نماز تہجد سے فارغ ہونے کے بعد ملازمت کے دوران اپنے گھوڑے پر سوار ہوکر انچارج کی حیثیت سے دورے پر گئے۔ رات کی تاریکی میں ایک نقاب پوش نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سواری کی باگ تھام کر بلند

آواز سے انکشاف کرتے ہوئے یوں کہا: ''جس لڑکے (میاں شیر محمد شرقپوری) کو تم (اسکی والہانہ اور حد سے زیادہ فیاضی وسخاوت وغیرہ کی وجہ سے) ''سائیں لوگ'' سمجھتے ہو وہ اپنے زمانہ کا ایک آفتاب ہدایت ہوگا۔ اس آفتاب ہدایت کی ضیاباریاں تاریک دلوں کو منور کریں گے۔ وہ منبع فیوض وبرکات ہوں گے اور دنیا ان کی عظمت کو سلام کیا کریگی۔ ان کا شہرہ چار دانگ عالم میں ہوگا لیکن اپنے اس نیک بخت بچے کا عروج آپ نہیں دیکھ سکیں گے۔ اس لیے آپ انہیں کچھ نہ کہا کریں اور جو وہ کرتے ہیں کرنے دیا کریں۔ (چشمہ فیض شیر ربانی از محمد یسین قصوری نقشبندی)۔

میاں عزیز الدین کی وفات:

تذکرہ نویسوں کا بیان ہے کہ حضرت میاں عزیز الدین رحمۃ اللہ علیہ کی ملازمت کے آخری ایام میں ضلع ''روہتک'' کے مشہور قصبہ ''ہانس'' میں ہیضہ کی وباء پھیل گئی۔ گورنمنٹ کی طرف سے اس وباء پر قابو پانے کیلئے ''ہانس'' میں آپ کی ڈیوٹی لگا دی گئی۔ آپ بھی ہیضہ کے متعدی مرض کا شکار ہو کر اسی مقام پر وصال فرما گئے اور وہیں آپ کو دفن کر دیا گیا۔ بعد میں سرکاری طور پر آپ کے وصال کی اطلاع شرقپور شریف میں دی گئی۔ پس قبلہ اعلیٰ حضرت اور ثانی صاحب اپنے والد کی قبر کی زیارت کیلئے الگ الگ موقعوں پر روہتک گئے اور فاتحہ خوانی کی۔ کیونکہ قبرستان میں حاضر ہو کر دعائے مغفرت کرنا حضور علیہ السلام کی سنت بھی ہے۔

شانِ اولیاء

ولی اللہ سے مراد اللہ کا دوست ہے آپ جانتے ہیں کہ دوست یا بن جاتا ہے یا بنالیا جاتا ہے، دوستی کا تقاضا یہ ہے کہ دوست کی خواہش کے مطابق رہا جائے۔ اس کا اطلاق دونوں دوستوں پر ہوتا ہے کہ دونوں ایک دوسرے کی خواہش کا احترام کریں۔ لیکن اللہ کے ساتھ بندوں کی دوستی اس نوعیت کی نہیں، اللہ خالق ہے بندہ مخلوق۔ خالق تو پہلے ہی اپنے بندوں کی زندگی کے تقاضے پورے کررہا ہے وہ اپنے بندوں کے لیے رحیم بھی ہے اور رحمان بھی۔ ان کا رزاق بھی ہے کفیل بھی ہے۔ گویا کہ اس کی بے انتہا صفات محض بندوں کے لیے ہیں۔ اس کا دامن رحمت انسان کی پوری زندگی تک اس کے لیے دراز رہتا ہے۔

وہ تو پکار پکار کر کہتا ہے کہ آؤ میری نعمتوں کو اپنے دامن میں سمیٹو۔ سوال یہ ہے کہ کہاں آئیں۔ صاف ظاہر ہے اس کے در پر جانا ہوگا، نیازمندی دکھانی ہوگی۔ اس کے کہے ہوئے طریقوں کو اپنانا ہوگا اپنے آپ کو اس کے تابع کرنا ہوگا جو لوگ اپنی زندگی کو اللہ کے حکموں کے تابع کردیتے ہیں انہیں اللہ اپنا دوست کہتا ہے۔

دوست کے لیے سب سے ضروری بات قرب ہے یہ قرب قیام وسجود سے حاصل ہوتا ہے اپنی خطاؤں کی معافی کے لیے گڑگڑانا ہوتا ہے، آنکھیں اشکبار کرنی پڑتی ہیں اور فرائض کے علاوہ نوافل سے جی لگانا پڑتا ہے۔

فرمایا گیا ہے میرا بندہ جب کثرت نوافل سے میرا قرب حاصل کر لیتا ہے تو میں

اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ کام کرتا ہے، میں اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے، اس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے۔ یعنی انسان کی پوری زندگی میں اللہ کا دخل ہوتا ہے اب اللہ جو چاہتا ہے بندہ وہی کام کرتا ہے۔

ایسے ہی بندوں کو اللہ اپنا دوست رکھتا ہے اور ایسوں کے بارے میں فرمایا گیا ہے:

اَلاَاِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ O (یونس 62)

خبردار اللہ کے دوستوں کے لیے کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غم کھائیں گے۔

مطلب یہ کہ اگر انہیں حق کی حمایت میں سچی بات کہنی ہو تو وہ بے باکی کے ساتھ حق بیان کر دیں گے۔ انہیں ظلم کے خلاف آواز بلند کرنی ہے یا مظلوم کی حمایت میں آگے بڑھنا ہے تو ان کے پاؤں لڑکھڑائیں گے نہیں وہ بے خوفی کے ساتھ کود جائیں گے۔

آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھیں وہ آگ کے آلاؤ سے ذرا نہیں گھبرائے جس کے شعلے آسمان سے باتیں کر رہے تھے۔ حضرت غوث پاک کو دیکھیں وہ ڈاکوؤں کی حرکات دیکھ رہے ہیں کہ اگر انہوں نے سچی بات کہہ دی تو ڈاکو ان کی اشرفیاں چھین لیں گے مگر انہوں نے سچ بولا ہے کسی خوف و خطرے کو قریب نہیں آنے دیا ہے۔ اس آیت کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ اگر دنیا والے اور اللہ والے (اولیاء) اکٹھے چل رہے ہوں اور یکدم کوئی افتاد آ جائے پریشانیوں کی آندھیاں انہیں گھیر لیں تو

دنیا والے خوف اور غم سے چیخنے پکارنے لگیں گے مگر اللہ والے (اولیاء) بے فکر رہیں گے انہیں کوئی غم نہ ہوگا اور نہ ہی کوئی خوف۔ عین ممکن ہے ان (اولیاء) کی معیت کے سبب اللہ انہیں بھی محفوظ رکھے۔ اگر غور کریں تو یہ بات بھی عیاں ہے کہ دنیا والے جن چیزوں کے حصول میں پریشان ہوتے ہیں اور فکر مندی سے مرے جاتے ہیں اللہ کے ولیوں میں ایسی چیزوں کی خواہش ہی پیدا نہیں ہوتی۔ مثلاً دنیا والے مال و دولت کے لیے (حصول اور حفاظت) ہمیشہ پر خطر رہتے ہیں مگر اللہ والے دولت کی پیروی نہیں کرتے لہذا نہ حصول کا غم اور نہ حفاظت کا خوف۔

گروہ صوفیاء اللہ کے انہیں دوستوں میں سے ہیں۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ، حضور داتا رحمۃ اللہ علیہ، اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ۔

سچی بات تو یہ ہے کہ اگر یہ لوگ دنیا میں نہ آتے تو حق و باطل کا امتیاز مٹ جاتا اور انسانیت محض نام کی رہ جاتی۔ بربریت کا دور دورہ ہوتا۔ اس آیت کریمہ کی رو سے دو سبق مل رہے ہیں ایک یہ کہ اے ظالمو! تمہیں ظلم کرتے وقت یہ بات بھول جاتی ہے کہ تمہارے خوف کے باعث تمہارے ظلم کا کوئی ذکر نہیں کرے گا اور تم پردے میں پارسا بنے رہو گے مگر یاد رکھو میرے بندے تمہارے ظلم کو لوگوں پر واضح کرنے کے لیے بے خوف ہیں، انہیں کوئی غم اور خوف نہیں ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ حق اور سچ بیان کرنے والے میرے دوست ہیں میں نے ان کی حفاظت کا ذمہ لے لیا ہے۔

یہ تو ان کی زندگی کی حفاظت کی بات ہے،غور کرو تو وہ لوگ مرنے کے بعد بھی محفوظ ہیں۔وہ زندہ ہیں ان کی قبریں زندہ ہیں۔ایک دنیا ان کے آستانوں پر اُمڈی آ رہی ہے،ان کی صداقت وحق کے چراغ جو وہ جلا گئے،زمانے کی تیز وتند آندھیاں بھی نہیں بجھا سکی ہیں۔ان اولیاء اللہ کو خوف وخطر اس لیے بھی نہیں ہوتا کہ ان کا یقین ہوتا ہے کہ:

نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْد (ق:16)

ہم اپنے بندے کی رگ جاں سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

یہ قرب ان کے حوصلوں کو بلند رکھتا ہے۔اندوہ وغم ان کے قریب نہیں بھٹک سکتے کیونکہ اللہ ہی تمام قوتوں کا مالک ہے۔یہ قوتیں ان بندوں میں منتقل کرتا ہے جنہیں وہ چن لیتا ہے اور دنیا میں بھی اعلان کر دیتا ہے کہ میرے بندے میرے دوست ہیں۔

دوستی کی راہ اختیار کرنے کے لیے اللہ کے دوستوں کے ہاں جانا ہوگا،دوستی کا سبق لینا ہوگا،دوستی کی تربیت لینا ہوگی تا کہ

؎ خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے؟

حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ یہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔

اللہ کے یہ بندے ظاہری طور پر بڑے سادہ ہوتے ہیں اور فقیر دکھائی دیتے ہیں مگر فقر کی بادشاہی میں تاج وتخت کے مالک ہوتے ہیں لوگ تاج وتخت حاصل کرنے کے لیے ان کے پاس حاضر ہوتے ہیں۔

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کو ارادت ہو تو دیکھ ان کو

ید بیضا لیے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

یہ اوصاف اور یہ خوبیاں اللہ کے بندوں کو اس لیے میسر ہیں کہ وہ اللہ کے قریب ہیں اور اللہ ان کے قریب ہے۔قرب کی وجہ سے یہ کائنات جامہ ہستی پہنتی ہے اور دائرہ وجود میں آتی ہے اگر یہ قرب نہ ہوتا تو کوئی روح وجود نہ پاسکتی۔ یہ وجودیت ہے۔ سب کی اصل عدم ہے لیکن خاص بندوں کو ایک پر کیف قرب اور بھی حاصل ہوتا ہے یہ قرب محبت ہے اہل کشف کو یہ پر کیف محبت جسمانی شکل میں نظر آتی ہے لفظ قرب کا اطلاق قرب خلقی اور قرب محبت دونوں پر ہوتا ہے۔ بطور اشتراک لفظی ہوتا ہے حقیقتاً قرب دونوں جگہ جدا جدا ہے۔

صوفیاء کی اصطلاح میں کم سے کم درجہ جس پر لفظ ولی کا اطلاق ہوسکتا ہے اس شخص کا ہے جس کا دل اللہ تعالیٰ کی یاد میں ہر وقت ڈوبا رہتا ہے وہ صبح و شام اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرنے میں مشغول رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت سے سرشار رہتا ہے کسی اور کی محبت کی گنجائش نہیں ہوتی۔ خواہ باپ ہو یا بیٹا، بہن ہو یا بھائی، بیوی ہو یا دوسرے کنبے والے کسی سے اس کو محبت نہیں ہوتی۔ اگر کسی سے محبت ہوتی ہے تو محض اللہ تعالیٰ کے لیے اور نفرت ہوتی ہے تو بھی اللہ کی خوشنودی کے حصول کے لیے وہ کسی کو کچھ دیتا ہے تو صرف اللہ کے لیے اور نہیں دیتا تو تب بھی اللہ کی رضا کے لیے۔ اس گروہ کی محبت آپس میں بوجہ اللہ تعالیٰ ہوتی ہے۔

ولی کا ظاہر و باطن تقویٰ سے آراستہ ہوتا ہے جو اعمال و اخلاق اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں ان سے وہ پرہیز رکھتا ہے۔ شرک خفی وجلی سے پاک رہتا ہے ایسے ولی کے سامنے شیطان ہتھیار ڈال دیتا ہے۔

سرزمین شرقپور شریف

شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ لاہور کے نواح میں آباد ہے قصبوں میں عدیم النظیر امتیاز کا حامل ہے۔ یہ زمین اپنی زرخیزی، زرریزی اور شریں پانی کی بہتات کی بنا پر عرصہ دراز سے چلی آ رہی ہے اور شائد لاہور کے نواح کا کوئی اور علاقہ اس صفت میں اس خطے کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ سرسبز اور لہلہاتے کھیت، انواع و اقسام کے پھل دار درخت اور حسین وجمیل قدرتی مناظر اس علاقے کی پہچان ہیں۔

یہ علاقہ اپنے صوری اور معنوی حسن کے ساتھ ساتھ قدیم زمانے سے ہی تہذیب، ثقافت، علم وفن اور ادب وتصوف کا مرکز چلا آرہا ہے، اس قصبے کی بنیاد مغل دور کے آخر زمانے میں رکھی گئی۔ اگر چہ ہم حتمی طور پر تاریخ بنائے شرقپور متعین نہیں کر سکتے لیکن قرآئن سے معلوم ہوتا ہے کہ پنجاب میں سکھوں کی حکومت کے نام سے بہت پہلے یہ قصبہ آباد تھا اور ایک علمی وتہذیبی اور ثقافتی وروحانی مرکز کی حیثیت سے جانا اور پہچانا جاتا تھا۔ شرق پور شریف کے ہر چہار سو موجود صوفیائے کرام، صلحاءعظام اور علماء ذی شان کے مزارات اس حقیقت پر دلالت کرتے ہیں۔

لیکن اس قصبے کی زیادہ شہرت انیسویں صدی کے آخر اور بیسویں صدی کے آغاز میں ہوتی ہے جب اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ ایک روحانی پیشوا کی حیثیت سے نمایاں ہوئے۔ عقیدت مندوں کی ایک کثیر تعداد ادھر کا رخ کرنے لگی۔

پھر تو یہ بستی شرقپور سے شرقپور شریف بن گئی۔اس کی پہچان اس قدر عام ہوئی کہ ملک کے کسی بھی حصے سے صرف اس کا نام لینے سے اس کا پتہ چل جاتا ہے۔اگر باہر سے آنے والی ڈاک پر ضلع و تحصیل نہ بھی لکھا ہو صرف شرقپور شریف ہی ہو تو خط مکتوب الیہ کو مل جاتا ہے۔

شرقپور شریف کی بنیاد حافظ خاندان کے مورث اعلیٰ حافظ حضرت محمد جمال رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھوں پڑی۔چونکہ اس خاندان کے اکثر مرد اور عورتیں حافظ قرآن تھیں۔اسی وجہ سے یہ خاندان حافظ خاندان کے نام سے مشہور چلا آتا ہے۔ ویسے یہ لوگ آرائیں ہیں اور جنڈ ورشاخ سے تعلق رکھتے ہیں۔دیپالپور نزد اوکاڑہ سے شاہ جہاں کے دور میں یہاں آئے۔اب اس خاندان کی دسویں نسل پروان چڑھ رہی ہے اس خاندان کے بزرگوں نے اس شہر کی تزین و آرائش میں خوب کام کیا ہے۔

میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے آباؤ اجداد سے آپ کے پڑنانا بابا جی غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ یہاں تشریف لائے۔بڑے صالح نیک انسان تھے۔ان کی شادی یہیں ہوئی اور وہ اس خاندان کے پھیلاؤ کے باعث بنے۔

حضرت میاں شیر محمد رحمۃ اللہ کی پیدائش 1865ء میں حضرت میاں عزیز الدین رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ہوئی۔ولادت کے بعد ہی سے آپ کے جسم اطہر اور چہرہ نورانی سے ولی کامل ہونے کے آثار روز روشن کی طرح ظاہر تھے اور ہر شخص جو حضرت صاحب کو دیکھتا بے اختیار کہہ اٹھتا کہ یہ بچہ تو مادرزاد ولی ہے۔

حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ شرق پور پنجاب کے ان اولیاء میں سے ہیں جنہوں نے سلسلہ نقشبندیہ میں بے پناہ شہرت پائی ہے۔آپ اتباع نبوی ﷺ کی جیتی

جاگتی تصویر تھے۔ آپ نے اپنی پوری زندگی اتباع سنت ﷺ میں گزاری اور اپنے پیرو کاروں کو بھی یہی درس دیا کہ زندگی کے ہر فعل میں سنت نبوی ﷺ کی اتباع کرو، آپ جامع علوم ظاہری و باطنی تھے۔ آپ حلم، ریاضت، مجاہدہ، زہد، تقویٰ جود وسخا اور بردباری میں بے نظیر تھے۔ گویا کہ آپ اپنے وقت کے قطب الاقطاب اور ولی کامل تھے۔ آپ کی برکت سے کئی مردہ دل نور الٰہی سے منور ہوئے ہیں اور آج بھی میاں صاحب کا ذکر عقیدت و وارفتگی سے لیا جاتا ہے بلکہ اس بستی سے لوگوں کا تعلق وجہ شادمانی ہے۔

میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ اور بھی کتنی ہی روحانی بزرگ ہستیاں اس خطہ کی زمین کی آغوش میں محو استراحت ہیں۔ چند بزرگوں کے نام یہ ہیں۔

☆ حضرت بابا ہاشم شاہ سندھی قادری رحمۃ اللہ علیہ

☆ حافظ محمد یعقوب چشتی المعروف حجرہ والی سرکار رحمۃ اللہ علیہ

☆ حضرت میاں امانت علی المعروف ہرنی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

☆ سید حافظ محمد شفیع المعروف شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

☆ حافظ محمد اسحاق قادری رحمۃ اللہ علیہ

☆ خواجہ محمد سعید چشتی رحمۃ اللہ علیہ

☆ حضرت معصوم شاہ رحمۃ اللہ علیہ

☆ حضرت بابا محکم دین (مجذوب) رحمۃ اللہ علیہ

☆ حضرت قبلہ میاں غلام اللہ ثانی لاثانی شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ

☆ حضرت میاں غلام احمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ

ان تمام بزرگوں کے عرس ہوتے ہیں، بعض عرس میلوں کی شکل اختیار کر گئے ہیں ان موقعوں پر آستانوں پر خوب رونقیں ہوتی ہیں اور دیہاتی تہذیب کا خوب کھل کے اظہار ہوتا ہے۔

ارشاداتِ رَبّانِی

جولوگ خدا کی کتاب پڑھتے اور نماز کی پابندی کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا اس میں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کرتے ہیں۔وہ اس تجارت (کے فائدے) کے امیدوار ہیں جو کبھی تباہ نہیں ہوگی۔کیونکہ خدا ان کو پورا پورا بدلہ دے گا وہ تو بخشنے والا (اور) قدردان ہے۔

(سورۃ فاطر 29 تا 30)

ہماری آیتوں پر وہی لوگ ایمان لاتے ہیں کہ جب ان کو ان سے نصیحت کی جاتی ہے تو سجدے میں گر پڑتے اور اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور غرور نہیں کرتے۔ان کے پہلو بچھونوں سے الگ رہتے ہیں اور وہ اپنے پروردگار کو خوف اور امید سے پکارتے ہیں اور جو مال ہم نے ان کو دیا اس میں سے خرچ کرتے ہیں تو کسی جی کو نہیں معلوم جو آنکھ کی ٹھنڈک ان کے لیے چھپا رکھی ہے صلہ ان کے کاموں کا۔

(سورۃ السجدہ 15 تا 17)

مختصر حالات حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ

پاکستان کا قصبہ شرقپور شریف وہ خوش نصیب قصبہ ہے جہاں اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ ایسے اولیاء اللہ پیدا ہوئے ہیں جن سے ہزاروں انسانوں نے راہ ہدایت پائی۔ حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری المعروف بہ حضرت ثانی لاثانی رحمۃ اللہ علیہ 1891ء میں شرقپور شریف میں پیدا ہوئے۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری، میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹے بھائی تھے۔ ابتدائی تعلیم لاہور میں اپنے ننھیال کے ہاں رہ کر پائی۔ میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے برادر اصغر سے بہت محبت تھی۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ تعلیم سے فارغ ہوئے تو انہوں نے حکیم محمد اسماعیل (جو شرقپور کے مشہور حکیم تھے) سے طبابت سیکھی۔ لیکن شاید قدرت کو یہ منظور نہ تھا کہ آپ صرف جسمانی بیماروں کا علاج کرتے۔ چنانچہ حضرت ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے طبابت چھوڑ دی اور مقامی میونسپل کمیٹی میں ملازمت اختیار کر لی۔ لیکن میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ ملازمت بھی اچھی نہ لگی چنانچہ آپ نے یہ ملازمت بھی چھوڑ دی اور اپنی زرعی زمین کی دیکھ بھال کرنے لگے۔

حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ، میاں غلام اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو جس مقام پر دیکھنا چاہتے تھے وہ بہت بلند تھا۔ وہ انہیں رشد و ہدایت کے میدان کا

شہسوار بنانا چاہتے تھے لیکن وقت کے منتظر تھے۔ یہاں تک کہ ایک دن حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خود اپنے برادر بزرگ سے عرض کی کہ ان کی طرف بھی توجہ فرمائیں۔ حضرت میاں شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ نے سنا لیکن خاموش رہے۔ بالآخر ایک جمعہ کے روز انہوں نے حضرت میاں غلام اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو بلوایا اور ان کو ایک ہی نگاہ میں اس منزل تک پہنچا دیا جہاں کوئی دوسرا آدمی برسوں کی ریاضت و مجاہدہ کے بعد بھی نہیں پہنچ سکتا۔ حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر وجد کی کیفیت طاری ہوگئی اور جب طبیعت سنبھلی تو حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کچھ اور ہی تھے۔ اب ان کو ذکر و فکر کی محفل میں لذت محسوس ہونے لگی اور عبادت اور ریاضت میں بھی بہت حظ محسوس ہونے لگا۔

شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے آخری وقت میں حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے پاس بلوایا اور فرمایا:

''گھبرانا نہیں، مہمانوں کی خدمت کرنا، نماز جمعہ خود پڑھانا، وقتاً فوقتاً اور نمازیں بھی پڑھا دیا کرنا جو بھی ملنے آئے اسے اللہ اللہ سکھا دیا کرنا۔ انشاء اللہ تمہیں کسی بات کی کمی نہیں رہے گی''۔

جب یہ مصلّٰی حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کو مرحمت ہوا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی بفضلہٖ تعالیٰ طائفہ سلوک و عرفان پر چھا گئے اور بے شمار مخلوق کو راہ راست پر لائے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یہی کرامت تھی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے والے دوسروں سے ممتاز نظر آتے تھے۔ اس مصلے پر بیٹھ کر حضرت ثانی لا ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ کے طریق تعلیم کو ایک ایسی تحریک دی کہ جو کوئی آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ملا اس کی دنیا ہی بدل گئی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے کے بعد ایسا معلوم ہوتا تھا کہ دل برف کی مانند سرد ہو چکا ہے۔ حرص وہوس اور خواہشات وجذبات نام کی کوئی چیز نہیں۔ اگر دل میں کوئی چیز ہے تو وہ جذب وشوق ہے جو مرشد کے سینے سے منعکس ہو کر اس کی طرف آ رہا ہے۔ غرض یہ کہ حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ، اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ کی عملی تصویر بن کر طالبان راہ حق کو چشمہ فیض سے سیراب فرمانے لگے اور خدمت اسلام میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔

شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کے بعد لوگ حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کرنے لگے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے برادر بزرگ کا فرمان پورا کرنے کی حتی المقدور کوشش کی اور سنت رسالت مآب ﷺ کا جو نونہال شگفتہ حضرت شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے سرزمین شرقپور شریف میں لگایا تھا، حضرت ثانی لاثانی شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی آبیاری کی اور اس کی مہک ہر طرف پھیل گئی۔

حضرت میاں شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ نے بعد از وصال بھی خواب میں لوگوں کو حضرت ثانی صاحب سے تلقین وارشاد کا درس لینے کی تاکید فرمائی اور اپنے مریدوں کو اکتساب فیض کیلئے حضرت ثانی صاحب کی خدمت اقدس میں جانے کا حکم فرمایا۔

محمد امین شرقپوری سے روایت ہے کہ میاں چراغ دین سکنہ للیانی شرقپور شریف آتے اور اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کی زیارت کر کے لوٹ جاتے۔ ایک مرتبہ حضرت ثانی رحمۃ اللہ علیہ للیانی گئے تو میاں چراغ دین نے خواب میں دیکھا کہ حضرت شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ آج میرے بھائی

للیانی میں آئے ہوئے ہیں تم ان سے ملو کیونکہ تم شرقپور شریف جاتے ہو اور ان سے مل کر نہیں آتے۔

اسی طرح ایک اور صاحب (مولوی عبدالرحمٰن) کو خواب میں حکم دیا کہ حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری کے پاس جاؤ اور ان سے معافی مانگو اور ان کے مشورے پر عمل کرو۔

حضرت میاں شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت میاں غلام اللہ رحمۃ اللہ سے جو محبت تھی اور وہ جن بلند مقامات پر ان کو دیکھنا چاہتے تھے۔ انہوں نے ان کو انہی بلند مقامات پر پہنچا دیا اور حضرت ثانی صاحب نے بھی اپنے آپ کو ان کا صحیح جانشین ثابت کیا اور شرع و سنت کی ترویج و اشاعت میں استقامت اور روحانی فیضان عظیم کی وجہ سے حضرت ثانی لا ثانی رحمۃ اللہ علیہ کہلائے۔

اولیاء کرام کا دل آئینہ کی مانند ہوتا ہے جس میں وہ کائنات کی ہر چھوٹی بڑی چیز کو با آسانی دیکھ لیتے ہیں۔ جب کوئی شخص ان کے سامنے آتا ہے تو فوراً اس کے دل کا حال جان لیتے ہیں۔ حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں بھی یہ صفت تھی وہ ہر آنے والے کو بھانپ لیتے تھے کہ یہ کس غرض سے ان کے پاس آیا ہے۔

حضرت میاں غلام اللہ رحمۃ اللہ دراز قد، شرع کے پابند، خوش لہجہ اور خوش کلام شخصیت کے مالک تھے۔ وہ ہر ایک کے ساتھ محبت اور شفقت سے پیش آتے۔ ان میں کمال درجہ کی سادگی تھی۔ وہ نہایت حلیم الطبع اور ملنسار تھے۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ذات کو محبوب خدا ﷺ کی ذات میں فنا کر رکھا تھا۔ وہ حضور ﷺ سے بے پناہ محبت رکھتے تھے اور ہمہ وقت حضور ﷺ

کی خوشنودی کے طالب رہتے اور یہی تعلیم وتربیت سالکان کو بہم پہنچاتے تھے۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کھانے پینے، اٹھنے بیٹھنے اور بات چیت تک میں اخلاق محمدی ﷺ کا بہترین نمونہ تھے۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ غریبوں اور ناداروں کی مدد فرماتے۔مہمانوں کی تواضع تو ان کے گھر کا معمول بن چکا تھا۔آپ لوگوں کی مصیبت میں ان کے کام آتے، کسی سے رنجیدہ نہ ہوتے، صاحب علم لوگوں کی قدر کرتے بلکہ علماء سے ملنے میں پہل کرتے، ہم نشینوں میں کبھی امتیاز سے نہ بیٹھتے۔نماز تسبیح، نوافل اور وظائف وغیرہ میں وقت کی پابندی کو ملحوظ رکھتے۔

عزیز واقارب سے ملتے ان کی خوشی وغمی میں شرکت فرماتے، سادہ لباس پہنتے، ہمیشہ نیچی نگاہ کر کے چلتے اور حاجت مند کو کبھی مایوس نہ کرتے۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ میں عجز وانکساری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔کوئی تعظیم کے لیے اٹھتا تو سخت ناگواری کا اظہار فرماتے۔عجز وانکساری کے ساتھ ساتھ حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ صاف گو بھی تھے اور خلاف شرع امور پر بڑے سے بڑے شخص کو بھی ٹوک دیتے تھے۔کبھی کسی کے عہدہ کا لحاظ کر کے غلط بات پر چشم پوشی نہیں کی بلکہ اسے فوراً اس کی غلطی پر ٹوک دیا۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ اپنے برادر بزرگ کی عملی تصویر بن کر لوگوں کی روحانی پیاس بجھاتے رہے اور عشق رسول اللہ ﷺ میں سرشار ہو کر خدمت اسلام میں بھی کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے میاں شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ

کے نام نامی سے ایک جامعہ قائم کیا یعنی "جامعہ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ" جس میں علوم تفسیر، حدیث، فقہ اور قرأت سیکھنے کیلئے دور دراز سے طلبہ آتے ہیں۔اس جامعہ سے نور علم حاصل کر کے لوگوں میں بانٹ رہے ہیں یعنی فارغ التحصیل ہونے کے بعد ہر طرف اس نور کی روشنی پھیلا رہے ہیں۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے ہے کہ بعض لوگ فطرتاً ایسے خوش خلق ہوتے ہیں کہ انہیں کسی تعلیم و تادیب کی مطلقاً ضرورت نہیں ہوتی۔حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی ایسے لوگوں میں شمار ہوتے ہیں۔آپ رحمۃ اللہ علیہ شروع ہی سے خوش خلق مشہور تھے۔نہایت بلند کردار کے مالک تھے۔جو لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ملنے کیلئے آتے آپ رحمۃ اللہ علیہ ان سے بے پناہ شفقت اور محبت سے پیش آتے۔جو بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہا، یہی کہتے سنا گیا کہ جس قدر حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے خصوصی سلوک اور محبت کی ہے وہ کسی اور سے شاید ہی کی ہو۔اگر ملنے والا اپنی غربت اور تنگ دستی کا ذکر کرتا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نہایت شفقت اور محبت سے اس کی دلجوئی کرتے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زبان میں ایسی مٹھاس تھی کہ وہ اپنی تکلیف بھول جاتا اور اسے یہ احساس بھی نہ رہتا کہ وہ غربت اور تنگ دستی کا شاکی تھا۔اسی طرح اگر کوئی صاحب ثروت اور امیر آدمی حریص بن کر دولت کی خواہش کرتا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سے دعا کا طلب گار ہوتا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ ایسے الفاظ میں اس کی توجہ ایسے لوگوں کی طرف دلاتے جو اس سے زیادہ پسماندہ ہوتے اور اپنی زندگی قوت لایموت کے طور پر بسر کرتے ہیں۔یہی نہیں بلکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ایسے لوگوں کو دوسروں کیلئے ایثار و قربانی کی تلقین کرتے۔اپنے سے کمتر لوگوں سے سبق حاصل کرنے کو کہتے۔اکثر ایسے لوگ مطمئن ہو جاتے اور دولت کی طمع چھوڑ کر غرباء اور مساکین کی مدد پر آمادہ ہو جاتے۔

اگر کوئی بیمار آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نہ صرف یہ کہ اس کی مزاج پرسی کرتے بلکہ اسے علاج معالجے کی ہدایت بھی کرتے اور چونکہ طب سے باخبر تھے اس لیے اکثر یونانی ادویات تجویز بھی کر دیتے اور ان کے استعمال کی ترکیب بھی بتا دیتے۔

بعض اوقات ایسا بھی ہوتا کہ کسی مستند حکیم یا ڈاکٹر سے مشورہ کرنے کو کہتے۔ آپ کا کہنا تھا کہ بیماری سے شفاء تو منجاب اللہ ہے لیکن انسان کی طبیعت تسکین و اطمینان چاہتی ہے اس لیے بیماری کا علاج ازبس ضروری ہے۔ بیمار آدمی کے اصرار پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کبھی کبھار پانی بھی دم کر دیتے اور اسے پینے کو کہتے لیکن اس کے ساتھ ساتھ دوا کے استعمال پر بھی زور دیتے۔ حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ یہ تھا کہ کسی شخص کو بھی مایوس نہ کیا جائے، مایوسی گناہ ہے۔ اس قول کے مصداق وہ ہر اس شخص کی دلجوئی کرتے جو ان کے پاس آتا۔ اس میں ادنیٰ و اعلیٰ کی کوئی تخصیص نہ ہوتی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کرنے والوں کا اکثر تانتا بندھا رہتا۔ لوگوں کا یہ عالم تھا کہ جو ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں بیٹھ گیا اس کا دل نہ چاہتا تھا کہ وہاں سے اٹھ کر چلا جائے۔ چنانچہ لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شیریں کلامی کے تمنائی رہتے۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے والے ان کے گھر انکی بیٹھک میں ملتے یا پھر مسجد میں واقع ان کے حجرہ میں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سب کی باتیں سنتے اور ان کی تسلی و تشفی فرماتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جب نماز کیلئے گھر سے نکلتے تو مسجد تک لوگ سلام کرتے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ مسکرا کر سب کے سلام کا جواب دیتے جاتے۔ ایسی ہی صورت حال میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف کی طرف آتے جاتے پیش آتی۔

حضور اکرم ﷺ نے مسلمانوں کو سادہ زندگی بسر کرنے کی تلقین کی اور خود اس کا عملی ثبوت دیا۔ آپ ﷺ بھوک بھی بخوشی برداشت کرتے، پیوند لگے کپڑے بھی پہنتے۔ آپ ﷺ کے دسترخوان پر انواع واقسام کے کھانے نہیں ہوتے تھے لیکن پھر بھی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی خواہش ہوتی کہ وہ آپ ﷺ کے دسترخوان سے بچے کچھے ریزے ہی پالیں۔ اسی سے ان کی طبیعت سیر ہو جاتی تھی اور روحانی پیاس بھی بجھ جاتی۔

حضرت میاں غلام اللہ رحمۃ اللہ علیہ چونکہ عاشق رسول ﷺ تھے۔ اس لیے آپ ﷺ کے ارشادات کی پابندی کی پوری پوری کوشش کرتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سادگی کو ایمان کا جزو سمجھتے تھے اور اسے ایک اسلامی فریضہ سمجھ کر اختیار کیے ہوئے تھے۔ جس کسی نے بھی حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا وہ جانتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نہایت سادہ زندگی بسر کیا کرتے تھے۔ لباس نہایت سادہ مگر صاف ستھرا پہنتے۔ گرمیوں کے موسم میں سادہ قمیض پہنتے لیکن اس کا کالر نہیں ہوتا تھا اور قمیض کے بٹن گلے تک بند کرتے۔ کبھی گریبان کھلا نہ رکھتے۔ وہ اسے حیاداری کے خلاف سمجھتے تھے۔ قمیض کے ساتھ واسکٹ بھی پہنتے اور تہبند باندھتے۔ سردی کے موسم میں بھی اسی قسم کا لباس ہوتا لیکن قدرے موٹا کپڑا از قسم کھدر ہوتا۔ واسکٹ البتہ گرم کپڑے کی ہوتی اور کبھی کبھی تہبند کی جگہ شلوار پہن لیتے اور اس کے ساتھ ہی اچکن بھی زیب تن کرتے۔ اس لباس میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم شخصیت کا حسن دوبالا ہو جاتا اور دیکھنے والے بہت متاثر ہوتے۔

لباس کے علاوہ حضرت میاں غلام اللہ رحمۃ اللہ علیہ ہر بات میں سادگی کو ملحوظ رکھتے۔ غذا بالکل سادہ پسند کرتے اور ہر کھانے والی چیز جو جائز ہے کھاتے۔ البتہ چکنی چیزوں سے قدرے پرہیز کرتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا خیال تھا کہ ایسی چیزیں دل اور معدہ دونوں

کو بری طرح متاثر کرتی ہیں تاہم آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ انسان کو ہر قسم کی غذا کھانی چاہیے۔

اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کیلئے سینکڑوں قسم کی سبزیاں اور پھل پیدا کیے ہیں۔ انسان کو ہر قسم کی غذا کھانی چاہیے تا کہ معدہ ہر غذا کا عادی ہو جائے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہر قسم کی غذا خود بھی پسند کرتے اور کھاتے تھے۔ یہاں تک کہ گھر پر تیار کی ہوئی لسی کا گلاس پی لیتے تو اس کے ٹھنڈے اثرات کو روکنے کیلئے چائے کی پیالی بھی لے لیتے اور کبھی دودھ کا استعمال بھی کر لیتے۔ لیکن سب سے اول گندم کی روٹی کو پسند فرماتے اور کہا کرتے کہ یہ مکمل غذا ہے۔ روٹی جو طاقت انسان کو دیتی ہے وہ کوئی اور دوسری چیز نہیں دیتی۔ اسی لیے وہ دوسروں کو بھی سادہ غذائیں کھانے کی تلقین کرتے۔ پروفیسر منور حسین صاحب سے روایت ہے کہ انہوں نے کبھی بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مرغن کھانا کھاتے نہیں دیکھا۔ شہد کو سنت رسول ﷺ کے طور پر ضرور استعمال کرتے اور دوسروں کو بھی شہد کی تلقین کرتے۔

حضرت میاں غلام اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے بہت سی مساجد اور مدارس تعمیر کروائے اور ان پر زر کثیر صرف کیا مگر اپنی ذاتی رہائش گاہ کو بالکل سادہ رکھا۔ اس کی آرائش وزیبائش پر کوئی رقم ضائع نہ کی۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ انسان اس دنیا میں بڑے بڑے عالیشان بنگلے کوٹھیاں بنا کر رہتا ہے ان کی تزئین پر لاکھوں روپیہ لگاتا ہے حالانکہ یہ سب عارضی چیزیں ہیں۔ انسان تو اس دنیا میں ایک مسافر ہے جو تھوڑی دیر قیام کیلئے یہاں رک گیا ہے۔ اس کا اصل سفر تو بعد از موت شروع ہوتا ہے۔ زندگی تو ایک وقفہ ہے پھر اتنے تھوڑے قیام پر کیوں اتراتا ہے؟ وہ کیوں زادِ راہ اکٹھا نہیں کرتا؟ جو مسافر زادِ راہ لے کر روانہ نہیں ہوتا وہ تو راستے میں ہی مشکلات کا شکار ہو جاتا ہے۔ زندگی کا سفر تو بہت لمبا ہے۔ انسان کو چاہیے کہ

اس سفر کو اختیار کرنے سے پہلے نیک اعمال کرے تاکہ سفر میں کام آئیں۔ سادگی اختیار کرے اور آخرت کا ہر وقت خیال رکھے۔ اس طرح وہ اس دنیا میں بہتر زندگی بسر کر سکے گا کیونکہ جو حسن سادگی میں ہے عارضی زیبائش میں نہیں۔

شاہانہ جاہ وجلال تو سب جانتے ہیں لیکن درویش کا جاہ وجلال کسی اور ہی نوعیت کا ہوتا ہے۔ بادشاہ کے دربار میں لوگ بڑے مؤدب ہو کر بیٹھتے ہیں یا کھڑے رہتے ہیں۔

درویش آدمی یا صاحب سلوک ومعرفت کے پاس جب کوئی آتا ہے تو اس کے دل میں کوئی خوف نہیں ہوتا اسے کوئی مجبوری نہیں ہوتی وہ اپنی خوشی سے آتا ہے اور اس کی صحبت سے فیض یاب ہوتا ہے۔ اگر اس کے دل میں خوف کا ذرا سا احساس پیدا ہوتا بھی ہے تو صرف اس قدر کہ کہیں اس کی بارگاہ میں کوئی بے ادبی نہ ہو جائے یہ تو درویش کی شخصیت کا رعب ہوتا ہے کہ کسی کو اس کے سامنے آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی بھی جرأت نہیں ہوتی۔ آنے والا درویش کے جاہ وجلال کے سامنے اپنی ہستی کو کچھ بھی نہیں سمجھتا۔

حضرت میاں غلام اللہ رحمۃ اللہ علیہ نہایت خوش خلق، شفیق اور مہربان شخصیت کے مالک تھے۔ لیکن کسی مرید یا ملنے والے کو اتنی ہمت نہیں ہوتی تھی کہ وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے آنکھ ملا کر ہم کلام ہو سکے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں تو صرف ایک ہی بات تھی یعنی "وہ سنیں اور کہا کرے کوئی"۔

حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا رعب ودبدبہ اور جاہ وجلال آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہر قول وفعل سے نمایاں تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ خلاف شرع کوئی کام نہ کرتے اور نہ کسی مرید کو اجازت دیتے تھے کہ وہ شریعت کے دائرے سے باہر نکل کر بات کرے۔ کسی کی مجال نہ تھی کہ ادھر ادھر کی گپیں ہانکے یا کوئی لغو بات کرے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ملنے

والے ہر خاص و عام کے دل و دماغ میں یہی بات ہوتی کہ اس سے کوئی ایسا فعل سرزد نہ ہو جائے جو خلاف شریعت ہو اور حضرت ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی ناراضگی کا سبب بنے۔ چنانچہ سب ملنے والے دوزانو ہو کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بیٹھتے۔ اس مسنون طریقہ کی پابندی آپ رحمۃ اللہ علیہ سختی سے کرواتے۔ نہ کوئی آلتی پالتی مار کر بیٹھتا اور نہ ہی ننگے سر۔ ٹوپی پہن کر آنے والے کو بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ پسند نہ فرماتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے کہ خالی ٹوپی اسلامی لباس نہیں ہے بلکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ٹوپی پہن کر عمامہ باندھا اس لیے ہمیں بھی یہی لباس اختیار کرنا چاہیے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں اکثر ایسے لوگ بھی حاضر ہوتے تھے جن کی داڑھی نہ ہوتی یا جنہیں داڑھی منڈے کہا جاتا۔ وہ بڑے مؤدب ہو کر ایک طرف بیٹھتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ انہیں داڑھی رکھنے کی تلقین فرماتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اکثر کہا کرتے کہ زمانہ تیزی سے بدل رہا ہے، لوگ مغربی تہذیب کا شکار ہو رہے ہیں ان کو روکنا اور ان کی اصلاح کرنا ضروری ہے۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ لوگوں کو حقیقت، سچائی اور سنت نبوی ﷺ کا راستہ دکھائیں۔

پروفیسر منور حسین صاحب سے روایت ہے کہ انہوں نے کئی مرتبہ تجربے کے طور پر کوشش کی کہ حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے نظر ملا کر بات کریں لیکن ناکام رہے۔ چند سیکنڈ سے زیادہ نظر اونچی نہ کر سکے۔ تقریباً یہی کیفیت حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے دیگر خلفاء کی تھی وہ جب بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوتے نگاہ نیچی کر کے بات کرتے۔ مسائل پوچھتے اور مطمئن ہو کر واپس لوٹ جاتے۔ بزرگوں کا ادب ہی بہترین اصول زندگی ہے۔ معاشرے میں جتنی بھی برائیاں پائی جاتی ہیں ان کا بنیادی سبب بے اعتدالی و بے ادبی ہے۔

حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اعتدال کا دامن جس طرح تھامے رکھا اس کی مثال بہت کم ملتی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہر کام میں اعتدال کو ملحوظ خاطر رکھتے۔ کھانے پینے، سونے جاگنے، ملنے جلنے اور عبادت کرنے میں بھی کبھی اعتدال سے تجاوز نہ کرتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جب میں جوان تھا تو ایک چپاتی (روٹی) کھا لیا کرتا تھا اور وہ ٹھیک سے ہضم ہو جاتی تھی مگر جوں جوں عمر بڑھتی گئی کھانا کم ہوتا گیا۔ اب آدھی یا اس سے بھی کم روٹی کھاتا ہوں۔ اگر اس سے زیادہ کھاؤں تو یقیناً بیمار پڑ جاؤں۔ یہی سبب تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ باوجود کمزور اور نازک طبع ہونے کے بہت کم بیمار ہوتے۔

حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ عبادت بھی اس طرح انجام دیتے تھے کہ اس میں میانہ روی قائم رہے۔ یعنی نفلی عبادت کو فرض عبادت پر کبھی فوقیت نہ دیتے۔ بلکہ فرض عبادت کو باقاعدگی سے وقت پر انجام دیتے اور نفلی عبادت کو اپنے معمول کے مطابق ادا کرتے۔ نماز پنجگانہ باجماعت ادا کرتے اور اسے بہت اہمیت دیتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے کہ امام مسجد کو نماز پڑھاتے وقت اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ اس کے پیچھے بچے، بوڑھے، جوان، بیمار، تندرست ہر قسم کے آدمی کھڑے ہونگے اس لیے نماز پڑھاتے وقت اعتدال سے کام لے۔ نہ اتنی لمبی سورتیں شروع کرے کہ مقتدی تنگ پڑ جائیں اور نہ اتنی چھوٹی ہوں کہ ذرا سی تاخیر کی بنا پر لوگ جماعت سے محروم رہ جائیں۔ اسی طرح دعا مانگتے وقت بھی اتنی لمبی دعا نہ مانگتے، جو ناگواری کا باعث بنے۔ مختصر سی دعا مانگتے تاکہ کام پر جانے والے کام پر جاسکیں۔ بیمار آرام پاسکیں اور کسی کے دل میں کسی قسم کی ناخوشی کا احساس پیدا نہ ہو اور یہ فریضہ احسن طریقہ سے انجام دیا جا سکے۔

حضرت میاں غلام اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایتی وظائف کے بارے میں اگر

پوچھا جاتا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے کہ باقاعدگی سے نماز پنج گانہ باجماعت پڑھا کرو۔ یہ ہزاروں وظائف سے بہتر ہے۔فرض عبادت کو چھوڑ کر وظائف کے پیچھے پڑ جانا کہاں کی عقلمندی ہے؟ وظائف کیلئے کئی کئی گھنٹوں کا وقت تو لگاتے ہیں لیکن نماز کیلئے تھوڑا سا وقت نہیں نکال سکتے۔اعتدال کا تقاضا یہی ہے کہ نماز باقاعدگی سے پڑھو۔اس کے بعد اگر جی چاہئے تو کچھ وقت وظائف کو دے لو۔تاہم آپ رحمۃ اللہ علیہ درود خضری کی بعض سالکوں کو حسب حال روزانہ کئی کئی تسبیحات کرنے کا حکم دیتے اور ذکر الٰہی کی تلقین بھی فرماتے۔

حضرت میاں غلام اللہ رحمۃ اللہ علیہ ملنے جلنے میں بھی اعتدال سے کام لیتے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ ہمیں دوسروں سے اس طرح ملنا چاہئے کہ دوبارہ ملنے کی تمنا باقی رہے۔اس طرح نہیں ملنا چاہئے کہ محبت کی بجائے نفرت کا سبب بن جائے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی خاص و عام سے اس طرح ملتے کہ وہ آئندہ ملنے کی خواہش لے کر جاتے اور جب وہ دوبارہ ملتے تو محبت اور الفت میں اضافہ ہوتا۔

حضرت میاں غلام اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے دینی دولت کے ساتھ ساتھ دنیاوی دولت سے بھی مالا مال کر رکھا تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو کسی چیز کی کمی نہ تھی۔مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی جائز آمدنی کو نہایت سلیقے سے خرچ کرتے ،لنگر چلاتے ،حاجت مندوں کی مدد فرماتے ،شریک درس طلباء پر خرچ کرتے ،مساجد کی مرمت کرواتے اور نئی مساجد تعمیر کرواتے مگر پیسے کو فضول خرچی میں ضائع نہ کرتے۔اللہ کے نام پر ،اللہ کے کام پر خرچ کرتے اور وہ بھی اس میانہ روی اور اعتدال سے کہ اس میں بھی بلاوجہ کوئی خرچ نہ ہونے پاتا۔زندگی کے آخری لمحات تک آپ رحمۃ اللہ علیہ ان فرائض کو نبھاتے رہے اور کبھی کسی سے کچھ مانگنے کی ضرورت پیش نہ آئی۔

حق بات کہنا اور سننا بڑے حوصلے کا کام ہے۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ لوگ سچی بات کہتے ہوئے مصلحتوں کا شکار ہو جاتے ہیں اور اپنے اندر اتنا حوصلہ اور ہمت نہیں پاتے کہ بلا جھجک سچی بات کہہ دیں یا سچائی کا ساتھ دیں۔

یہ اللہ کے شیر، وہ اہل ایمان ہوتے ہیں جو حق بات کہنے سے گریز نہیں کرتے انہیں اس بات کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی کہ یہ بات کسی کو بری لگے گی یا اچھی لگے گی۔ انہی اہل ایمان میں سے ایک بزرگ حضرت شیر ربانی اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے برادر اصغر میاں غلام اللہ ثانی لا ثانی رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے۔

ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بیٹھک میں ایک دیہاتی آ گیا۔ یہ ادھیڑ عمر کا آدمی تھا اور بخار میں مبتلا ہونے کی باعث ہائے ہائے کر رہا تھا۔ گویا اس نے شور مچا رکھا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس وقت بیٹھک میں تشریف نہ رکھتے تھے اور مہمانوں کیلئے اندرون خانہ سے کھانا لینے گئے ہوئے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اندر سے اس دیہاتی کے شور کی آواز سنی تو اس کھڑکی سے جو اندرون خانہ اور بیٹھک کے درمیان تھی جھانک کر پوچھا کہ کون ہائے ہائے کا شور مچا رہا ہے؟ اس دیہاتی نے جواب دیا کہ ''حضور! میں ہوں مجھے بخار آ گیا ہے، طبیعت سخت خراب ہے، دعا کیلئے آیا ہوں''۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ زندگی میں بخار کئی بار آتے جاتے ہیں، ان کو برداشت کرنا لازم ہے ہائے ہائے کرنا اچھا نہیں لگتا۔ اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے پوچھا کہ اس نے کھایا کیا تھا؟ جواب دیا کہ لسی پی تھی۔ یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قدرے خفگی سے فرمایا: ''تم بیماری کو تو خود دعوت دیتے ہو۔ اس ادھیڑ عمر میں لسی نہ پیا کرو، یہ اعصاب پر برا اثر ڈالتی ہے۔ اگر لسی پینی ہو تو کبھی کبھی چائے بھی پی لیا کرو''۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات ایسے انداز سے فرمائی کہ اس آدمی کو

صبر وسکون اور قرار آ گیا اور پھر وہ چپ چاپ بڑی دیر تک بیٹھا رہا۔

حضرت میاں غلام اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ہر قسم کے ضرورت مند بھی حاضر ہوتے اور اپنی ضرورت کا اظہار کرتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے اس سلسلے میں ہدایات لیتے۔ ایک مرتبہ ایک ایسا حاجت مند حاضر ہوا جس کو کوئی دینی مسئلہ درپیش تھا اور وہ اس کا حل چاہتا تھا۔ اس نے کہا حضور! جب میں نماز پڑھتا ہوں یکسوئی اور توجہ سے نہیں پڑھی جاتی، دوران نماز مختلف قسم کے خیالات تنگ کرتے ہیں اور نماز ٹھیک طرح سے ادا نہیں ہو پاتی۔ کوئی ایسا وظیفہ بتائیں کہ نماز میں ادھر ادھر کے خیالات نہ آئیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا نماز میں خیالات آ ہی جاتے ہیں مگر پڑھنے والے کو چاہئے کہ ان خیالات کو ذہن میں جگہ نہ دے اور طبیعت میں یکسوئی پیدا کرنے کی کوشش کرے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ انسان جس قدر خیالات سے ذہن کو صاف رکھے گا اسی قدر اس کی عبادت مقبول ہوگی اور اس ریاضت کا اتنا ہی زیادہ ثواب ملے گا۔ نماز میں خیالات بڑے بڑے عابدوں، زاہدوں اور اللہ والوں کو بھی آتے ہیں۔ اس کا بہترین علاج یہی ہے کہ ان خیالات کا مقابلہ کرتے ہوئے نماز پڑھتے جاؤ اور کوشش کے ساتھ اسے قائم رکھو۔ بعض لوگ اسی بات کو جواز بنا کر نماز نہیں پڑھتے اور کہتے ہیں کہ نماز خشوع وخضوع سے پڑھنی چاہئے لیکن جب دنیاداری کے خیالات آئیں تو ایسی نماز کا کیا فائدہ؟ اس بہانے سے وہ نماز نہیں پڑھتے حالانکہ نماز تو ایمان کا جزو ہے اس سے کترانا نہیں چاہئے۔ انسان اپنی بساط کے مطابق جیسی بھی نماز پڑھ سکے پڑھے۔ قبول کرنا نہ کرنا تو خداوند کریم کا کام ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ان باتوں سے اس آدمی کی تسلی ہوگئی۔

حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سچی بات کا مناسب انداز میں بے دریغ اظہار

کردیتے اور لگی لپٹی نہ رکھتے۔

حضرت میاں غلام اللہ رحمۃ اللہ علیہ 7 ربیع الاول 1377 ہجری بمطابق 13 اکتوبر 1957ء کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔ اللہ تعالیٰ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے درجات بلند فرمائے اور ہمیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

ارشادات حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

☆ دنیوی معاملات میں سادگی اور دیانتداری ہونی چاہیے۔

☆ ہمہ افعال، اقوال شرع محمدی کے مطابق ہونے چاہئیں۔

☆ مسلمانوں کو تجارت کی طرف توجہ دینی چاہیے، انگریز تجارت کرتے ہوئے ہندوستان کے مالک بن بیٹھے۔

☆ تبلیغ اسلام میں کوشش کرنی چاہیے۔

☆ ظاہر کا وضو تو کرلیا، باطن کا وضو بھی کسی اللہ کے بندے سے کرنا سیکھ لو۔

☆ مسلمانوں کا دین اور دنیا ایک ہے۔

☆ جب مسلمانوں میں اخوت اور محبت کا جذبہ تھا تو اس وقت انہوں نے روم، پین، ترکی اور دیگر بڑی بڑی سلطنتیں فتح کرلی تھیں، تاریخ اس بات کی گواہ ہے۔

☆ اسلام ایک ایسی طاقت ہے جس کے سامنے باقی سب طاقتیں نابود ہیں۔

تخلیق کائنات اور قرآن مجید کی اہمیت

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو تخلیق کائنات سے پہلے بطور کتاب مکنون اللہ تعالیٰ کے ساتھ تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ کائنات کو تخلیق فرمائے تو کائنات کو چلانے کے لیے قرآنی ضابطہ کار مقرر فرمایا جو اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور غیر مخلوق ہے اور جیسے جیسے تخلیق کائنات کے مختلف مرحلے طے ہوتے گئے۔ کائنات پر حسب ضرورت قرآنی ضابطے لاگو ہوتے گئے۔ دوسرے لفظوں میں ساری کائنات کے ذرے ذرے پر قرآنی ضابطوں کا اطلاق ہوتا رہا ہے اور ہو رہا ہے۔ اللہ کی پیدا کردہ کائنات کے اجرام بڑے ہوں یا چھوٹے سب پر اول تا آخر قرآنی ضابطے ہی نافذ ہیں۔ حتیٰ کہ زمین و آسمان کی تخلیق کے بعد ان بڑے بڑے اجرام کو اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ تم میری اطاعت اپنی مرضی سے قبول کر لو یا میرے مجبور کرنے سے کہ تمہیں میری اطاعت کا دم ضرور بھرنا ہوگا تو ان اجرام نے بخوشی (طوعاً) اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا دم بھرنے کا اقرار کیا اور کہا قَالَتَا اَتَیْنَا طَآئِعِیْنَ (11-41)۔

اور یہ بات اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ہی متعدد مواقع پر بیان کی ہے کہ زمین و آسمان کے ذرے ذرے پر قرآن کے احکام ہی نافذ ہیں (دیکھیے العمران، 83، الرعد 15)۔

انسان کائنات کا دولھا میاں ہے انسانوں کو مکلف ٹھہرایا تو اس کے ساتھ دوسری

جس مخلوق کو مکلف ٹھہرا کر سزا و جزا کا مستوجب ٹھہرایا گیا وہ مخلوق جنات کہلاتی ہے جسے حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے پیدا کر کے زمین پر بسایا گیا تھا۔ (الحجر 27-26) اور جب ان کا دور ختم ہو گیا تو اسی زمین پر انسانوں کو بسانے کیلئے انسانوں کے جدامجد حضرت آدم علیہ السلام کو خلق الانسان من صلصال کے مادہ سے پیدا کیا گیا جبکہ اس سے قبل جنات کی تخلیق بے دھوئیں کی آگ سے معرض وجود میں لائی گئی تھی (ایضاً) جبکہ تخلیق کائنات کا ڈول ڈالنے کیلئے حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کے نور معظم کو وجود بخشا گیا تھا جس کی وساطت سے ساری کائنات بتدریج وجود میں لائی گئی تھی جیسا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ

اَوَّلَ مَاخَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ (نشر الطیب صفحہ 7 از مولانا اشرف علی تھانوی)۔

قرآن مجید میں متعدد بار حضرت رسول کریم ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری اور اتباع و پیروی کا حکم دیا گیا ہے، فرمایا گیا:

(الف) **يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ**

ترجمہ: اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو اللہ کے رسول کا (الحجر 4-59)۔

(ب) **لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ** (۳۳-۲۱)

یعنی (اے اہل ایمان) بیشک رسول اللہ ﷺ کی زندگی تمہارے لیے بہترین مثالی زندگی ہے (جس پر چل کر تم ان کے بہترین پیروکار بن سکتے ہو)۔

(ج) **وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى** (۵۳-۳،۴)

ترجمہ: یعنی وہ (نبی ﷺ) اپنی خواہش سے کچھ نہیں کہتا مگر جو کچھ بھی کہتا ہے وہ وحی الٰہی (کے مطابق) ہوتا ہے۔

لفظ ''سنت'' کا مفہوم اور اطلاق:

لفظ سنت کا اطلاق ہر اس قول وفعل اور تقریر پر ہوتا ہے جو رسول اللہ ﷺ سے منقول ہو کر ہم تک پہنچا ہو۔ اس معنی کی رو سے لفظ سنت ''حدیث'' کے مترادف ہے۔ لیکن سنت کا ایک دوسرا مفہوم بھی ہے وہ یہ کہ حضور ﷺ کی وہ روش اور عملی طریقہ جس پر عہد نبوی ﷺ سے مسلسل عمل جاری ہے۔ سنت کے اعتبار سے ایسا ممکن ہے کہ خاص حالات کے تحت خاص مدت کیلئے کسی حکم پر عمل ہوتا رہا ہو لیکن حالات کے دور ہو جانے کے بعد وہ حکم منسوخ ہو چکا ہو۔

امت محمد ﷺ کے لیے طریق سنت اختیار کرنا لازمی ہے۔ کوئی عمل اس وقت تک مقبول نہیں ہوتا جب تک کہ وہ سنت کے تابع نہ ہو۔ سنت پر عمل کرنے والا فیضان نبوت سے سرشار ہوتا ہے۔ کسی شخص کو فیضان نبوت ہی درجات تقرب سے نوازتا ہے اور فیضان نبوت سے ہی کوئی مسلمان ولایت کے درجہ تک پہنچ سکتا ہے لیکن اگر وہ تارک سنت ہو تو پھر ولایت کا حاصل ہونا ناممکن ہے کیونکہ ولایت سنت کے تابع ہے۔ قرآن مجید میں خود اللہ تعالیٰ سنت رسول اللہ ﷺ کو اختیار کرنے کی تلقین فرماتے ہیں، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

ترجمہ: اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لے لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو (الحشر۔7)

اس آیت مبارکہ سے سنت کی اہمیت ہر مسلمان پر ظاہر ہوتی ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بعد تمام اولیائے کرام نے سنت رسول اللہ ﷺ

پر بہت زور دیا، خود اپنی زندگی کو سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق بسر کرتے اور اپنے ملنے جلنے والوں کو سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرنے کی تلقین فرماتے رہے۔ جب کوئی شخص خلاف سنت عمل کرتا تو ان کو بہت دکھ ہوتا اور فوراً اسے ٹوکتے تھے۔ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تم نے رسول اللہ ﷺ کی محبت کا دعویٰ تو کیا ہے اور سنت رسول اللہ ﷺ کو ترک کر دیا ہے۔ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لوگوں نے اپنی خواہشات کی پیروی کی اور نبی کریم ﷺ کی سنت کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کچھ معلوم ہے کہ تمہیں اپنے زمانے کے لوگوں پر کیوں برتری حاصل ہے۔ پھر آپ ﷺ نے خود ہی ارشاد فرمایا چونکہ تم میری سنت کی پیروی کرتے ہو اور اللہ کے نیک بندوں کا احترام کرتے ہو۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کیلئے مخلوق کی تمام راہیں بند ہیں اس کیلئے صرف ایک راستہ کھلا ہے جو سنت کی پیروی کرنا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ایک مکتوب میں فرماتے ہیں کہ ہر فضیلت آنحضرت ﷺ کی پیروی سے وابستہ ہے اور ہر کمال آپ ﷺ کی شریعت کے اتباع سے وابستہ ہے، مثلاً سنت نبوی ﷺ کے اتباع کے طور پر دوپہر کا سونا (قیلولہ کرنا) نہایت فضیلت رکھتا ہے۔

گویا سنت رسول اللہ ﷺ کی بہت زیادہ اہمیت ہے۔

قیامت کی نشانی

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ علم گھٹ جائے گا، جہالت پھیل جائے گی، بدکاری عام ہو جائے گی، عورتیں بڑھ جائیں گی اور مرد گھٹ جائیں گے، یہاں تک کہ پچاس عورتوں کی نگرانی کرنے والا ایک ہی مرد ہوگا (بخاری شریف)

حضرت ثانی لاثانی شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ

بحیثیت آئینہ سنت مصطفیٰ ﷺ

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ ان بزرگوں میں سے تھے جنہیں دیکھنا چشم فلک کو کبھی کبھی نصیب ہوتا ہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ سراپا سنت کا نمونہ تھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اٹھنا بیٹھنا، چلنا پھرنا، سونا جاگنا، کھانا پینا، لین دین، اوڑھنا پہننا، دیکھنا بھالنا، نہانا دھونا غرض کہ ہر عمل عین سنت نبوی ﷺ کے مطابق تھا۔بڑے بڑے علماء اور سنت کے دعویدار جب میاں شیر محمد شرقپوی رحمۃ اللہ علیہ سے ملتے تو پکار اٹھتے کہ ہمارے تو خالی دعوے ہی دعوے ہیں۔سنت کا صحیح نمونہ دیکھنا ہو تو شرقپور شریف میں جا کر دیکھیں۔حضرت میاں غلام اللہ رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت رسول ﷺ کے بہترین پیروکار تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اکسیر صحبت سے مسجدوں، بازاروں، دفتروں، کھیتوں، دکانوں، کارخانوں، حکومت کے ایوانوں اور غریبوں کی جھونپڑیوں میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ملنے والے ایک ہی نظر میں پہچان لئے جاتے تھے۔ان کے انداز ہی کچھ نرالے تھے۔اسے کہتے ہیں شیخ کی تربیت۔وہ ایسی کٹھالی میں سے ہو کر نکلتے تھے جو ایک دفعہ ہی کندن بنا دیتی تھی۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں جانے سے پہلے ہر شخص کو ایک تیاری کی ضرورت تھی۔یہ صرف نئے آنے والوں پر ہی موقوف نہ تھی بلکہ ہر بار سنت نبوی ﷺ کی کوئی نہ کوئی نئی جھلک نظر آتی۔جب کسی کی معمولی سی حرکت بھی خلاف سنت دیکھتے تو فوراً اس کی اصلاح

فرماتے۔ اس معاملہ میں چھوٹے بڑے، ادنیٰ و اعلیٰ کی کوئی تمیز نہ تھی۔ صرف سنت رسول ﷺ کا احیاء مقصود ہوتا تھا جو عموماً وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا کی تابعداری سے بھی مرصع ہوتا۔ (البقرہ83)۔

محبت وشفقت:

آپ ﷺ نے نہ صرف خود رشتہ داروں سے محبت کی ہے بلکہ مسلمانوں کو بھی ایک دوسرے سے محبت کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ آپ ﷺ نے محبت باہمی کا ایک بہترین نمونہ چھوڑا ہے اور اس کی ایک اعلیٰ مثال قائم کی ہے۔

اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ دونوں بھائیوں کا سنت نبوی ﷺ کے مطابق آپس میں بہت پیار تھا۔ جب حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بچپن میں اپنے ننھیال یعنی لاہور میں رہ کر تعلیم حاصل کر رہے تھے تو دونوں بھائی نبی کریم ﷺ کی اس سنت کی ادائیگی کے لیے بیقرار رہتے تھے۔ ادھر شرقپور شریف سے حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ اپنے بھائی کو ملنے کیلئے چل پڑتے اور ادھر حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نبی کریم ﷺ کی سنت کی ادائیگی کیلئے لاہور سے چل پڑتے تھے۔ راستے میں دونوں بھائیوں کی ملاقات ہو جاتی تھی۔ آپس میں پیار و محبت کرتے، راز و نیاز کی باتیں کرتے اور پھر دونوں اپنے اپنے مقام کی طرف واپس روانہ ہو جاتے (تذکرہ حضرت ثانی لاثانی: از پروفیسر منور حسین صفحہ 33)۔

علم:

نبی کریم ﷺ نے علم حاصل کرنے پر بہت زور دیا ہے۔

ایک حدیث شریف میں حضور ﷺ نے علم قرآن کے حصول کو رحمت الٰہی کا موجب قرار دیا ہے۔ نیز طلب علم کو جنت کا ذریعہ ٹھہرایا ہے۔ ایک دوسری حدیث شریف میں آپ ﷺ نے اس علم وہدایت کو جو آپ ﷺ کو خدا کی طرف سے ملا فراواں بارش سے تشبیہ دی ہے (جو ثمر آور ہوتی ہے)۔

نبی کریم ﷺ نے رفاہ عامہ کی خاطر بے غرض حصول علم اور بے غرض اشاعت علم کو بہت سراہا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام سے بذریعہ وحی فرمایا: کہ میں علیم ہوں اور ہر صاحب علم سے محبت کرتا ہوں"۔ ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا: کہ علم کا سیکھنا اور سکھانا ذکر خدا کی طرح فضیلت رکھتا ہے۔ نیز آپ ﷺ نے فرمایا: کہ خود مجھے اللہ تعالیٰ نے علم کتاب سکھانے کیلئے بھیجا (مختصر اردو دائرہ معارف اسلامیہ، دانش گاہ پنجاب، لاہور)۔

حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو عبادت و ریاضت کا ماحول ورثہ میں ملا تھا۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ دنیاوی تعلیم کو بھی جاری رکھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے میٹرک کا امتحان پاس کرنے کے بعد طبیہ کالج، لاہور میں داخلہ لیا اور طب کی تعلیم و تربیت میں مہارت حاصل کی۔ حکیم حاذق کا امتحان پاس کرنے کے بعد یہی پیشہ اختیار کیا۔ بہت جلد اس پیشے کو چھوڑ کر ملازمت اختیار کر لی مگر اس کو بھی چھوڑ کر بندگان خدا کو تعلیم دینے میں مصروف ہو گئے۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے افضل وہ شخص ہے جو قرآن کریم خود سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے نہ صرف خود قرآنِ مجید پڑھا بلکہ دوسروں کو بھی پڑھاتے تھے اور اس کی تفسیر بھی سمجھاتے تھے۔ اپنے مریدین کو اس کے پڑھنے اور تلاوت کرنے کی تلقین فرماتے تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے علم دین کی تدریس کیلئے بہت بڑا مدرسہ "جامعہ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ" کے نام سے تعمیر کروایا اور اس میں دینی تعلیم و تدریس کیلئے نہایت فاضل علمائے کرام کی خدمات حاصل کیں۔ اس مدرسہ سے تعلیم حاصل کرنے کیلئے طلباء دور دراز سے آتے علم کی پیاس بجھاتے۔ ان کی رہائش اور خوراک کا خرچ مدرسہ کی طرف سے برداشت کیا جاتا۔

حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ خود بھی ان علوم کے ماہر تھے۔ بعض اوقات خود بھی طلباء کو قرآن مجید اور کتب پڑھاتے۔ آپ رحمۃ اللہ معلّی کے پیشہ کو بہت پسند فرماتے تھے۔ (تذکرہ حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ از پروفیسر منور حسین)۔

حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے اور آپ کے جانشین

(الف) آپ کے بڑے صاحبزادے شمس المشائخ حضرت میاں غلام احمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی سنت رسول ﷺ کی پیروی میں حضرت ثانی صاحب قبلہ کے قائم کردہ جامعہ

حضرت میاں صاحب کے ذریعے قرآنی اور اسلامی علوم کو پھیلانے میں عمر گزار دی اور آج کل آپ رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادہ صاحب میاں محمد ابوبکر شرقپوری اس مشن کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔

(ب) حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹے صاحبزادے فخر المشائخ حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی دامت برکاتہم العالیہ نے معلّمی کے پیشہ کو سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے اپنایا اور اس میں دسترس حاصل کی۔ جناب مولانا محمد یٰسین قصوری نقشبندی فرماتے ہیں کہ آپ ایک بہترین تجربہ کار مدرس ہیں۔ آپ اپنے حلقہ ارادت میں قرآن، حدیث، فقہ اور تصوف کا مسلسل درس دیتے رہتے ہیں۔ آپ کی کوشش ہوتی ہے کہ آنے والا مہمان عملی طور پر کچھ سیکھ جائے۔ مریدین کے علاوہ ''دارالمبلغین حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ'' کے طلباء کو بھی بعض اوقات آپ سبق پڑھاتے ہیں۔ ''دارالمبلغین حضرت میاں صاحب'' حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری کا قائم کردہ ایک عظیم ادارہ ہے۔

فخر المشائخ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی دامت برکاتہم القدسیہ کو قرآن مجید پڑھنے اور پڑھانے سے بہت محبت ہے۔ آپ نے سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے لڑکیوں کی تعلیم کے لیے بھی ایک ادارہ ''جامعہ شیر ربانی برائے طالبات'' کے نام سے 1993ء میں قائم کیا۔ جس میں طالبات کو حفظ قرآن، قرآت، عالمہ فاضلہ کے نصاب کے علاوہ دیگر علوم وفنون کی مکمل تعلیم دی جاتی ہے۔

قرآن کریم نے ہدایت فرمائی ہے کہ نجات کیلئے ایمان اور اعمال صالحہ کی ضرورت ہے۔ غیر مسلموں نے جہاں مسلمانوں میں ایمان کے دشمن کھڑے کیے، وہاں بڑی چابکدستی سے ان کے اعمال کو ایسا بدل کر رکھ دیا ہے کہ قرآن مجید کی تعلیمات سے

مسلمانوں کو عملاً بڑی حد تک منحرف کر دیا ہے۔ اس لیے مسلمانوں کی اصلاح کی ضرورت ہے۔ حکیمانہ انداز سے مسلمانوں کو قرآن مجید کی تعلیمات پر عمل کرنے کی ضرورت ہے تاکہ مسلمان بداعمالیوں اور بداخلاقیوں سے چھٹکارہ حاصل کر کے سچے مسلمان بن جائیں۔ الحمدللہ آستانہ عالیہ شیر ربانی شرقپور شریف اس فریضہ کو بطریق احسن انجام دے رہا ہے۔

کھیتی باڑی:

کھیتی باڑی کے متعلق حضور ﷺ کا فرمان ہے:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو پھل دار درخت لگاتا یا کھیتی باڑی کرتا ہے اور اس میں سے پرندے، انسان اور مویشی کھاتے ہیں تو وہ اس کی طرف سے صدقہ لکھا جاتا ہے۔ (صحیح بخاری شریف مترجم جلد ... کتاب الوکالۃ، حدیث 215)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ملازمت چھوڑ کر سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے اپنی زمینوں کی دیکھ بھال شروع کر دی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مزارعین کے ساتھ مل کر ایک وسیع رقبہ پر باغ لگوایا جس میں تقریباً ہر قسم کے پھل دار درخت لگے ہوئے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس باغ میں ایک نماز گاہ اور غسل خانہ بھی بنوایا ہوا تھا۔ یہ باغ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے لہلہاتے کھیت ایک پرسکون ماحول کا منظر پیش کرتے ہیں۔

بیعت:

بیعت کرنا سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بیعت لی۔

حضرت عبادہ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو غزوہ بدر میں شریک تھے اور بیعت عقبہ والوں میں ایک نقیب تھے، کہتے ہیں کہ شمع رسالت کو پروانوں نے اپنے جھرمٹ میں لیا ہوا تھا اور آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: مجھ سے اس بات پر بیعت کرو کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرو گے۔ چوری نہیں کرو گے، زنا نہیں کرو گے، اپنی اولاد کو قتل نہیں کرو گے، جانتے بوجھتے کسی پر بہتان نہیں باندھو گے اور نیکی کے کاموں میں نافرمانی نہیں کرو گے۔تم میں سے جس نے یہ عہد پورا کیا تو اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے اور جو ان میں سے کسی ایک کے اندر مبتلا ہو جائے اور دنیا میں اس کو سزا ملی تو وہ اس کا کفارہ ہوگا۔(بخاری شریف مترجم جلد اول کتاب الایمان، حدیث نمبر 17)۔

حضرت میاں غلام اللہ صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے اپنے پیرومرشد حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ جو کہ آپ رحمۃ اللہ عایہ کے برادر اکبر بھی ہیں، کے ہاتھ پر بیعت کی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کسب فیض کیا (چشمہ فیض شیر ربانی، از محمد یسین قصوری نقشبندی)۔

مدینہ منورہ میں جنت کا ایک باغ ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے گھر اور منبر کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر میرے حوض پر ہے (بخاری شریف، ابواب الحمرہ، حدیث 1761)

خِلافت:

خلافت عطا کرنا سنت رسول ﷺ ہے۔

آپ ﷺ نے سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا جانشین اپنی حیات طیبہ میں ہی مقرر فرما دیا تھا۔ جب حضور ﷺ نے سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نمازیں پڑھانے (امامت کرانے) کیلئے حکم دیا تو ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تین دفعہ اصرار کر کے اس حکم کو بدلنا چاہا مگر آپ ﷺ نے سختی سے ان کی درخواست کو رد کر دیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ آنحضرت ﷺ کی حیات طیبہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امامت سے ہم لوگ خلافت صدیقی کا استشہاد کیا کرتے تھے۔ وہ یوں کہ آپ ﷺ نے جس ہستی کو اپنی مذہبی و دینی مسند پر کھڑا کر دیا تو دنیاوی منصب جو اس کا تابع ہے از خود ہی ان کے متعلق ہو گیا اور وہ بخدا اس کے اہل بھی تھے۔ (اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جلد 19 صفحہ 70)۔

اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے آخری ایام میں حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ جو کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرید خاص اور برادر اصغر تھے کو طلب فرمایا اور سید نور الحسن شاہ رحمۃ اللہ علیہ کیلیانوالہ اور بابا عبداللہ فیروز پوری رحمۃ اللہ علیہ کی موجودگی میں حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا "گھبرانا نہیں، مہمانوں کی خدمت میں کوئی کوتاہی نہ کرنا، جمعہ کی نماز خود پڑھانا اور مسجد کا اہتمام میاں ابراہیم اور حاجی عبدالرحمٰن کے سپرد کر دینا۔ جمعہ کی نماز کے علاوہ وقتاً فوقتاً اور نمازیں بھی پڑھانا، جو آئے اسے اللہ اللہ بتا دیا کرنا، انشاءاللہ تمہیں کسی بات کی کمی نہیں رہے گی (چشمہ فیض شیر ربانی: محمد یٰسین قصوری نقشبندی)۔

مسندِ خلافت:

مسند خلافت پر بٹھانا سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔حضور ﷺ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی حیات مبارکہ میں اپنی جگہ امامت کے مصلے پر کھڑا کیا اور ان کی اقتدا میں آپ ﷺ نے سترہ نمازیں پڑھیں۔

آپ ﷺ کی وفات اقدس کے بعد جب سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسند خلافت پر بیٹھے تو سب سے پہلے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر سیدنا حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیعت کی۔اس کے بعد دوسرے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ (اردو دائرہ معارف اسلامیہ، دانش گاہ پنجاب، لاہور، جلد 19 ،ص 70)۔

سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 11 ہجری سے لے کر 13 ہجری تک خلافت کے فرائض بطریق احسن نبھائے۔اس عرصہ کے دوران آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلامی ریاست مدینہ منورہ کے تمام امور نبی کریم ﷺ کی شریعت مطہرہ کے مطابق انجام دیئے۔ جو کام رسول اللہ ﷺ نے شروع کر رکھے تھے ان کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ چنانچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت کے عظیم الشان کارناموں میں فتنہ ارتداد کے انسداد کے بعد فتوحات کے اس عظیم الشان سلسلے کا آغاز بھی ہے۔جس کے نتیجہ میں دنیا کا بیشتر حصہ مفتوح ہو کر اسلامی سلطنت میں شامل ہوا۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت کا ایک نمایاں کارنامہ یہ بھی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریک سے

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پورے قرآن مجید کو ایک مجموعے میں پھر سے لکھوا کر محفوظ کر لیا۔ خلیفہ وقت کے ارشاد کے مطابق حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شہادتیں لے لے کر قرطاس پر ایک کتاب کی صورت میں اسے لکھا۔ (مختصر اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور، صفحہ 52-53)۔

جب 1928ء میں حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہو گیا تو بعد میں حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی وصیت کے مطابق سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے اور سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ و جانشین کے فرائض سنبھالے۔ آستانہ عالیہ شرقپور شریف کے ہزاروں عقیدت مندوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت کی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق رہنمائی فرمائی۔ جس کی وجہ سے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں لوگوں کی زندگیاں بدل گئیں۔ وہ برے کاموں کو چھوڑ کر نیکی کی طرف مائل ہو گئے۔ اس طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حق خلافت ادا کیا۔ (چشمہ فیض شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ از محمد یسین قصوری نقشبندی)۔

رسول اللہ ﷺ سے محبت:

حضور نبی کریم ﷺ سے محبت کا نام ایمان ہے۔ حضور ﷺ نے خود فرمایا ہے کہ جب تک مجھ سے دنیا کی ہر چیز سے زیادہ محبت نہ کی جائے ایمان مکمل نہیں ہوتا۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ

یعنی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ میں اسے اس کے والدین، اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ عزیز نہ ہو جاؤں (بخاری شریف مترجم: جلد اول: کتاب الایمان، حدیث نمبر 14)۔

حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی بھی محبت مصطفٰے ﷺ سے لبریز تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سمجھتے تھے کہ جناب رسالت مآب ﷺ کی ذات پاک کو جملہ مخلوق پر پورا پورا اختیار ہے۔ اس لیے ان کی محبت ہم پر لازم ہے اور ان کا حکم قابل تسلیم ہے۔ اس کے بغیر ایمان کی تکمیل نہیں ہوتی۔ دونوں چیزیں یعنی محبت اور اتباع لازم وملزوم ہیں اور محبت کا تقاضا یہ ہے کہ انسان اپنے محبّ کے سامنے سر جھکا دے۔

حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی ذات کو اپنے محبوب کی ذات میں فنا کر رکھا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ حضور ﷺ سے بے پناہ محبت رکھتے تھے اور ہمہ وقت حضور ﷺ کی خوشنودی کے طالب رہتے۔

حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر عشق محمد ﷺ کا ایسا رنگ چڑھا ہوا تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کھانے پینے، اٹھنے بیٹھنے اور بات چیت میں اخلاق محمدی ﷺ کی ہر ممکن پیروی کرتے (تذکرہ میاں غلام اللہ شرقپوری از پروفیسر منور حسین صفحہ 36-37)۔

حیاء:

مروت وحیاء حضور نبی کریم ﷺ کی اخلاقی سنت مبارکہ ہے۔

آپ ﷺ نے حیاء کو ایمان کا شعبہ قرار دیا ہے " الحیاء من الایمان"۔

حضور ﷺ پیدائشی طور پر شرم وحیاء کے پیکرِ اتم تھے، چنانچہ ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''کان رسول اللہ ﷺ اشد حیاء من العذراء فی خدرھا'' یعنی آپ ﷺ پردہ دار دوشیزہ سے بھی زیادہ حیادار تھے (سیرت خیر الانام ﷺ، اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور)۔

حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی میں بڑے بلند اخلاق اور حیادار تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ عورتوں سے ملاقات نہیں کرتے تھے بلکہ عورتوں سے بات چیت کرتے وقت آگے پردہ ڈال لیا کرتے تھے۔ عورتوں کیلئے الگ جگہ مخصوص کی ہوئی تھی۔ عورتوں کو بیعت کرتے وقت ان کو کپڑا پکڑا کر بیعت کرتے تھے۔ عرس شریف کے موقع پر عورتوں کو آنے سے منع فرماتے تھے۔ عورتوں کو مردوں کی طرف جانے سے منع فرماتے تھے۔ (تذکرہ حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ شرقپوری، از پروفیسر منور حسین)۔

غریبوں اور ناداروں کی مدد:

غریبوں اور ناداروں کی مدد کرنا سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شہادت کے مطابق زمانہ قبل از نبوت میں بھی حضور ﷺ ہمیشہ غریبوں محتاجوں اور بے کسوں کے ہمدرد، مسافروں کے خیر خواہ،

بیواؤں اور ضعیفوں کے حامی و ناصر بلکہ ان کو کما کر دینے والے رہے۔ دوسروں کے لیے آپ ﷺ کے دل میں شفقت و محبت کا بے پناہ جذبہ تھا۔ آپ ﷺ کے ہاں دین کی تعبیر ہی دوسروں کی خیر خواہی کا نام تھا (سیرت الانبیاء ﷺ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور)۔

حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے ہمیشہ غریبوں، محتاجوں، بے کسوں کے ہمدرد رہے۔ بیواؤں اور ضعیفوں کی مدد فرماتے۔ دوسروں کے لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں شفقت و محبت کا بے پناہ جذبہ تھا۔ (تذکرہ حضرت ثانی، ثانی میاں غلام اللہ شرقپوری، از پروفیسر منور حسین)۔

مہمان نوازی:

مہمان نوازی سنت رسول ﷺ ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ اپنے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح بہت فیاض اور مہمان نواز واقع ہوئے تھے۔ آپ ﷺ مہمان نوازی کو جزو ایمان قرار دیتے تھے۔ آپ ﷺ کا گھر اچھا خاصا مہمان خانہ بنا ہوا تھا۔ ان مہمانوں کو مسجد نبوی میں ٹھہرایا جاتا تھا اور آپ ﷺ بنفس نفیس ان کی خدمت فرماتے تھے۔ اکثر مہمان نوازی سے آپ ﷺ کو اور آپ ﷺ کے گھر والوں کو فاقہ کرنا پڑتا۔ (سیرت خیر الانام ﷺ، اردو دائرہ معارف اسلامیہ، دانش گاہ پنجاب، لاہور)۔

حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے مہمان نوازی کیا کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے لنگر خانے سے سینکڑوں مہمان اور مریدین لنگر کھاتے تھے۔ یہ سلسلہ صبح سے رات تک جاری رہتا (تذکرہ حضرت ثانی لاثانی صاحبؒ از پروفیسر منور حسین)۔

علماء کی قدر دانی:

علماء کی قدر اور عزت واحترام کرنا نبی کریم ﷺ کی سنت مبارکہ ہے۔

آپ ﷺ ہمیشہ یہ فرمایا کرتے تھے کہ لوگوں سے ان کے مرتبے کے مطابق سلوک کیا کرو۔ آپ ﷺ کا یہ فرمان بھی تھا کہ سفید بالوں والے (بزرگ) مسلمان، وہ حافظ قرآن جو اس میں نہ غلو کرتا ہو اور نہ اس سے کنارہ کش ہو، نیز انصاف دوست بادشاہ کا اکرام کرنا درحقیقتاً اللہ تعالیٰ کا اکرام کرنا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے کہ "جو لوگ صبح وشام اپنے رب کو خاص اس کی رضا کیلئے پکارتے ہیں ان کو اپنے پاس سے مت نکالو" (بحوالہ سیرت خیر الانام ﷺ مذکورہ)۔

حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے اہل علم لوگوں کی بہت قدر کرتے تھے۔ پروفیسر منور حسین تحریر کرتے ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ صاحب علم لوگوں کی قدر کرتے اور ان کو ملنے میں پہل کرتے۔ (تذکرہ حضرت ثانی لا ثانی صاحب: از پروفیسر منور حسین)۔

ہم نشینوں سے برابری کا برتاؤ:

ہم نشینوں سے برابری کا سلوک کرنا سنت رسول ﷺ ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ ہمیشہ مجلس میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ مل جل کر بیٹھتے کہ باہر سے آنے والے کو کوئی امتیاز محسوس نہ ہوتا۔ عام مجالس میں جہاں جگہ ملتی وہیں بیٹھ جاتے۔ آپ ﷺ اپنے تمام دوستوں سے ایسا محبت بھرا سلوک کرتے کہ ان کو یہ گمان گزرتا کہ وہی سب سے زیادہ آپ ﷺ کے نزدیک ہے (سیرت خیر الانام ﷺ، اردو دائرہ معارف اسلامیہ، دانشگاہ پنجاب، لاہور)۔

حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے اپنے ملنے والوں سے محبت اور برابری کا سلوک کرتے اور ہر ایک یہی خیال کرتا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس سے سب سے زیادہ پیار کرتے ہیں۔ پروفیسر منور حسین آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ہم نشینی کے متعلق لکھتے ہیں کہ حضرت میاں غلام اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے ہم نشینوں میں کبھی امتیاز سے نہ بیٹھتے۔ (تذکرہ حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ: از پروفیسر منور حسین، ص 23)۔

حاجت روائی:

کسی کی حاجت کو پورا کرنا سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ حاجت مندوں کی حاجت کو پورا کر دیتے خواہ آپ ﷺ کو ادھار لے کر ہی پوری کرنی پڑتی۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ سے جب بھی کچھ مانگا گیا، آپ ﷺ نے کبھی انکار نہیں کیا۔ ایک موقع پر حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبداللہ کو ان کے اونٹ کی قیمت ادا کر دینے کے بعد وہ اونٹ انہی کو واپس کر دیا۔ آپ ﷺ نے اعلان فرمایا ہوا تھا کہ مرنے والوں کا ترکہ ان کے وارثوں کیلئے ہے اور قرضہ میرے ذمے۔ (سیرت خیر الانام ﷺ: اردو دائرہ معارف اسلامیہ، دانش گاہ پنجاب، لاہور، ص 239-238)۔

حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے حاجت مندوں کی حاجت پوری کرتے اور ان کو کبھی مایوس نہ کرتے۔ (تذکرہ حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ شرقپوری: از پروفیسر منور حسین: ص 37)۔

عزیز و اقارب کی خوشی و غمی میں شرکت:

حضور نبی کریم ﷺ نے پورے انسانی معاشرے کو بحیثیت ایک کنبے ایک قبیلے اور ایک وحدت کے تصور کیا۔ بنی آدم کو بلا امتیاز رنگ و نسل ان کے جائز اور فطری حقوق عطا کیے۔ آپ ﷺ چونکہ خود یتیمی اور کسمپرسی کا زمانہ گزار چکے تھے اس لیے دوسروں کے دکھ اور غم کا آپ ﷺ بہت اچھی طرح اندازہ لگا سکتے تھے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شہادت کے مطابق آپ ﷺ زمانہ قبل از نبوت میں بھی ہمیشہ غریبوں، محتاجوں اور بے کسوں کے ہمدرد، مسافروں کے بہی خواہ، بیواؤں اور ضعیفوں کے حامی و ناصر رہے۔ دوسروں کے ساتھ معاملہ کرنے میں ہمیشہ آپ ﷺ کی طرف سے پیش رفت رہی۔ آپ ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی کفالت کی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ ﷺ سے جو شفقت و محبت تھی اس کا الفاظ میں اظہار ناممکن ہے۔ آپ ﷺ نے انہیں اپنی آغوش میں پالا۔ جوان ہونے پر اپنی سب سے زیادہ لاڈلی اور چہیتی بیٹی حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی ان سے کر دی۔ ان کی اولاد کو اتنا پیار دیا کہ اولاد سے محبت و شفقت کی ایک نئی تاریخ رقم ہوئی۔ (سیرت خیر الانام ﷺ: اردو دائرہ معارف اسلامیہ، دانش گاہ، پنجاب، لاہور، ص 263-264)۔

حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے عزیز و اقارب کی خوشی و غمی میں شمولیت اختیار کرتے۔

پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب، حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے معاملات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس میں حقوق العباد کا ذکر ہوتا ہے۔ والدین

اور اساتذہ کرام، بزرگوں اور بڑوں کا ادب، چھوٹوں پر شفقت، معاملات میں صفائی، وعدہ کو پورا کرنا اور ایک دوسرے سے حسن سلوک اور فراخ دلی سے پیش آنا اور ناداروں کی امداد واعانت کی تلقین فرماتے۔ حضور ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی پاکیزہ زندگی میں خود بھی عبادات میں اخلاص کے ساتھ ساتھ معاملات میں بھی ہمیشہ اخلاص سے کام لیا۔ ناداروں اور محتاجوں کی اعانت فرمائی۔ رشتہ داروں سے حسن سلوک سے پیش آئے۔ بھلا وہ عظیم ہستی جو سب کیلئے مرکز مہر و شفقت ہو اپنے عزیز و اقارب سے حسن سلوک کو کس طرح نظر انداز کرسکتی ہے؟

یہ سب کچھ سنت رسول اللہ ﷺ کے اتباع کا نتیجہ ہے۔ حضور ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں اسلامی رنگ کوٹ کوٹ کر بھرا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہر معاملہ میں سنت رسول اللہ ﷺ کو پیش نظر رکھتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ عزیز و اقارب کی خوشی و غمی میں شمولیت اختیار کرتے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے حضور ﷺ کی سنت کے اتباع کا خیال ہوتا کیونکہ **اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ** کا تقاضا اہل قلب و نظر کے سامنے ہمیشہ رہتا ہے۔ (تذکرہ حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ شرقپوری: از پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی: ص 37)۔

سیر:

سیر کرنا بھی سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔

حضور ﷺ انسانیت کے درجہ کمال پر تھے۔ آپ ﷺ نے انسانیت کی ہر شعبہ زندگی میں رہنمائی فرمائی اور کوئی ایسا گوشہ زندگی نہ چھوڑا جس میں آپ ﷺ نے انسانیت کی رہنمائی نہ فرمائی ہو۔ سیر کرنا بھی انسانی صحت کیلئے بہت ضروری ہے۔ اس لیے آپ ﷺ

نے انسانیت کی رہنمائی کیلئے سیر کی تا کہ لوگ اس کے فوائد سے مستفید ہو سکیں۔

شخصی طور پر آپ ﷺ کو باغوں کی سیر کا شوق تھا، کبھی تنہا اور کبھی رفقاء کے ساتھ باغوں میں چلے جاتے اور وہیں مجلس آرائی بھی ہو جاتی۔ کبھی تفریحاً کسی کنوئیں میں پاؤں لٹکا کر اس کے دہانے پر بیٹھ جاتے۔(محسن انسانیت ﷺ از نعیم صدیقی، ص 120-119)۔

چنانچہ حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے نماز فجر اور درود شریف کی مجلس کے بعد سیر کرتے۔ اکثر اپنی زرعی اراضی پر کھیتوں میں تشریف لے جاتے۔ اس طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ سیر کرنے کی سنت کی ادائیگی بھی فرماتے۔ فصلوں اور مویشیوں کو بھی دیکھ لیتے اور مزارعین سے ملاقات بھی ہو جاتی۔ گویا آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سیر ایک پنتھ دو کاج کا مرقع تھی (تذکرہ حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ شرقپوری از پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی، ص 95)۔

خوش خلقی:

قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ط

ترجمہ: یعنی بے شک آپ خلق عظیم کے درجہ اتم پر فائز ہیں۔

خوش خلقی سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں مکارم اخلاق کی تکمیل کیلئے (بھی) معبوث کیا گیا ہوں۔ (حدیث نبوی)

انسانی معاشرہ باہمی ربط وارتباط سے تشکیل پذیر ہوتا ہے۔ اس باہمی ارتباط سے

جو رشتے استوار ہوتے ہیں ان کی عمدہ طریقے پر ادائیگی حقوق العباد کہلاتی ہے، جسے معاملات کا نام بھی دیا جاتا ہے اور حسن معاملات خوش اخلاقی کا دوسرا نام ہے۔ سرورِ دو عالم ﷺ نے پورے انسانی معاشرے کو بحیثیت ایک کنبے، ایک قبیلے اور ایک وحدت کے تصور کیا۔ بنی آدم کو بلا امتیاز رنگ و نسل، ان کے جائز اور فطری حقوق عطا کیے۔ آپ ﷺ کی نگاہ میں عربی، عجمی، کالے اور گورے کی تفریق ہمیشہ بے معنی رہی کیونکہ **وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ** یعنی اللہ پاک نے بنی آدم کو عزت و اکرام سے نوازا ہے یہی احترام آدمیت خوش خلقی کی بنیاد ہے کہ جس کو اللہ عزت دے اسے اس سے محروم رکھنے والا کیسے محترم کہلا سکتا ہے؟

چنانچہ آنحضرت ﷺ کی حیات طیبہ میں جس چیز نے سب سے زیادہ لوگوں کو متاثر کیا اور آپ ﷺ کا گرویدہ بنایا، وہ آپ ﷺ کا حسن خلق اور طرز معاشرت تھا۔ آپ ﷺ بنی نوع انسان کے لیے پدرانہ و پیغمبرانہ محبت و شفقت، نرمی اور عفو و درگزر کا بحرِ بے کراں تھے کیونکہ بطور رحمۃ للعالمین یہ آپ ﷺ کا منصبی تقاضا تھا۔ یہی جذبہ آپ ﷺ کی تمام حیات طیبہ پر چھایا ہوا تھا۔ عالمی رحمت کے یہ جذبات آپ ﷺ کے سینہ اطہر میں ہمیشہ موجزن رہے۔ اعلان نبوت سے پہلے بھی ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مطابق آپ ﷺ ہمیشہ غریبوں محتاجوں اور بے کسوں کے ہمدرد، مسافروں کے بہی خواہ، بیواؤں اور ضعیفوں کے حامی و ناصر بلکہ ان کی دامے درمے بھی مدد فرماتے۔ بقول مولانا حالیؒ:

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
مرادیں غریبوں کی بر لانے والا

مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا
وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
غریبوں کا ملجا ضعیفوں کا ماویٰ
یتیموں کا والی غلاموں کا مولا

آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ اخلاق کی بلندی یہ نہیں کہ تم اس کے ساتھ نیکی کرو جو تمہارے ساتھی نیکی کرے اور اس کے ساتھ برائی کرو، جو تمہارے ساتھ برائی کرے بلکہ صحیح اخلاق تو یہ ہے کہ ہر شخص سے نیک سلوک کرو خواہ کوئی تم سے برے طریقے سے پیش کیوں نہ آئے۔ اسی بنا پر آپ ﷺ کے نزدیک نیکی کا مفہوم حسن خلق یعنی دوسروں سے اچھا برتاؤ تھا۔ فرمایا: ''تم میں وہی بہتر ہے جس کا اخلاق دوسروں سے اچھا ہو'' (الحدیث) ایک بار آپ ﷺ نے فرمایا: ''اچھے اخلاق کی وجہ سے روزہ رکھے بغیر روزہ رکھنے کا اور تہجد ادا کئے بغیر رات بھر قیام کا ثواب محض فضل خداوندی سے مل جاتا ہے''۔ آپ ﷺ کے نزدیک حسن خلق سے مراد ''چہرے کی بشاشت، اچھائی کا پھیلانا اور لوگوں سے تکلیف دہ امور کا دور کرنا ہے'' (سیرت خیر الانام ﷺ: اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور صفحہ 251-250)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے لوگوں کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ شروع سے ہی خوش خلق مشہور تھے۔ نہایت بلند کردار کے مالک تھے۔ جو لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ملنے کیلئے آتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ان سے بے پناہ محبت اور شفقت سے پیش آتے۔ جو بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہا۔ اسے یہ کہتے سنا گیا کہ حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے بہت ہی اچھا اور محبت بھرا سلوک فرمایا ہے۔

سادگی:

سادگی سنت رسول ﷺ ہے۔

آپ ﷺ ہر معاملہ میں سادگی اور میانہ روی اختیار فرماتے۔ نبی کریم ﷺ کو کھانے پینے، پہننے اوڑھنے میں تکلف اور تصنع سخت ناپسند تھا۔ سادگی ہمیشہ آپ ﷺ کا معمول رہی۔ جو کچھ سامنے آجاتا کھالیتے۔ جو کچھ ملتا پہن لیتے۔ اپنے صحابہ کرام سے بھی آپ ﷺ یہی توقع رکھتے تھے کہ ان کے رہن سہن میں سادگی اور بے تکلفی رہے۔ ایک دفعہ آپ ﷺ اپنی لختِ جگر حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان پر تشریف لے گئے مگر دروازے ہی سے واپس آگئے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سبب پوچھا تو فرمایا: کسی پیغمبر کے شایانِ شان نہیں کہ وہ کسی ایسے گھر میں داخل ہو جس میں زیب و زینت ہو۔ ہوا یہ تھا کہ آپ ﷺ کی صاحبزادی حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے گھر کی سجاوٹ کیلئے رنگین پردے دروازے پر ڈال لیے تھے۔ اسی طرح ایک مرتبہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے میں چھت گیر لگی دیکھی تو فوراً اتار دی اور فرمایا، کپڑا خود پہننے کیلئے ہوتا ہے اینٹ کو پہنانے کیلئے نہیں۔ (سیرت خیر الانام ﷺ: اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور، ص 225-224)۔

حضرت ثانی رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے ہر معاملہ میں سادگی اور میانہ روی اختیار فرماتے۔

چونکہ آپ عاشق رسول تھے۔ اس لیے آپ حضور ﷺ کے احکامات کی پابندی کی پوری پوری کوشش کرتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سادگی کو ایمان کا جزو سمجھتے تھے اور اسے ایک

اسلامی فریضہ سمجھ کر اختیار کیے ہوئے تھے۔حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس فریضہ کو خوش اسلوبی سے انجام دیا۔جس کسی نے حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا وہ جانتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نہایت سادہ زندگی بسر کرتے تھے ۔لباس نہایت سادہ مگر صاف ستھرا پہنتے تھے۔

میانہ روی:

میانہ روی یا اعتدال پسندی بھی نبی کریم ﷺ کی سنت مبارکہ ہے ۔ نبی کریم ﷺ ہر معاملہ میں میانہ روی خود بھی اختیار کرتے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بھی میانہ روی کی تلقین فرماتے ۔حتیٰ کہ عبادت وریاضت میں بھی میانہ روی اختیار کرنے کی تلقین فرماتے ۔

دینی مسائل کے بارے میں اتنے اہتمام کے باوجود آپ ﷺ کو رہبانیت کا اسلوب قطعی پسند نہ تھا۔اگر کسی نے اپنے طبعی میلان کی وجہ سے آپ ﷺ سے اس کی اجازت مانگی بھی تو آپ ﷺ نے سختی سے اسے منع فرمادیا۔آپ ﷺ نے اپنے طرز عمل کے متعلق فرمایا:''میں اللہ تعالیٰ سے تم سب کی نسبت زیادہ ڈرنے والا ہوں مگر روزہ بھی رکھتا ہوں اور نہیں بھی رکھتا۔نماز بھی پڑھتا ہوں اور آرام بھی کرتا ہوں۔اس طرح عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔پھر فرمایا: ''یہ میرا طریقہ سنت ہے جس نے میرے طریقے کو چھوڑا وہ میری امت میں سے نہیں''۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ ﷺ سے ہمیشہ روزہ سے رہنے کی اجازت مانگی تو فرمایا: زیادہ سے زیادہ تم صوم داؤد یعنی ایک دن چھوڑ کر روزہ رکھ

سکتے ہو"۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: تیرے بدن کا بھی حق ہے، تیرے گھر والوں کا بھی تجھ پر حق ہے۔ آپ ﷺ کی میانہ روی صرف زبانی حد تک ہی نہیں تھی بلکہ خورد ونوش اور دوسرے تمام معاملات میں بھی آپ ﷺ میانہ روی کو پسند فرماتے تھے۔ آپ ﷺ فرماتے تھے۔ "میں ایک عبد کی طرح زمین پر بیٹھتا ہوں (سیرت خیر الانام ﷺ: اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور صفحہ 242-241)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی میں میانہ روی اختیار کرتے تھے اور متوسلین کو بھی میانہ روی سے کام لینے کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اعتدال کا دامن جس طرح تھامے رکھا اس کی مثال بہت کم ملتی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہر کام میں اعتدال کو ملحوظ خاطر رکھتے۔ کھانے پینے، سونے جاگنے، ملنے جلنے اور عبادت کرنے میں بھی کبھی اعتدال سے باہر نہ نکلتے تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نفلی عبادت کو فرض عبادت پر کبھی فوقیت نہ دیتے تھے۔ بلکہ فرض عبادت کو باقاعدگی سے وقت پر انجام دیتے اور نفلی عبادت کو اپنے معمول کے مطابق ادا فرماتے۔ نماز پنجگانہ باجماعت ادا فرماتے اور اسے بہت اہمیت دیتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ امام مسجد کو نماز پڑھاتے وقت اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ اس کے پیچھے بچے، بوڑھے، جوان، بیمار اور تندرست ہر قسم کے آدمی کھڑے ہوں گے۔ اس لیے نماز پڑھاتے وقت قرأت وغیرہ میں میانہ روی سے کام لے نہ اتنی لمبی سورتیں تلاوت کرے کہ وہ تنگ پڑ جائیں اور نہ اتنی چھوٹی ہوں کہ ذراسی تاخیر کی بنا پر لوگ جماعت کے ثواب سے محروم رہ جائیں۔ دعا بھی مختصر مانگنی چاہئے تاکہ لوگ فارغ ہو کر اپنے اپنے کام پر جا سکیں، بیمار آرام پا سکیں اور کسی کے دل میں کسی قسم کی ناگواری کا احساس پیدا نہ ہو۔

حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ملنے جلنے میں بھی سنت نبوی ﷺ کے مطابق میانہ روی سے کام لیتے تھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں دوسروں سے اس طرح ملنا چاہیے کہ دوبارہ ملنے کی تمنا باقی رہے۔

حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ خرچ کرتے وقت بھی سنت نبوی ﷺ کے مطابق میانہ روی سے کام لیتے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نہایت سلیقے سے خرچ فرماتے، لنگر چلاتے اور حاجت مندوں کی مدد فرماتے، شریک درس طلباء پر خرچ کرتے۔مساجد کی مرمت کرواتے اور نئی مساجد تعمیر کرواتے مگر پیسے کو فضول خرچی میں ضائع نہ کرتے بلکہ اللہ کے نام اور اللہ تعالیٰ کے کام پر خرچ کرتے۔وہ بھی میانہ روی سے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے زندگی کے آخری لمحات تک میانہ روی کو اختیار کیے رکھا۔اس لیے کسی سے کچھ مانگنے کی ضرورت کم ہی پڑی۔یہ خوبی حضرت ثانی رحمۃ اللہ علیہ میں جس قدر نمایاں تھی وہ بہت کم بزرگوں میں دیکھنے میں آتی ہے۔(تذکرہ حضرت ثانی لا ثانی میاں غلام اللہ شرقپوری: از پروفیسر منور حسین، ص 49-46)۔

جاہ و جلال:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ''جس نے آپ ﷺ کو اچانک دیکھا وہ دہشت زدہ ہو گیا جس نے کچھ عرصہ آپ ﷺ کے ساتھ گزارا وہ آپ ﷺ سے محبت کرنے لگا۔میں نے آپ ﷺ جیسا شخص نہ پہلے کبھی دیکھا اور نہ آپ کے بعد''۔

ایک دفعہ ایک شخص آپ ﷺ کی خدمت میں آیا اور آپ ﷺ کی وجاہت سے مرعوب ہو گیا۔آپ ﷺ اس کی اس حالت کو تاڑ گئے چنانچہ اس کا حوصلہ بڑھانے کیلئے فرمایا ''میں بادشاہ نہیں، میں تو ایک قریشی عورت کا بیٹا ہوں جو خشک گوشت کھاتی تھی'' (سیرت خیرالانام ﷺ: اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور، صفحہ 243)۔

جس طرح انبیاء علیہم السلام کے چہرہ مبارک سے اللہ تعالیٰ کا پیدا کردہ جاہ و جلال نمایاں ہوتا ہے اسی طرح اولیاء اللہ کے چہروں پر اللہ تعالیٰ کا پیدا کردہ جاہ و جلال نمایاں ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے حق بات کہنے پر بہت سی تکالیف اٹھائیں مگر حق بات کہنے سے نہ رکے۔ اسی طرح اللہ کے نیک بندے حق بات کہنے سے نہیں رکتے خواہ ان کو کتنی ہی تکالیف اٹھانی پڑیں۔

حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک ولی کامل تھے اس لیے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ولایت کا جاہ و جلال ان کے اندر پیدا ہو گیا۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا (بقرہ۔83) کے مطابق حق کا اظہار فرماتے تھے۔ نیز حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا جاہ و جلال آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہر قول و فعل سے نمایاں تھا۔

حق گوئی:

حق گوئی بھی سنت رسول ﷺ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے پوری زندگی حق گوئی میں گزار دی تھی۔ چنانچہ یہ ایک حقیقت ہے کہ تمام تر مخالفت، عداوت اور دشمنی کے باوجود کسی بھی دشمن نے آپ ﷺ پر امانت میں خیانت کرنے اور جھوٹ بولنے کا الزام نہیں لگایا۔ اس کے برعکس بعثت مبارکہ سے پہلے آپ ﷺ کو مکہ مکرمہ میں محمد ﷺ کی بجائے ''الامین'' اور ''الصادق'' کے نام سے پکارا جاتا تھا۔

آپ ﷺ اللہ کی طرف سے حق گوئی پر مامور تھے۔ ایک موقع پر حضرت ابو طالب نے مشرکین کی مخالفت بڑھ جانے کی وجہ سے آپ ﷺ کو مشورہ دیا کہ آپ ﷺ بت

پرستی کی مذمت چھوڑ دیں مگر آپ ﷺ نے اشکبار آنکھوں سے فرمایا: بخدا! اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ پر چاند اور دوسرے پر سورج لا کر رکھ دیں تو بھی میں دین اسلام کی تبلیغ و دعوت سے نہیں رکوں گا۔ تاوقتیکہ یہ فریضہ تبلیغ و رسالت پایہ تکمیل کو پہنچ جائے یا میرا دم نکل جائے۔ قرآن مجید میں آپ ﷺ کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ "کہہ دو کہ میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور موت صرف اللہ ہی کیلئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے"۔ آپ ﷺ کی عملی زندگی کا ہر پہلو آپ کی حق گوئی اور بے باکی کا ناقابل تردید ثبوت فراہم کرتا ہے۔ (سیرت خیر الانام ﷺ: اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور، صفحہ 224-223)۔

ایک دفعہ پروفیسر منور حسین کا ایک عزیز جو کہ لاہور میں برف کے کئی کارخانوں کا مالک تھا اور صاحب ثروت تھا اپنی مالی پریشانیوں کا ذکر حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں لے بیٹھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی بات بڑے غور اور اطمینان سے سنی۔ اس کی گفتگو کا ماحصل یہ دعا کرانا تھا کہ وہ اور زیادہ امیر بن جائے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی خواہش کو بھانپتے ہوئے سنت نبوی ﷺ کے مطابق بڑی نرمی سے اسے فرمایا "انسان کو اس دنیا میں خواہ کتنا ہی پیسہ کیوں نہ مل جائے وہ کبھی سیر نہیں ہوتا" اتنا کہہ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ خاموش ہو گئے اور اس کی مہمان نوازی کر کے اسے رخصت کر دیا۔ پروفیسر صاحب کہتے ہیں کہ آپ کی تلقین کا اتنا اثر ہوا کہ دولت مند بننے کا لالچ اس کے ذہن سے نکل گیا۔ (تذکرہ حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ شرقپوری: پروفیسر منور حسین، صفحہ 52-49)۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور خلافت:

سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ یکم محرم الحرام کو دس سال چھ ماہ اور دس دن تک 22 لاکھ مربع میل زمین پر نظام خلافت راشدہ کو جاری کرنے کے بعد 63 برس کی عمر میں جام شہادت نوش کیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عدل و شجاعت کے پیکر تھے۔

توکل:

اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا ایمان کی نشانی اور سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔ آپ ﷺ نے پوری زندگی اللہ تعالیٰ پر توکل (بھروسہ) کرتے ہوئے گزاری اور اسی توکل کا نتیجہ تھا کہ دین اسلام کو فروغ ملا اور مدینہ منورہ میں ایک اسلامی ریاست قائم ہوئی کیونکہ اللہ کی ذات بابرکات بھی اسلام کا فروغ چاہتی تھی۔

ایک مرتبہ جب آپ ﷺ ایک غزوہ سے واپسی کے موقع پر ایک درخت کے نیچے آرام فرما رہے تھے تو ایک بدو نے جو وہیں تاک میں تھا اچک کر آپ ﷺ کی تلوار اٹھالی اور اسے فضا میں لہراتے ہوئے آپ ﷺ سے کہنے لگا اب تمہیں میرے ہاتھ سے کون بچائے گا؟ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ پر کامل توکل کرتے ہوئے اسے جواب دیا: ''اللہ'' یہ سنتے ہی اس بدو کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی۔ (سیرت خیر الانام ﷺ، اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور صفحہ 233)۔

آپ ﷺ نے کفار مکہ کے مظالم سے تنگ آکر جب ہجرت مدینہ کے دوران غار ثور میں قیام فرمایا تو کفار مکہ آپ ﷺ کو تلاش کرتے ہوئے غار ثور کے قریب پہنچ گئے تو سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دشمنوں کو دیکھ کر گھبرا گئے لیکن نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے فرمایا: ''اے صدیق غم نہ کرو اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قریب پہنچنے کے باوجود ان کو ناکام و نامراد لوٹا دیا۔ (سیر خیر الانام ﷺ، اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور صفحہ 124-123)۔

جب آپ ﷺ اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساحل کے ساتھ ساتھ مدینہ کی طرف جا رہے تھے تو سراقہ بن مالک بن جعشم نے آپ ﷺ کو دیکھا تو اس نے سو اونٹوں کے لالچ میں آپ ﷺ کا پیچھا شروع کر دیا۔ جب سراقہ کا گھوڑا اس مقدس کارواں کے نزدیک پہنچا تو سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت پریشان ہوئے اور آنحضرت ﷺ کے بارے میں خطرہ محسوس کرنے لگے تو آپ ﷺ نے سیدنا حضرت صدیق

اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تسلی دیتے ہوئے اللہ کے حضور دعا کی: "اے اللہ تو جس طرح چاہے اس سے خود نپٹ لے" نتیجہ یہ نکلا کہ پہلے تو اس کا گھوڑا گرتے گرتے بچا پھر جب وہ آگے بڑھنے لگا تو گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس گئے۔ اس پر سراقہ نے معافی مانگتے ہوئے آپ ﷺ سے امان طلب کی، چنانچہ آپ ﷺ نے اسے امان دے دی۔ (سیرت خیر الانام ﷺ: اردو دائرہ معارف اسلامیہ جامعہ پنجاب، لاہور صفحہ 126-125)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی ذات برکات پر ہر معاملے میں توکل کیا کرتے تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی سراپا توکل تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اکثر توکل کی اہمیت پر اپنے خیالات کا اظہار سنت نبوی ﷺ کی روشنی میں کیا کرتے تھے کہ توکل کا نہ ہونا ایمان کی نفی ہے۔ یا یوں سمجھئے کہ جس نے ذات باری تعالیٰ پر توکل نہ کیا وہ اپنے آپ کو کتنا ہی پکا مسلمان سمجھے اس کے ایمان میں کمی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے والے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اس خوبی سے بے حد متاثر ہوتے اور ان کے اندر حوصلہ بڑھانے والا جذبہ پیدا ہو جاتا۔

مشہور پنجابی شعر ہے کہ:

پلے خرچ نہ بنھدے پنچھی تے درویش
جنہاں تقویٰ ربدا اہناں رزق ہمیش

یعنی پرندے اور اللہ والے خورد و نوش کے سامان کا ذخیرہ جمع نہیں کرتے بلکہ جن کو اللہ پر بھروسہ ہوتا ہے وہ کبھی بھوکے نہیں رہتے۔

چنانچہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا باغ ڈیک نالہ

کی نذر ہو گیا۔ یہ باغ وسیع رقبہ پر پھیلا ہوا تھا۔ تقریباً ہر قسم کے پھل دار درخت خوب پیداوار دے رہے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مزارعین کے ساتھ مل کر اس باغ کو لگایا تھا۔ سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے اس میں ایک کنواں اور چھوٹی سی مسجد بھی بنوائی تھی تا کہ آنے جانے والے اس کنواں سے پانی بھی پی سکیں اور جائے نماز پر نماز بھی ادا کر سکیں۔ ایک سال دریائے راوی میں سیلاب آ گیا اور نالہ ڈیک میں پانی اس قدر بھر گیا کہ پانی نالہ ڈیک کے کناروں سے باہر نکل کر ہر چیز کو بہا کر لے گیا۔ نالہ ڈیک نے زمین کی کٹائی شروع کر دی جس کی وجہ سے حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا باغ اور کھیت وغیرہ کٹاؤ کی وجہ سے نالہ ڈیک کی نذر ہو گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بہت بڑا مالی نقصان ہوا۔ پروفیسر منور حسین بیان کرتے ہیں کہ وہ ایک دن حضرت ثانی صاحب کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے باغ کا ایک محافظ آیا اور اس نے آتے ہی رونا شروع کر دیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے رونے کی وجہ پوچھی تو وہ محافظ کہنے لگا: حضور باغ اور زمین لاکھوں روپے کی تھی جو نالہ ڈیک کی نذر ہو گئی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اللہ تعالیٰ کی ذات برکات پر بہت توکل تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے اسے رونے سے منع فرمایا اور فرمانے لگے کہ افسوس تو مجھے ہونا چاہیے، رونا تو مجھے چاہیے تھا لیکن اس باغ کے لٹ جانے کا مجھے کوئی غم نہیں۔ جس ذات باری تعالیٰ نے دیا تھا اسی نے لے لیا۔ اگر مالک اپنی چیز واپس لے لے تو چیز رکھنے والے کو اس کے جانے کا رنج کیوں ہو؟ امین امانت کو لوٹا دیتا ہے رکھتا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کو یہی منظور تھا۔ زندگی بسر کرنے کا کوئی دوسرا ذریعہ وہ خود پیدا کر دے گا۔

ایک مرتبہ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مبارک ہو رہا تھا کہ لنگر پکانے کیلئے آٹے کی کمی ہو گئی۔ خادموں نے حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ

علیہ سے آٹے کی کمی کا ذکر کیا اور فکرمندی کا اظہار کیا لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سنت نبوی ﷺ کے مطابق توکل کامل تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں کیا کر سکتا ہوں؟ جس کی راہ میں لنگر بٹ رہا ہے وہ خود اس کا انتظام کر دے گا۔ اس لیے گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ خدا تعالیٰ کی قدرت تھوڑی دیر بعد ایک ٹرک آٹے سے بھرا ہوا آ گیا۔ جو لوگ آٹے کو لے کر آئے تھے انہوں نے آٹے کو لنگر خانہ میں ڈالنے کی اجازت طلب کی اور لیٹ آنے کی وجہ یہ بیان کی کہ راستے میں ٹرک خراب ہو گیا تھا جس کی وجہ سے تاخیر ہو گئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ خاموش رہے اور خادموں نے آٹے کو لنگر خانہ میں ڈال دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اس توکل پر سب لوگ حیران تھے اور اب ان کو پختہ یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ پر توکل کیا جائے تو انسان کبھی ناکام نہیں رہتا۔ (تذکرہ حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ صاحب شرقپوری: پروفیسر منور حسین، صفحہ 62-61)۔

علم و فضل:

حضور ﷺ اُمی نبی تھے۔ آپ ﷺ نے نہ صرف خود لوگوں کو علم سکھایا بلکہ اس کے لیے مدارس اور دینی درس گاہیں بھی قائم کیں۔ مبلغین کو تعلیم دینے کیلئے دوسرے علاقوں میں بھی بھیجا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے بچپن سے لے کر تادم آخر اس اعلیٰ فریضہ کو انجام دیا ہے۔ صحیح بخاری شریف میں ہے:

فَضْلُ الْعِلْمِ قَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَ جَلَّ يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُو الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ" وَقَوْلِهٖ رَبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا (صحیح بخاری شریف مترجم: جلد اول: کتاب العلم، باب 43)

ترجمہ: علم کی فضیلت کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے "اللہ تم میں سے ایمان

والوں اور اہل علم کے درجے بلند کرتا ہے اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔ نیز حضور انور ﷺ نے فرمایا اے رب میرے علم میں اضافہ فرما"۔ (طٰہٰ :114)۔

علم کی فضیلت کے متعلق حضور ﷺ کی بہت سی احادیث مبارکہ ہیں تمام کتب حدیث میں علم کی فضیلت کے بارے میں الگ الگ باب قائم کیے گئے ہیں۔ جن کا یہاں ذکر کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔ تاہم ایک حدیث پیش کی جاتی ہے:

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اَنْ یُّرْفَعَ الْعِلْمُ وَ یُثْبَتَ الْجَھْلُ وَتُشْرَب الْخَمْرُوْ وَیَظْھَرَ الزِّنَا

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ علم اٹھ جائے گا۔ جہالت مسلط ہو جائے گی، شراب پی جایا کرے گی اور بدکاری عام ہو جائے گی۔ (صحیح بخاری شریف مترجم، جلد اول، کتاب العلم، حدیث نمبر 80)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے اپنے برادر حقیقی اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ سے علم حاصل کیا اور اتنی سرفرازی حاصل کی کہ بڑے بڑے عالم و فاضل بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی علمیت کے قائل تھے۔ وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے مختلف مسائل پر ہدایت حاصل کرتے تھے۔ مولانا محمد شفیع اوکاڑی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا محمد عمر اچھروی رحمۃ اللہ علیہ اکثر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آتے اور دینی مسائل کے حل کرنے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مدد کے طلب گار ہوتے۔

غرض یہ کہ حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے نہ صرف خود بہت بڑے عالم اور فاضل تھے بلکہ انہوں نے علم کی روشنی کو لوگوں تک پہنچانے کیلئے علمائے کرام تیار کیے اور ان کو ملک بھر میں پھیلا دیا (تذکرہ حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ شرقپوری: از پروفیسر منور حسین: ص 66-64)۔

تحمل اور بردباری:

تحمل اور بردباری بھی سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تحمل اور بردباری کی ایک اعلیٰ مثال قائم کی۔ جو قیامت تک انسانوں کیلئے ایک روشن دلیل اور مشعل راہ ہے۔

لوگوں کے ساتھ معاملات کرنے میں اکثر حوصلہ شکنی ہوتی ہے۔ ایسے مواقع پر حضور ﷺ کا طرز عمل عفو و بردباری کا رہا۔ چنانچہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ ''آپ ﷺ نے تمام زندگی اپنے اوپر کی گئی زیادتی کا بدلہ نہیں لیا۔ بجز اس کے کہ اللہ تعالیٰ کی حرمت کو پامال کیا گیا ہو۔ تو اس صورت میں آپ ﷺ سختی سے مواخذہ فرماتے تھے۔ آپ ﷺ کا یہ بھی فرمان ہے طاقتور وہ نہیں جو کسی کو پچھاڑ دے بلکہ طاقتور وہ ہے جو غصے کے وقت خود پر قابو رکھے''۔ ایک شخص نے ایک موقع پر آپ ﷺ سے نصیحت سننے کی خواہش کی تو آپ ﷺ نے فرمایا ''غصہ نہ کیا کرو اور اسے تین مرتبہ دہرایا''۔ ایک مرتبہ ایک بدو آیا اور پیچھے سے آپ ﷺ کی چادر پکڑ کر اس زور سے جھٹکا دیا کہ آپ ﷺ کی گردن مبارک پر نشان پڑ گیا۔ آپ ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے تو اس نے نہایت درشتی سے کہا ''میرے ان اونٹوں پر کچھ مال لاد دے کیونکہ تو نہ اپنے مال سے لادے گا اور نہ اپنے باپ کے مال میں سے''۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''نہیں اور تین مرتبہ استغفر اللہ پڑھا۔

پھر آپ ﷺ نے نہ صرف اس کو معاف کر دیا بلکہ اس کے ایک اونٹ پر جو اور دوسرے پر کھجوریں لادنے کا حکم دیا۔ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے اس سے پوچھا "تجھے کس چیز نے اس گستاخی پر ابھارا؟" اس نے فوراً کہا: "آپ ﷺ کے حلم اور بردباری نے"۔

(سیرت خیر الانام ﷺ: اردو دائرہ معارف اسلامیہ: جامعہ پنجاب، لاہور، صفحہ 251)۔

حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں بھی عفوو درگذر کی یہ صفت اس قدر پائی جاتی تھی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ دوسروں سے منفرد نظر آتے تھے۔اس دنیا میں زندگی گزارنے کیلئے انسان کو بڑے کٹھن راستہ سے گزرنا پڑتا ہے۔قدم قدم پر مصائب و تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔باطل اور شیطانی قوتیں چپہ چپہ پر روڑے اٹکاتی ہیں اور اپنے عقیدے کو بچانے کیلئے بڑی محنت کرنی پڑتی ہے۔تمام تر کوششوں کے باوجود کوئی نہ کوئی ایسی بات سامنے آجاتی ہے جس سے تلخی پیدا ہو جاتی ہے اور انسان صبر تحمل کا دامن چھوڑ دیتا ہے۔مگر حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کبھی ایسا نہ کیا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سنت نبوی ﷺ کے مطابق اس کٹھن راستے کو خوش مزاجی اور تحمل اور بردباری سے طے کیا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کو کسی نے کبھی کسی بات پر تلخ ہوتے ہوئے نہیں دیکھا۔ہر ایک کی بات خواہ وہ کسی نظریے سے تعلق رکھتا ہو بڑے تحمل سے سنتے تھے۔کسی کی شکایت پر صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑتے تھے۔یہاں تک کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زمین اور باغ پر کام کرنے والے مزارعین اگر اپنی نا اہلی کی وجہ سے کچھ مالی نقصان بھی کر دیتے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ بڑے تحمل سے برداشت کرتے اور کبھی تلخ مزاجی نہ دکھاتے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کے زیر انتظام بہت سی مساجد اور مدارس کا سلسلہ جاری تھا۔اکثر ایسا ہوتا تھا کہ طلباء اور اساتذہ کرام یا لنگر تیار کرنے والے اور تقسیم کرنے والے خادموں وغیرہ سے کوئی نہ کوئی غلطی سرزد ہو جاتی

تو آپ رحمۃ اللہ علیہ زیادہ خفگی کا اظہار نہ کرتے بلکہ تلخی کی بجائے انہیں نصیحت فرما کر معاف کر دیتے۔

حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عزیز و اقارب بڑے بڑے عہدوں پر فائز تھے۔ دنیاوی اعتبار سے بہت خوشحال اور بلند تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ان عزیزوں کے بعض افعال ناپسند تھے مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے انہیں بھی تحمل اور بردباری سے برداشت کرتے اور انہیں دنیا کے ساتھ ساتھ دین کی پابندی کی تلقین بھی فرماتے۔

بعض لوگ اپنے گھریلو اور دنیاوی جھگڑے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لے کر آتے تھے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ انہیں بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے تحمل مزاجی، باہمی عفو و درگذر اور بردباری کی تلقین فرماتے اور اس طرح ان کے جھگڑے نپٹا دیتے۔

غرضیکہ حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ خود بھی تحمل و بردباری کا نمونہ تھے اور دوسروں کو بھی ایسا ہی دیکھنا پسند فرماتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اگر انسان تحمل اور بردباری سے کام لے تو دنیا کے آدھے سے زیادہ جھگڑے پیدا ہی نہ ہوں (تذکرہ

حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ شرقپوریؒ از پروفیسر منور حسین: ص 68-66)۔

نماز کی اہمیت

''قیامت کے دن جس کی نماز درست ہوگی اس کے اعمال درست ہونگے'' (بخاری شریف)

''قیامت کے دن بندہ کا حساب سب سے پہلے نماز سے لیا جائے گا'' (رواہ نسائی)

روز محشر کہ جاں گداز بود
اوّلین پرسشِ نماز بود

حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بطور طبیب

طب کی تعلیم:

آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو بیماری اتاری اس کی شفا بھی اتاری ہے۔

عطار بن ابی رباح نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری نازل نہیں کی مگر اس کی شفا بھی اتاری ہے''۔(یعنی دنیا میں ہر بیماری کیلئے سامان شفا موجود ہے)(صحیح بخاری شریف مترجم اردو: جلد 3: کتاب الطب: حدیث 638)۔

حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمان نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے علم طب حاصل کیا اور اس میں خوب مہارت بھی حاصل کی اور اس طرح آپ ایک اعلیٰ درجے کے طبیب بنے، اگرچہ اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو طب روحانی کا بھی ماہر حکیم بنا کر آپ کو دوہرے فرائض سونپ دیئے تھے (تذکرہ حضرت ثانی لا ثانی میاں غلام اللہ شرقپوری: از پروفیسر منور حسین: ص 33)۔

مدینہ منورہ کی فضیلت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے ایک بستی کا حکم دیا گیا ہے جو دوسری بستیوں کو نگل جاتی ہے، لوگ اسے یثرب کہتے ہیں اور وہ مدینہ ہے وہ بستی برے لوگوں کو اس طرح دور کرتی ہے جس طرح بھٹی لوہے کے میل کو دور کر دیتی ہے (بخاری شریف، حدیث 1744)

علاج:

علاج کرنا سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے پچھنے لگوائے اور حجام کو اس کی مزدوری عطا فرمائی اور ناک میں دوائی ڈالی۔ (صحیح بخاری شریف مترجم اردو، جلد سوم، کتاب الطب، حدیث نمبر 651)۔

نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اگر کوئی اپنی بیماری بیان کرتا تو حضور ﷺ اس کی بیماری کا علاج تجویز فرماتے۔

ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ میرے بھائی کے پیٹ میں درد ہے۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے شہد پلاؤ۔ پھر وہ دوبارہ آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے شہد پلاؤ، پھر آیا (تیسری مرتبہ) اور کہنے لگا کہ میں نے (ہدایت پر) عمل کیا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ سچا ہے اور تمہارے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے لہٰذا اسے شہد پلاؤ۔ پس اسے شہد پلایا تو شفایاب ہو گیا۔ (صحیح بخاری شریف مترجم اردو، جلد 3، کتاب الطب: حدیث نمبر 644)۔

نیز حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مسلمان ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے“ (صحیح بخاری شریف مترجم اردو: جلد سوم: باب کتاب الاطعمہ: حدیث 363)۔

حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے طب کا باضابطہ مطالعہ کیا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے کم کھانا چاہئے یہ سب سے بڑی حکمت اور دانائی ہے۔ اس پر خود بھی عمل کیا کرتے تھے اور اپنے ملنے والوں کو بھی اس پر عمل کرنے کی تلقین فرماتے تھے۔ (تذکرہ حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ شرقپوری از پروفیسر منور حسین، ص 69-68)۔

بیمار کیلئے دعا کرنا:

کسی بیمار کیلئے دعا کرنا کہ اللہ تعالیٰ اس کو شفا عطا فرمائے سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔

جب کوئی بیمار حضور ﷺ کے پاس آکر بیماری سے شفایابی کیلئے دعا کا طلب گار ہوتا تو حضور ﷺ اس کی شفایابی کیلئے دعا فرمایا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ اس بیمار کو شفا عطا فرما دیتا تھا۔

آپ ﷺ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے صحت یابی کی دعا فرمائی تو ان کی شدید بیماری دور ہو گئی۔ انہی کے بارے میں منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کے مستجاب الدعوات ہونے کی دعا مانگی۔ فرمایا کہ: ''اے اللہ جب سعد تجھ سے دعا مانگیں تو ان کی دعا قبول فرما''۔ اس کا نتیجہ یہ تھا کہ ان کی ہر دعا قبول ہو جاتی تھی۔ (سیرت خیر الانام ﷺ، اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور، صفحہ 517)۔

حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کے پیش نظر سائلوں کے حق میں بیماری سے شفایابی کی دعا کرتے تھے جو دوائیاں کھا کھا کر تنگ آچکے ہوتے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل عمیم سے ان کو شفا عطا فرماتا۔ لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ دعا کے ساتھ ساتھ دوا کرنے کی بھی ہدایت فرماتے اور فرماتے کہ طبی علاج کرنا سنت ہے اور شفا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے۔ (تذکرہ حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ صاحب شرقپوری، پروفیسر منور حسین، صفحہ 69)۔

بیماری میں صدقہ:

بیماری سے شفایابی کیلئے صدقہ دینا سنت رسول ﷺ ہے (نورین) (مشکوۃ شریف مترجم جلد اول، باب صدقہ کی فضیلت حدیث 29-1793)۔

حضور ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ "صدقہ بلا کو دور کر دیتا ہے"۔

حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے بیمار لوگوں کیلئے دعا بھی کرتے، دوا بھی تجویز فرماتے۔ اس کے ساتھ ساتھ خیرات کثرت سے کرنے اور صدقہ دینے کی تلقین فرماتے اور فرماتے کہ صدقہ بیماری کو دور کر دیتا ہے۔ (تذکرہ حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ صاحب شرقپوریؒ: از پروفیسر منور حسین، ص 69)۔

شہد سے علاج کرنا:

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ "رسول اللہ ﷺ کو شہد اور حلوہ (میٹھا کھانا) مرغوب تھا۔ آپ ﷺ جب نماز عصر پڑھانے کے بعد مسجد سے گھر واپس آتے تھے تو بیویوں کے گھروں میں جاتے تھے اور ان سے کسی ایک کے پاس زیادہ وقت گزارتے تھے۔ چنانچہ آپ ﷺ ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر گئے اور وہاں معمول سے زیادہ دیر لگائی۔ کیونکہ ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور ﷺ کو شہد کا شربت پلایا جس سے آپ ﷺ کو قدرے دیر ہوگئی۔ (سیرت خیر الانام ﷺ: اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور، ص 614)۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو

فرماتے ہوئے سنا کہ اگر تمہاری دوائیوں میں کچھ ہے یا تمہاری دوائیوں میں کوئی بھلائی ہے تو پچھنے لگوانے یا شہد پینے یا آگ سے داغ لگوانے میں ہے۔یعنی جو چیز مرض سے موافقت کرے لیکن میں داغ لگوانے کو ناپسند کرتا ہوں۔(صحیح بخاری شریف مترجم اردو : جلد 3، کتاب الطب، حدیث 643)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے بعض مریضوں کیلئے شہد تجویز کیا کرتے تھے۔

پروفیسر منور حسین کا بیان ہے کہ وہ بہت بیمار ہو گئے ۔ بہت سے انگریزی اور یونانی علاج کروائے مگر کچھ افاقہ نہ ہوا۔بڑے بڑے ڈاکٹروں سے مشورہ کیا ان کے تجویز کردہ نسخوں کو استعمال کیا لیکن کوئی بات نہ بنی بلکہ بیماری اتنی شدید ہوگئی کہ چلنا پھرنا محال ہوگیا اور وہ ہر طرح کے علاج سے مایوس ہو گئے تو حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دعا کیلئے عرض گزار ہوئے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا شہد کھاؤ۔انہوں نے عرض کیا کہ حضرت صاحب! شہد تو گرم ہے جبکہ میری طبیعت میں بھی سخت گرمی ہے۔یہ مجھ کو موافق نہیں آئے گا۔تاہم آپ رحمۃ اللہ علیہ نے شہد کے استعمال پر ہی زور دیا۔ بلکہ شہد کی ایک بوتل اپنے پاس سے عنایت فرمائی اور فرمایا کہ اسے پانی میں گھول کر پی لیا کرو یا ویسے ہی چاٹ لیا کرو یا روٹی کے ٹکڑے کے ساتھ لگا کر کھالیا کرو،لیکن استعمال ضرور کرو۔اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تھوڑا سا شہد ایک پیالے میں نکالا اور اس میں پاؤ بھر ٹھنڈا پانی ڈال کر حل کیا اور انہیں کہا کہ پی لیں۔پروفیسر منور حسین کہتے ہیں کہ انہوں نے ڈرتے ڈرتے شہد کے شربت کو پی لیا تو فرحت محسوس ہوئی اور جان میں جان آ گئی۔ڈر بھی تھا کہ کہیں یہ گرمی نہ کرے اور چکر آنے نہ شروع ہو جائیں لیکن یہ میرا

خدشہ غلط نکلا۔ چنانچہ گھر آ کر شہد کا استعمال جاری رکھا اور اللہ تعالیٰ نے مکمل شفا دے دی۔اس کے بعد جب بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آتا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ از راہ شفقت شہد عنایت فرما دیتے اور فرمایا کرتے تھے کہ دماغی کام کرنے والوں کو شہد ضرور استعمال کرنا چاہیئے۔(تذکرہ حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ صاحب شرقپوری: از پروفیسر منور حسین، ص 71-70)۔

حج:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا کہ کونسا عمل سب سے افضل ہے۔فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھنا۔عرض کی گئی پھر کون سا ہے؟ فرمایا کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔عرض کی گئی کہ پھر کون سا ہے؟ فرمایا کہ برائیوں سے پاک حج۔(صحیح بخاری شریف مترجم جلد اول: کتاب المناسک حدیث 1422)۔

حضور ﷺ نے خود بھی حج کیا اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ازواج مطہرات نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ حج وعمرہ کی سعادت حاصل کی۔

ہجرت کے بعد آپ ﷺ نے صرف ایک حج، دو عمرے اور ایک عمرہ قران ادا فرمائے۔ابن کثیر اور دوسرے بہت سے سیرت نگاروں نے عمرہ صلح حدیبیہ کو شمار کر کے ان عمروں کی تعداد چار تک بیان کی ہے(سیرت خیر الانام ﷺ: اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور، صفحہ 211)۔

چنانچہ حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے ایک سے زیادہ حج ادا کیے۔(تذکرہ حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ صاحب شرقپوری: پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی، ص 78-77)۔

داڑھی رکھنا:

داڑھی بڑھانا ملت ابراہیمی میں شریعت ابراہیمی کا طریقہ ہے۔ صدر کلام میں احمد، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ کی حدیث ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے گزری کہ حضور سیدنا عالم ﷺ فرماتے ہیں: دس چیزیں شرائع قدیمہ مستمرہ انبیاء کرام علیہم السلام سے ہیں۔ لبیں ترشوانی اور داڑھی بڑھانی۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا کہ: داڑھی بڑھانی راہ قدیم حضرات رسل علیہم الصلاۃ والتسلیم ہے اور اللہ عزوجل نے فرمایا کہ راہ انبیاء کی پیروی کرو۔

مسلم تو مسلم کفار تک جانتے ہیں کہ روز اول سے مسلمانوں کی راہ داڑھی رکھنی ہے۔ اہل بیت کرام وصحابہ عظام وآئمہ اعلام اور ہر قرن وطبقہ کے اولیائے امت وعلمائے ملت بلکہ قرون خیر میں تمام مسلمان داڑھی رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ کسی جوان کے چہرے پر پیدائشی طور پر داڑھی نہ نکلتی تو وہ اس پر سخت تاسف کرتا اور یہ نقص ہر عیب سے بدتر سمجھا جاتا۔ علمائے کرام علامات قیامت میں گنا کرتے کہ آخر زمانہ میں کچھ لوگ پیدا ہوں گے کہ داڑھیاں منڈائیں، کترائیں گے۔ (فتاوی رضویہ: کتاب الحظر والاباحت، ص 125-124)۔

حدیث شریف میں ہے اللہ عزوجل کے کچھ فرشتے ہیں کہ قسم یوں کھاتے ہیں: اس ذات کی قسم جس نے فرزندان آدم کو داڑھی سے زینت بخشی رسول اللہ ﷺ کے حلیہ شریف میں ہے کہ ریش مبارک گھنی تھی۔ اور ایسے ہی سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی داڑھی دراز وباریک تھی۔ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی داڑھی چوڑی، سارا سینہ بھرے ہوئے تھے۔ احنف بن قیس کہ

اکابر ثقہ تابعین وعلماء وحکمائے کاملین سے تھے۔ زمانہ رسالت میں پیدا ہوئے۔ 67 یا 72 ہجری میں وفات پائی) عاقل وحلیم تھے اور پاؤں میں کج تھا ایک آنکھ جاتی رہی تھی۔ داڑھی پیدائشی طور پر نہ نکلی تھی۔ ان کے اصحاب نہ اس کج پر افسوس کرتے نہ یک چشمی پر بلکہ داڑھی نہ ہونے پر کراہت کا ذکر کرتے اور کہتے ہمیں تمنا ہے کاش اگر بیس ہزار کو ملتی تو احنف رضی اللہ عنہ کے لیے داڑھی خریدتے۔ (فتاوی رضویہ: کتاب الحظر والاباحت، ص125)۔

حضور ﷺ کی داڑھی مبارک گھنی تھی۔ مونچھ مبارک کٹوادیا کرتے تھے۔ فرماتے تھے کہ مشرکین کی مخالفت کرو یعنی داڑھیوں کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو خوب کٹواؤ (سیرت خیر الانام ﷺ: اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور، ص309)۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ مِنَ الْفِطْرَۃِ قَصُّ الشَّارِبِ

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مونچھوں کو کتروانا فطرت میں داخل ہے (صحیح بخاری شریف مترجم، جلد سوم، کتاب اللباس، حدیث 832)۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَنْھِکُوا الشَّوَارِبَ وَاَعْفُوا اللِّحٰی .

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ مونچھیں پست کرو اور داڑھی بڑھاؤ۔ (صحیح بخاری شریف مترجم جلد سوم، کتاب اللباس، حدیث 837)۔

مونچھیں خوب پست کرواور داڑھیاں چھوڑ رکھو۔(مسلم،ترمذی،ابن ماجہ)۔

مونچھیں کترواور داڑھیاں بڑھنے دو۔(صحیح مسلم شریف)۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری ساری امت جنت میں داخل ہوگی مگر جس نے انکار کیا''۔لوگ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم انکار کون کرے گا؟ فرمایا جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے انکار کیا۔(صحیح بخاری شریف مترجم اردو: جلد سوم: کتاب اخبار الاحاد: حدیث نمبر 2114)۔

حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے قبضہ بھر داڑھی رکھتے تھے اور مونچھیں سنت کے مطابق ترشواتے تھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کی داڑھی مبارک سے آپ کا چہرہ مبارک نورانی نظر آتا تھا۔

حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے داڑھی رکھنے کی سنت کو اپنایا۔ حضرت میاں ثانی لا ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادگان والا شان اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پوتوں اور پڑپوتوں نے بھی داڑھی کی سنت کو اپنایا ہوا ہے۔انشاء اللہ یہ سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا۔

ہر ولی اللہ کا تبلیغ کرنے کا اپنا طریقہ ہوتا ہے۔حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی دامت برکاتہم العالیہ کا تبلیغ کرنے کا اپنا ایک حکیمانہ طریقہ ہے۔آپ داڑھی کے متعلق بڑے اچھے انداز میں لوگوں کو داڑھی رکھنے کی تلقین فرماتے ہیں۔آپ فرماتے ہیں کہ داڑھی منڈے لوگ ہم سے علم وعمل میں اچھے ہیں۔ان میں حافظ

قرآن بھی ہیں لیکن داڑھی نہ رکھنا نبی کریم ﷺ کی سنت کی خلاف ورزی تو ہے اس سے تو بچنا چاہیے۔ سبحان اللہ یہ تبلیغ کرنے کا کتنا اچھا انداز ہے۔

حضرت صاحبزادہ میاں خلیل احمد صاحب شرقپوری دامت برکاتہم القدسیہ کا تبلیغ کرنے کا اپنا ایک منفرد انداز ہے۔ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی مشکلات کیلئے دعا کرنے کیلئے عرض کرتے ہیں تو آپ بڑے عالمانہ اور حکیمانہ انداز میں لوگوں کی رہنمائی کرتے ہوئے لوگوں کو کہتے ہیں کہ تم داڑھی مبارک رکھ لو تو تمہارا یہ کام ہو جائے گا۔ اگر آپ کا کام داڑھی رکھنے کے بعد نہ ہوا تو مجھے پکڑ لینا۔ ساتھ ہی آپ یہ فرماتے ہیں کہ اس میں میرا کوئی کمال نہیں ہے بلکہ یہ سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق داڑھی مبارک رکھنے کی برکت سے ہوگا اور ہاتھ اٹھا کر دعا فرماتے ہیں۔ جب کسی کی کوئی حاجت پوری ہو جاتی ہے تو وہ آکر آپ کو بتاتا ہے کہ آپ نے میرے لیے دعا کی تھی تو میرا یہ کام ہو گیا تو آپ اس میں بڑی عاجزی اور انکساری کا اظہار فرماتے ہیں کہ یہ کام میری دعا سے نہیں ہوا بلکہ تم نے نبی کریم ﷺ کی داڑھی مبارک کی سنت کو اپنایا ہے۔ اس داڑھی مبارک کی برکت سے تمہارا یہ کام ہوا ہے۔

بدبودار اشیاء سے اجتناب:

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو اعلیٰ درجہ کا پاکیزہ خصلت اور نفاست پسند بنایا تھا۔ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے "صفائی تو نصف ایمان ہے"۔ آپ ﷺ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ "دین کی بنیاد ہی صفائی پر ہے"۔ آپ ﷺ کو فطری طور پر ظاہری و معنوی گندگی سے شدید کراہت تھی۔ آپ ﷺ کے جسم مبارک کو فطری طور پر خوشبو کی ضرورت نہ تھی کیونکہ

آپ ﷺ کا پسینہ مبارک بھی عطر سے کم نہ تھا۔آپ ﷺ کو بدبودار اشیاء مثلاً کچے پیاز اور لہسن سے نفرت تھی۔آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے"جو کوئی لہسن اور پیاز کھائے وہ مسجد میں نہ آئے"

(اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور، جلد 19، صفحہ 111-110)۔

شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے"تفسیر عزیزی"میں"حقہ نوشی"سے منع فرمایا ہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دلیل یہ دی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ"شاہد"ہیں۔لہذا حقہ پینا آپ ﷺ کی بارگاہ میں بے ادبی ہے۔پس مریدین کو حقہ نوشی سے اجتناب کرنا چاہئے۔شریعت تو رسول اللہ ﷺ ہی سکھاتے ہیں۔پیر کو ادب تو ضرور سکھانا چاہئے۔

"ذکر خیر"جو کہ سائیں توکل شاہ صاحب انبالوی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و واقعات پر مبنی کتاب ہے اس میں قبلہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ درج ہے،آپ فرماتے ہیں کہ ہم پان تمباکو بہت کھایا کرتے تھے۔ایک روز درود شریف بکثرت پڑھا۔رات کو عالم رویاء میں حضور ﷺ کی زیارت ہوئی۔میں نے قدم بوسی کی۔حضور ﷺ نے مجھے اپنے سینہ مبارک سے لگا لیا مگر رخ انور میری طرف سے دوسری طرف پھیر لیا۔میں ڈر گیا اور عاجزی سے عرض گزار ہوا۔یارسول اللہ! ﷺ مجھ سے کیا قصور ہوا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا:"قصور تو کچھ نہیں ہوا صرف تمہارے منہ سے تمباکو کی بو آتی ہے"۔اسی روز سے میں نے پان تمباکو کو چھوڑ دیا ہے اور تمباکو سے نفرت ہوگئی ہے۔(بحوالہ خزینہ کرم از چوہدری نور احمد مقبول: صفحہ 192)۔

چونکہ حضور نبی کریم ﷺ کو بدبودار اشیاء سے کراہت تھی اس لیے حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کو بھی بدبودار اشیاء سے کراہت تھی لہذا آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے تمباکو نوشی اور حقہ کی بو سے نفرت کرتے تھے۔آپ

رحمۃ اللہ علیہ اسے بہت بڑی بدعت خیال کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ حقہ پینا یا سگریٹ نوشی کرنا ایسی عادتیں ہیں جو نہ صرف انسان کے دل و دماغ کو کمزور کرتی ہیں بلکہ اس کی صحت اور اخلاقی اقدار کا بھی نقصان کرتی ہیں۔ چنانچہ تمباکو یا سگریٹ پینے والے لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے آنے سے گھبراتے تھے۔ یا پھر سگریٹ کو پھینک کر منہ کو خوب صاف کر کے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آتے اور کچھ فاصلے پر بیٹھ جاتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نہ صرف خود حقہ اور سگریٹ نوشی سے نفرت کیا کرتے تھے بلکہ مریدین کو بھی اس سے منع فرماتے تھے۔ (تذکرہ حضرت ثانی لا ثانی میاں غلام اللہ صاحب شرقپوریؒ: پروفیسر منور حسین، ص 93)۔

حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے برادر اکبر اور پیر و مرشد اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے بدبودار اشیاء سے نفرت کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حقہ سے نفرت تھی۔ خود بھی حقہ نہیں پیتے تھے اور مریدین کو بھی حقہ پینے سے منع فرماتے تھے۔ چنانچہ کرمانوالے حضرت سید اسماعیل شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ حقہ ناپسند فرماتے تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ حقہ پینے والوں کو میرے پاس بھیجا کرتے تھے کہ مجھے حقہ چھڑوانے کی اچھی ترکیب آتی ہے۔ پھر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اصل چابی تو اعلیٰ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ میں ہے۔ (خزینہ کرم: چوہدری نور احمد مقبول، صفحہ 192)۔

حافظ نور علی صاحب کا بیان ہے کہ ان کے والد صاحب اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے اور وہ بڑے عبادت گزار تھے۔ اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کو ان سے بڑا پیار تھا اور میرے والد صاحب حقہ پینے کے عادی تھے۔ کافی عرصہ گزر گیا مگر میرے والد صاحب کو کشف نہیں ہوتا تھا۔ ایک دن میرے والد

صاحب اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ سے عرض گزار ہوئے کہ انہیں کشف نہیں ہوتا تو اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں فرمایا کہ کل حقہ نہیں پینا، صاف ستھرے کپڑے پہننے ہیں اور خوشبو لگا کر بعد نماز عشاء درود شریف کا ورد کثرت سے کرنا۔ چنانچہ میرے والد صاحب نے اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان کے مطابق ایسا ہی کیا اور رات کو ان کو کشف ہوا۔ ان کے خاندان کے جتنے لوگ فوت ہو چکے تھے۔ ان سب کی زیارت ہوئی اور بات چیت بھی ہوئی۔ دوسرے دن ان کی ملاقات اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ میرے والد صاحب کو دیکھ کر مسکرا دیئے اور فرمانے لگے حافظ صاحب کشف ہوا کہ نہیں؟ والد صاحب نے رات کا سارا قصہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو سنایا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ مسکرا دیئے۔

راقم الحروف کے گاؤں کا ایک شخص جس کا نام بھاگ دین (مرحوم) تھا۔ اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کا مرید تھا۔ اس نے ایک واقعہ راقم الحروف کو بتایا کہ حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے گندم کی کٹائی کیلئے مریدین کو بلایا ہوا تھا۔ ہم گندم کی کٹائی کیلئے گئے ہوئے تھے کہ حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کھیتوں میں تشریف لے آئے ہم حقہ پی رہے تھے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھ لیا اور بڑی نفرت کا اظہار کیا۔

الحمد للہ تمباکو نوشی سے نفرت کرنے کی جو روایت آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جد اعلیٰ حضرت بابا میاں غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ نے قائم کی تھی وہ آج تک قائم ہے۔ موجودہ صاحبزادگان والاشان بھی حقہ اور سگریٹ نوشی سے نفرت کرتے ہیں۔ انشاء اللہ یہ روایت آستانہ عالیہ شرقپور شریف میں تا قیامت جاری رہے گی۔

گھوڑسواری:

جب تک کسی چیز کا علم نہ ہو تو سنت نبوی ﷺ کو بھی عام رسم و رواج سمجھ لیا جاتا ہے۔گھوڑا پالنا محض سواری یا بار برداری کیلئے نہیں ہے بلکہ اس کا پالنا، اس پر سواری کرنا اور اس سے بار برداری کا کام لینا سنت رسول ﷺ بھی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی ایک اور روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ گھوڑوں کی پیشانی میں برکت ہے۔(سنن نسائی مترجم اردو: جلد الخیل: حدیث 3604)۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو عورت کے بعد گھوڑے سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہ تھی۔(سنن نسائی مترجم جلد دوم، کتاب الخیل، حدیث 3597)۔

حضرت عمرا بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نہیں چھوڑا رسول اللہ ﷺ نے نہ دینار اور نہ درہم اور نہ غلام اور نہ لونڈی مگر ایک سفید خچر جس پر سوار ہوا کرتے تھے۔ہتھیار اور زین لگادی تھی اللہ کی راہ میں، کہ ان چیزوں کو صدقہ کر دیا تھا۔(سنن نسائی مترجم جلد دوم، کتاب الخیل حدیث 3627)۔

حضور ﷺ نے مختلف قسم کے جانوروں پر سواری کی لیکن آپ ﷺ کو سواریوں میں گھوڑا بہت پسند تھا۔آپ ﷺ فرماتے تھے کہ گھوڑے کے ایک بال میں قیامت تک کیلئے خیر و برکت ہے۔آپ ﷺ کو گھوڑوں سے اتنی محبت تھی کہ ان کی آنکھیں، منہ اور ناک اپنے ہاتھوں سے صاف کرنے کا اہتمام فرماتے۔(محسن انسانیت ﷺ: نعیم صدیقی ص 121)۔

چنانچہ حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے گھوڑوں سے بہت پیار کرتے تھے۔گھوڑے پر سواری بڑے شوق سے

کیا کرتے تھے اور یہی حال اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کا تھا۔ (منبع انوار در شرقپور شریف: حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری، ص 83)۔

کھانے کے آداب

کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا:

ہاتھ دھو کر کھانا کھانا سنت رسول ﷺ ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ''کھانے سے پہلے اور بعد میں وضو کرنا، ہاتھ دھونا محتاجی کو دور کرتا ہے اور یہ طریقہ انبیاء و مرسلین علیہم السلام کی سنتوں میں سے ہے۔ (فیضان سنت، ص 783 بحوالہ طبرانی)۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ''جو یہ پسند کرے کہ اللہ تعالیٰ اس کے گھر میں خیر زیادہ کرے تو جب کھانا حاضر کیا جائے، وضو کرے یعنی ہاتھ دھو کر کھائے اور جب اٹھایا جائے اس وقت بھی وضو کرے یعنی ہاتھ دھو کر کھائے''۔ (فیضان سنت، صفحہ 783 بحوالہ ابن ماجہ)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھو لیا کرتے تھے اور اپنے ملنے والوں کو بھی اس کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔

فخر المشائخ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری نقشبندی مجددی

مدظلہ العالی ایک دفعہ جمعۃ المبارک کی نماز سے قبل اپنی بیٹھک میں تشریف فرما تھے۔ مریدین کی تربیت فرما رہے تھے۔ آپ نے کھانا کھانے کے ضمن میں حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمانے لگے کہ ایک دفعہ ایک شخص رات کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مٹھائی پیش کی اور عرض کی کہ میری خوشی اس میں ہے کہ آپ رحمۃ اللہ اس میں سے کچھ تناول فرمائیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے انکار فرمایا۔ اس نے مزید اصرار کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے انکار فرمایا۔ تیسری مرتبہ اصرار پر آپ رحمۃ اللہ علیہ اٹھ بیٹھے اور اندر تشریف لے گئے، اندر سے وضو فرما کر آپ رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور آکر تھوڑی سی مٹھائی کھائی۔ فرمانے لگے ''یہ طریقہ ہے کھانے پینے کا'' اس طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کھانے سے پہلے وضو فرما کر یعنی ہاتھ دھو کر سنت کی اہمیت کو واضح کیا۔ (راوی قاضی محمد نور اللہ نقشبندی۔ شیر ربانی اسلامک سنٹر پھلروان ضلع شیخوپورہ)۔

دستر خوان پر کھانا:

دستر خوان پر کھانا کھانے کے متعلق حضور ﷺ کا فرمان مبارک:

عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ مَاعَلِمْتُ النَّبِیَّ ﷺ اَكَلَ سُكُرُّجَةٍ قَطُّ وَلَا خُبِزَلَهٗ مُرَقَّقٌ وَلَا اَكَلَ عَلٰی خِوَانٍ قَطُّ قِیْلَ لِقَتَادَةَ فَعَلٰی مَا كَانُوْا یَاْكُلُوْنَ قَالَ عَلَی السُّفَرِ

ترجمہ: حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ نبی کریم ﷺ نے کبھی طشتری میں کھایا ہو، یا پتلی روٹی (چپاتی) کھائی ہو، یا کبھی میز پر کھانا کھایا ہو۔ حضرت

قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا گیا کہ پھر آخر وہ کس چیز پر کھاتے تھے؟

جواب دیا کہ دستر خوان پر۔ (بخاری شریف، جلد سوم، کتاب الاطعمہ حدیث 353)۔

اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حضور ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے حاضرین کو لنگر شریف دستر خوان بچھا کر اس پر کھلایا کرتے تھے۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی دستر خوان بچھا کر حاضرین کو لنگر کھلانے کی سنت کو جاری رکھا۔ یہ سنت آج تک آستانہ عالیہ شرقپور شریف میں جاری و ساری ہے۔ حضرت میاں غلام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادگان، حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری نقشبندی مجددی اور آپ کے صاحبزادگان بھی اس سنت پر گامزن ہیں۔

پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ وہ اکیلے ہی کراچی سے شرقپور شریف آئے۔ مغرب کی نماز انہوں نے مسجد میں ادا کی۔ حضور ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مسجد کے حجرے میں تشریف فرما تھے۔ حجرے میں حاضر خدمت ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بڑی شفقت سے پیش آئے۔ اس دوران کھانے کا وقت ہو گیا۔ آپ نے سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے جملہ زائرین و حاضرین کو دستر خوان پر بٹھا کر خود لنگر کا اہتمام فرمایا۔ کھانا کھاتے وقت کھانے کے آداب ملحوظ رکھنے کی تلقین کی گئی اور کھانا کھانے کے بعد سنت کے مطابق اجتماعی دعا بھی مانگی گئی۔ (تذکرہ حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ شرقپوری: پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی)۔

بسم اللہ پڑھ کر دائیں ہاتھ سے کھانا:

کھانا کھانے سے پہلے بسم اللہ شریف پڑھنا اور دائیں ہاتھ سے کھانا کھانا سنت رسول ﷺ ہے:

سَمِعَ وَهْبَ بْنَ كَيْسَانَ أَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ أَبِيْ سَلَمَةَ يَقُوْلُ كُنْتُ غُلَامًا فِيْ حَجْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَتْ يَدِيْ تَطِيْشُ فِي الصَّحْفَةِ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَا غُلَامُ سَمِّ اللّٰهَ وَكُلْ بِيَمِيْنِكَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ فَمَا زَالَتْ تِلْكَ طُعْمَتِيْ بَعْدُ

ترجمہ: وہب بن کیسان نے حضرت عمر بن ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں لڑکپن میں رسول اللہ ﷺ کے زیر کفالت تھا جبکہ میرا ہاتھ پیالے میں ہر طرف چلتا رہتا تھا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا، برخوردار بسم اللہ پڑھو، دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھایا کرو۔ اس کے بعد اس طریقے سے کھا تا رہا ہوں۔ (صحیح بخاری شریف مترجم، جلد سوم، کتاب الاطعمہ، حدیث 343)۔

آستانہ عالیہ شرقپور شریف میں بسم اللہ شریف پڑھ کر دائیں ہاتھ سے کھانا کھانے کی سنت پر عمل جاری ہے۔ اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس سنت پر خود سختی سے عمل کیا اور اپنے ملنے والوں کو بھی اسکی تاکید فرمائی۔ اسی طرح حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ پر عمل کرتے ہوئے بسم اللہ پڑھ کر کھانا کھاتے اور اپنے ملنے جلنے والوں کو بھی اس سنت پر عمل کرنے کی تلقین فرماتے۔

پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب (اپنی کتاب تذکرہ حضرت میاں غلام اللہ صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ میں) بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے لنگر خانے پر کھانا کھانے والوں کو بسم اللہ پڑھ کر اور دائیں ہاتھ سے کھانا کھاتے ہوئے دیکھا۔ بعد میں مجھے پتہ چلا کہ بسم اللہ پڑھ کر اور دائیں ہاتھ سے کھانا کھانا سنت رسول ﷺ ہے۔

اپنے سامنے سے کھانا:

اپنے سامنے سے کھانا کھانا سنت رسول ﷺ ہے۔

قَالَ اَنَسٌ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ اذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ وَلْيَاكُلْ كُلُّ رَجُلٍ مِمَّا يَلِيْهِ

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کا نام لے کر کھایا کرو اور اپنے سامنے سے کھایا کرو۔ (صحیح بخاری شریف مترجم: جلد سوم، کتاب الاطعمہ، باب 227)۔

حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت رسول ﷺ کی پیروی میں خود بھی کھانا بسم اللہ شریف پڑھ کر اپنے سامنے سے کھاتے تھے، زائرین اور حاضرین کو اس کی تلقین فرماتے تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دسترخوان پر بھی اسی طریقہ سے سنت کے مطابق کھانا کھلایا اور کھایا جاتا تھا اور آستانہ عالیہ شرقپور شریف میں آج بھی اسی سنت پر عمل ہو رہا ہے۔ (تذکرہ حضرت ثانی لا ثانی میاں غلام اللہ صاحب شرقپوری از پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی)۔

یک زانو بیٹھ کر کھانا:

دائیاں گھٹنا کھڑا رکھ کر اور بایاں گھٹنا بچھا کر کھانا کھانا سنت رسول ﷺ ہے۔

پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری رحمۃ اللہ علیہ اس ضمن میں فرماتے ہیں ''کھانا کھانے کا مستحب اور سنت طریقہ یہ ہے کہ اپنے دائیں گھٹنے کو کھڑا اور بائیں گھٹنے کو بچھا کر کھانا کھایا جائے۔ (ضیاء النبی، از پیر کرم شاہ الازہری)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت رسول ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے خود بھی سنت کے مطابق دایاں گھٹنا کھڑا کرکے اور بایاں گھٹنا بچھا کر کھانا کھاتے تھے اور مریدین کو بھی اس سنت کے مطابق دایاں گھٹنا کھڑا کرکے اور بایاں گھٹنا بچھا کر کھانا کھانے کی تلقین فرماتے تھے یہی سنت طریقہ آج بھی شرقپور شریف میں دستر خوان پر عام لنگر کھلاتے وقت اپنایا جاتا ہے۔

جوتے اتار کر کھانا:

کھانا جوتے اتار کر کھانا سنت نبوی ﷺ ہے ''نبی کریم ﷺ جوتے اتار کر اور دستر خوان بچھا کر کھانا نوش فرمایا کرتے تھے۔ (محسن انسانیت ﷺ: از نعیم صدیقی)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے جوتے اتار کر کھانا کھایا کرتے تھے اور مریدین کو بھی جوتے اتار کر کھانا کھانے کی تلقین فرمایا کرتے تھے، الحمد للہ۔ آستانہ عالیہ شرقپور شریف میں آج بھی اس سنت پر عمل ہو رہا ہے۔ مریدین اور متعلقین کو جوتے اتار کر کھانا کھانے کی ہدایت کی جاتی ہے۔ اس سنت پر پوری طرح عمل کیا جاتا ہے۔

روٹی کے ٹکڑے کھانا:

زمین پر گرے ہوئے ٹکڑے اٹھا کر کھانا سنت رسول ﷺ ہے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ گھر تشریف لائے تو روٹی کا ٹکڑا پڑا ہوا دیکھا تو آپ ﷺ نے اسے اٹھا کر صاف کیا اور کھا لیا۔ ارشاد فرمایا ''اے عائشہ! عزت دار چیز کی عزت کیا کرو''۔ اللہ تعالیٰ جب کسی قوم کا رزق چھین لیتا ہے تو وہ واپس نہیں کرتا۔ (بحوالہ سنن ابن ماجہ)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے کھانے کی اشیاء کی بہت عزت کرتے تھے۔ مریدین کو اس کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ آستانہ عالیہ شرقپور شریف سے وابستہ لوگ بھی اس سنت سے اچھی طرح واقف ہیں۔ آج تک اس سنت پر عمل کیا جا رہا ہے۔ جب لوگ دستر خوان پر بیٹھ کر لنگر کھاتے ہیں تو بچے کچھے اور گرے پڑے ٹکڑے اٹھا کر کھاتے ہیں یا تبرک کے طور پر گھروں کو لے جاتے ہیں۔

ہاتھ صاف کرنے سے پہلے انگلیوں کو چاٹنا:

ہاتھ پونچھنے (صاف کرنے) سے پہلے انگلیوں کو چاٹنا سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔

عَنْ عَطَآءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ اِذَا اَکَلَ اَحَدُکُمْ فَلَا یَمْسَحْ یَدَہٗ حَتّٰی یَلْعَقَهَا اَوْ یُلْعِقَهَا

ترجمہ: عطاء نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی کھانا کھا چکے تو جب تک انگلیوں کو (خود) چاٹ نہ لے یا (کسی اور کو) چٹا نہ لے اس وقت تک نہ پونچھے ۔(صحیح بخاری شریف مترجم: جلد سوم: کتاب الاطعمہ حدیث 420)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے ہاتھ دھونے سے پہلے حسب ضرورت انگلیوں کو اچھی طرح چاٹا کرتے تھے اور مریدین کو بھی ایسا کرنے کی تلقین فرماتے۔ الحمد للہ آستانہ عالیہ شرقپور شریف کے لنگر خانے میں آج بھی یہ سلسلہ جاری ہے۔لوگ کھانا کھانے کے بعد انگلیوں کو اچھی طرح چاٹتے ہیں پھر دھوتے ہیں۔

اکٹھے بیٹھ کر کھانا:

اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھانا بھی سنت نبوی ﷺ ہے۔

نبی کریم ﷺ کو افراد کا الگ الگ بیٹھ کر کھانا ناپسند تھا۔آپ ﷺ مل کر کھانا کھانے کو پسند فرماتے تھے اور اکٹھے ہو کر کھانے کی تلقین فرماتے تھے کہ اس میں برکت ہے۔(محسن انسانیت ﷺ: نعیم صدیقی: ص113)۔

چنانچہ حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے دستر خوان پر اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھانا پسند فرماتے تھے اور لوگوں کو بھی اکٹھے بٹھا کر کھانا کھلاتے تھے اور مل کر کھانے کی تلقین فرماتے تھے۔الحمد للہ اس سنت پر آج بھی آستانہ عالیہ شرقپور شریف میں عمل ہو رہا ہے۔

سر ڈھانپ کر کھانا:

سر ڈھانپ کر کھانا سنت رسول ﷺ ہے۔ ننگے سر کھانا کھانا خلاف سنت ہے اس لیے سر ڈھانپ کر کھانا کھانا چاہیے۔ (صحیح بخاری شریف مترجم اردو: جلد سوم: کتاب الاطعمہ: حدیث نمبر 422)۔

چنانچہ حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے سر ڈھانپ کر کھانا تناول فرماتے اور آج بھی متوسلین کو اس اتباع سنت نبوی ﷺ کی تلقین کی جاتی ہے۔

کھانے کے بعد دعا مانگنا:

کھانا کھانے کے بعد دعا مانگنا سنت رسول ﷺ ہے۔ حضور ﷺ کھانا کھانے کے بعد دعا مانگا کرتے تھے۔

خالد بن معدان نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب اپنا دستر خوان اٹھاتے تو زبان حق ترجمان پر یہ الفاظ جاری ہو جاتے۔ ''اس میں تعریف خدا کی ہے، بہت زیادہ پاکیزہ اور برکت والی۔ اے ہمارے رب! ایسی تعریف جو ختم نہ ہو، نہ ایسی جو ایک بار ہو کر رہ جائے اور نہ ایسی جس کی حاجت نہ رہے''۔ (صحیح بخاری شریف مترجم ... کتاب الاطعمہ: حدیث 422)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے کھانا کھانے کے بعد دعا مانگا کرتے تھے اور اپنے مریدین کو بھی اس کی تلقین فرماتے تھے کہ کھانا کھانے کے بعد دعا مانگ کر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کیا کرو

(تذکرہ حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ شرقپوری: از پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی)۔

اس سنت پر آج بھی آستانہ عالیہ شرقپور شریف میں عمل ہو رہا ہے۔لنگر کھانے کے بعد اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کے لیے اجتماعی دعا بھی مانگی جاتی ہے اور انفرادی بھی۔

کھانے سے فارغ ہو کر اٹھنا:

کھانا کھانے کے بعد دسترخوان سے اٹھ کر علیحدہ ہونا سنت رسول ﷺ ہے۔

حضور ﷺ کھانے کی مجلس سے بہ تقاضا مروت سب سے آخر میں اٹھتے۔ دوسرے لوگ اگر پہلے فارغ ہو جاتے تو ان کے ساتھ ہی آپ ﷺ بھی اٹھ جاتے (محسن انسانیت ﷺ از نعیم صدیقی صفحہ 113)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے جب بھی مہمانوں کے ساتھ مل کر کھانا کھاتے تو اس وقت تک دسترخوان سے نہ اٹھتے جب تک جملہ مہمان کھانا کھا کر فارغ نہ ہو جاتے۔ یہ طریقہ آج بھی آستانہ عالیہ شرقپور شریف میں جاری ہے، الحمدللہ رب العالمین۔

کھانے کے بعد کلی کرنا:

کھانا کھانے کے بعد کلی کرنا سنت رسول ﷺ ہے۔

سوید رضی اللہ عنہ راوی کا بیان ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ خیبر جانے کیلئے نکلے تو جب ہم صہبا کے مقام پر پہنچے۔تو حضور ﷺ نے کھانا طلب فرمایا۔آپ ﷺ کی خدمت میں صرف ستو ہی پیش کیے جا سکے۔ہم نے بھی وہ پھانکے اور آپ ﷺ کے

ساتھ کھائے۔ پھر آپ ﷺ نے پانی منگوا کر کلی فرمائی اور ہم نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ کلیاں کیں۔ پھر آپ ﷺ نے مغرب کی نماز پڑھائی اور وضو نہیں کیا۔ (بخاری شریف: جلد سوم: کتاب الاطعمہ: حدیث نمبر 419)۔

چنانچہ حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے کھانا کھانے کے بعد کلی کیا کرتے تھے اور مریدین کو بھی کھانا کھانے کے بعد کلی کرنے کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ آستانہ عالیہ شرقپور شریف میں اس سنت پر آج بھی عمل جاری ہے۔

مٹی کے پیالے میں کھانا:

مٹی کے پیالوں میں کھانا سنت نبوی ﷺ ہے۔

حضور ﷺ کو دستر خوان پر چھوٹی چھوٹی پیالیوں اور طشتریوں میں کھانا ڈال کر رکھنا ناپسند تھا۔ سونے چاندی کے برتنوں کو بالکل حرام قرار دے دیا تھا۔ آپ ﷺ کانچ، مٹی، تانبے اور لکڑی کے برتنوں کو استعمال فرماتے رہے۔ (محسن انسانیت ﷺ از نعیم صدیقی: صفحہ 113)۔

چنانچہ حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے دستر خوان پر مٹی کے بڑے بڑے پیالے یا کنالیاں استعمال فرماتے رہے۔ اس سنت پر آج بھی آستانہ عالیہ شرقپور شریف میں عمل ہو رہا ہے۔ اس طرح یہ سنت زندہ و پائندہ ہے اور رہے گی۔ (انشاء اللہ)۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

ترجمہ: بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اوپر نبی کے، اے ایمان والو!
تم بھی ان پر درود اور باادب ہو کر سلام بھیجو (الاحزاب 56)

لباس کے آداب

پسندیدہ لباس سفید:

حضور ﷺ کے ہر عمل میں سادگی کا پہلو نمایاں تھا۔ آپ ﷺ کا لباس سادہ مگر صاف ستھرا ہوتا تھا۔ کپڑوں میں عموماً آپ ﷺ کو سفید رنگ کا کپڑا زیادہ پسند تھا اور آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے ”سفید رنگ کے کپڑوں کو لازم پکڑو، اسی لباس کو زندہ پہنیں اور اسی لباس میں مردے کو کفنایا جائے“۔ ایک دوسری روایت میں آپ ﷺ نے سفید لباس کو خیر اللباس قرار دیا۔ (اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور، صفحہ 199)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ چونکہ سچے عاشق رسول تھے۔ اس لیے حضور ﷺ کے معمولات کی پابندی کی پوری پوری کوشش کرتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سادگی کو ایمان کا جزو سمجھتے تھے اور اسے ایک اسلامی فریضہ سمجھ کر اختیار کیے ہوئے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سادگی کو جس خوش اسلوبی سے نبھایا وہ قابل تحسین ہے۔ جس کسی نے بھی حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا وہ جانتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نہایت سادہ زندگی بسر کرتے تھے۔ لباس نہایت سادہ مگر صاف ستھرا پہنتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے سفید رنگ کا لباس زیب تن کرتے تھے۔ (تذکرہ حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ شرقپوری: از پروفیسر منور حسین، ص 42-41)۔

ٹوپی پر عمامہ:

ٹوپی پر عمامہ شریف باندھنا سنت رسول ﷺ ہے۔ نبی کریم ﷺ ٹوپی پر عمامہ شریف باندھتے تھے۔ شملہ بعض اوقات کندھے پر اور بعض اوقات دونوں کندھوں کے درمیان ڈال لیتے تھے۔ آپ ﷺ ارشاد فرماتے تھے: "ہم میں اور مشرکین میں یہی فرق ہے کہ ہم ٹوپی پر عمامہ باندھتے ہیں"۔ (سنن ابوداؤد شریف ،حدیث نمبر 4078)۔

عمامہ اور نماز کی فضیلت:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا "عمامہ کے ساتھ دو رکعتیں بغیر عمامہ کی 70 رکعتوں سے افضل ہیں" (فیضان سنت بحوالہ مسند الفردوس)۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا "عمامہ کے ساتھ نماز دس ہزار نیکیوں کے برابر ہے"۔ (فیضان سنت بحوالہ دیلمی)۔

حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ "عمامہ باندھو! تمہارا حلم (بردباری) بڑھے گا"۔ (فیضان سنت بحوالہ حاکم وطبرانی)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ سنت نبوی ﷺ کے اتباع کی فضیلت سے پوری طرح آگاہ تھے۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہر عمل میں سنت نبوی ﷺ کو اپناتے تھے تاکہ سنت پر عمل کا پورا پورا ثواب اور فیضان حاصل کر سکیں، نیز آپ رحمۃ اللہ علیہ سنت نبوی ﷺ کی پیروی میں سفید ٹوپی پر سفید عمامہ شریف باندھا کرتے تھے۔

ٹوپی:

ٹوپی پہننا بھی سنت رسول ﷺ ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ عمامہ کے علاوہ کبھی خالی سفید ٹوپی بھی پہنتے تھے۔ گھر میں پہننے کی ٹوپی سر مبارک سے چپٹی ہوئی ہوتی تھی۔ آپ ﷺ سفر میں اٹھی ہوئی باڈر والی ٹوپی استعمال فرماتے۔ سوزنی نما سلے ہوئے کپڑے کی دبیز والی ٹوپی بھی پہنتے۔ (محسن انسانیت ﷺ: نعیم صدیقی: صفحہ 93)۔

چنانچہ حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے گھر میں خالی سفید ٹوپی بھی پہن لیا کرتے تھے جیسا کہ اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ پانچ کلیوں والی سفید کپڑے کی بنی ہوئی ٹوپی پہنتے تھے۔ آستانہ عالیہ شرقپور شریف کے مریدین سفید کپڑے کی بنی ہوئی پانچ کلیوں والی ٹوپی پہنتے ہیں۔ یہ ٹوپی آستانہ عالیہ شرقپور شریف کی پہچان بن چکی ہے۔

قمیض (کرتا):

قمیض (کرتہ) پہننا حضور نبی کریم ﷺ کی سنت مبارک ہے۔

آپ ﷺ کو لباس میں کسی قسم کا تکلف پسند نہ تھا تاہم آپ ﷺ کا لباس چادر، قمیض اور تہبند ہوتا تھا۔ آپ ﷺ کی کتان سے بنی ہوئی قمیض کی آستینیں کلائی کے جوڑ تک ہوتی تھیں۔ (سیرت خیر الانام ﷺ: اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور، ص 199)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے

ہوئے سفید رنگ کی قمیض پہنا کرتے تھے مگر اس کے کالر نہیں ہوتے تھے جس کی آستینیں کلائی کے جوڑ تک ہوتی تھیں یہی لباس اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا پسندیدہ لباس تھا۔

تہبند:

تہبند باندھنا حضور ﷺ کی سنت مبارک ہے۔

آپ ﷺ تہبند باندھتے تھے جو کہ اگلی جانب سے نیچے اور پچھلی طرف سے کسی قدر اونچا اور ناف سے نصف پنڈلی تک ہوتا تھا۔(سیرت خیر الانام ﷺ: اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور، صفحہ 199)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے سفید رنگ کا تہبند باندھتے تھے۔(تذکرہ حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ شرقپوری: از پروفیسر منور حسین: ص 42)۔

شلوار:

شلوار پہننا بھی سنت رسول ﷺ ہے کیونکہ حضور ﷺ نے کبھی کبھی شلوار بھی پہنی ہے جبکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے شلوار کو خصوصی طور پر پہنا تھا۔(سیرت سید لولاک ﷺ از قدر آفاقی صفحہ نمبر 82)۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رحمت عالم ﷺ نے چار درہم کے بدلے شلوار خریدی۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! حضور ﷺ بھی شلوار پہنتے ہیں؟ فرمایا ''میں اس کو پہنتا ہوں، سفر میں اور حضر میں بھی، رات اور دن میں کیونکہ مجھے ستر پوشی کا حکم دیا گیا ہے۔ شلوار سے زیادہ پردے والا کپڑا اور کوئی نہیں۔(ضیاء النبی ﷺ از کرم شاہ الازہریؒ جلد 5 صفحہ 578)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے کبھی کبھار شلوار بھی پہن لیا کرتے تھے۔ (تذکرہ حضرت ثانی لا ثانی میاں غلام اللہ شرقپوری: از پروفیسر منور حسین: ص 42)۔

عبا اور شیروانی:

عبا اور شیروانی پہننا بھی سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کو لباس میں کسی قسم کا تکلف پسند نہ تھا۔ بعض اوقات آپ ﷺ شامی عبا بھی ملبوس فرماتے تھے۔ جس کی آستینیں تنگ ہوتیں تو آپ ﷺ نیچے سے بازو نکال کر دھویا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ شیروانی قبا بھی استعمال فرمائی جس کی جیب اور آستینوں پر دیبا کی سنجاف تھی۔ (اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور، جلد 19، ص 92-91)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے عمدہ عبا بھی زیب تن کرتے۔ سردیوں کے موسم میں گرم کپڑے کی واسکٹ پہنتے اور کبھی کبھارا چکن بھی زیب تن کرتے اور شیروانی بھی استعمال میں لاتے۔ (تذکرہ حضرت ثانی لا ثانی میاں غلام اللہ شرقپوری: از پروفیسر منور حسین: 43-42)۔

> إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ
> اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا
>
> ترجمہ: بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اوپر نبی کے، اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود اور باادب ہو کر سلام بھیجو (الاحزاب 56)

موزے :

حضور نبی کریم ﷺ کو موزے استعمال کرنے کی عموماً عادت نہ تھی۔ مگر نجاشی نے (غالباً چرمی) موزے بھیجے تو آپ ﷺ نے استعمال فرمائے۔ اسی طرح آپ ﷺ نے ان موزوں کو بھی پہنا جو حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بطور ہدیہ پیش کیے تھے۔ (سیرت خیر الانام ﷺ: اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور، صفحہ 199)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی میں موزے بھی پہنا کرتے تھے۔ خصوصاً سردیوں کے موسم میں۔

لباس پہننے کا سنت طریقہ:

لباس پہننے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ کرتا پہنتے وقت پہلے دایاں ہاتھ بازو میں ڈالے اور پھر بایاں ہاتھ بازو میں ڈالے۔

حضور ﷺ ہر کام دائیں ہاتھ سے کرتے تھے اور کرتا پہنتے وقت بھی دایاں ہاتھ پہلے بازو میں ڈالتے اور پھر بایاں ہاتھ بازو میں ڈالتے اور امتیوں کو بھی اس کی تعلیم دی۔

(محسن انسانیت ﷺ: از نعیم صدیقی: ص 92)۔

چنانچہ حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے ہر کام کا آغاز دائیں ہاتھ سے کرتے تھے اور کرتا پہنتے وقت بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے دایاں ہاتھ پہلے بازو میں ڈالتے اور پھر بایاں ہاتھ بازوں میں ڈالتے۔ مریدین و متوسلین کو بھی اس کی تاکید فرماتے۔

مدینہ منورہ ناپاکی کو دور کر دیتا ہے:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی ہے کہ ایک اعرابی نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور اسلام پر بیعت کی۔ اگلے روز آیا تو اسے بخار چڑھا ہوا تھا، کہا کہ اسے فسخ کر دیجئے۔ آپ ﷺ نے تین مرتبہ انکار کیا اور فرمایا: مدینہ منورہ بھٹی کی طرح ہے جو میل کچیل کو دور کرتی اور خالص حصہ کو رکھ لیتی ہے (بخاری شریف، ابواب العمرہ، حدیث 1756)

نعلین:

پیلے رنگ کا جوتا پہننا سنت نبوی ﷺ ہے۔

حضور ﷺ بالوں والی، بالوں کے بغیر اور پیلے رنگ کی نعلین مبارک پہنتے تھے (الانوار فی شمائل نبی مختار)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے پیلے یا ہلکے سرخ رنگ کا جوتا پہنا کرتے تھے۔

جوتا پہننے کا سنت طریقہ:

جوتا پہننے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ جوتا پہلے دائیں پاؤں اور پھر بائیں پاؤں میں پہنا جائے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب کوئی شخص جوتا پہنے تو پہلے سیدھے پاؤں میں پہنے اور جب جوتا اتارے تو الٹا اتارے۔ یعنی پہننے میں پہلا جوتا دائیں پاؤں کا ہونا چاہیے اور اتارنے میں پہلا جوتا بائیں پاؤں کا۔

(مشکوٰۃ شریف مترجم: جلد دوم حدیث نمبر 4190)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے جوتا پہلے دائیں پاؤں میں اور پھر بائیں پاؤں میں پہنتے تھے۔ جب جوتا اتارتے تھے تو پہلے بائیں پاؤں کا پھر دائیں پاؤں کا۔ مسجد سے نکلتے وقت اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ یہ تھا کہ پہلے بایاں پاؤں نکال کر بائیں جوتے پر رکھ لیتے۔ پھر دایاں پاؤں نکال کر دایاں جوتا پہلے پہنتے اور پھر بائیں پاؤں میں جوتا پہنتے۔ اس طرح حضور ﷺ کے اس ارشاد کی بھی تعمیل ہو جاتی ہے کہ آپ ﷺ نے پہلے دایاں جوتا پہننے کا ارشاد فرمایا ہے۔ اسی سنت پر حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور آستانہ عالیہ شرقپور شریف کے متوسلین کا عمل ہے۔

یوم جمعہ

جمعہ کی اہمیت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ (الجمعہ۔9)

ترجمہ: اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز جمعہ کی اذان دی جائے (تم کو پکارا جائے) تو نماز کی طرف جلدی چلو اور خرید وفروخت کو ترک کر دو اور یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت کریمہ کی تفسیر اس طرح کرتے ہیں کہ اے ایمان والو! اے وہ لوگو! جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کیا اور اس کے واحد و یکتا ہونے کی تصدیق کی۔ جب جمعہ کے دن اذان کے ذریعہ تم کو نماز کیلئے بلایا جائے تو نماز جمعہ کے لیے جلد چلو اور اذان کے بعد خرید وفروخت بند کر دو۔ اگر تم اس بات کو سچ جانتے ہو کہ تجارت کے مقابلے میں جمعہ کی نماز تمہارے لیے بہتر ہے۔

اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ یہودیوں نے مسلمانوں پر تین باتوں سے اظہار تفاخر کیا اولاً وہ کہتے تھے کہ ہم اللہ کے دوست اور اس کے محبوب ہیں تم نہیں۔ ثانیاً ہماری تو کتاب ہے تمہاری کوئی کتاب نہیں ہے۔ ثالثاً ہمارے لیے یوم السبت (ہفتہ کا دن

خاص ہے اور تمہارے لیے کوئی دن خاص نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں یہودیوں کی تکذیب فرمادی اور ان کے دعووں کو رد کر دیا اور اپنے نبی مکرم ﷺ کو حکم دیا:

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْٓا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَآءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (الجمعہ۔6)

اے یہودیو! اگر تمہیں یہ خوش فہمی ہے کہ سب لوگوں میں سے صرف تم لوگ ہی اللہ کے دوست ہو تو تم موت کی تمنا کرو (کہ موت کے بعد تم کو اپنے محبوب یعنی خدا تعالیٰ سے مل کر خوشی ہونی چاہیے)۔

ان کے دوسرے دعویٰ کی تردید اس طرح فرمائی:

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ (الجمعہ۔2)

ترجمہ: اللہ ہی نے ان ان پڑھ لوگوں میں ایک عظیم الشان پیغمبر ان ہی میں سے معبوث فرمایا اور یہودیوں کی (جن کو صاحب کتاب ہونے پر ناز تھا) اس طرح مذمت فرمائی: **مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا** ترجمہ: جن لوگوں پر تورات اتاری گئی ان کی حالت ایسی ہے جیسے گدھا بڑے بڑے دفتر اٹھائے ہوئے۔ (یعنی بے عمل)

اور ان کے تیسرے دعویٰ (یوم سبت پر تفاخر) کی تردید میں فرمادیا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ (الجمعہ۔9) اور اس کے بعد ارشاد فرمایا: **وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا** (الجمعہ۔11)

اگر چہ ان کو کوئی تجارت یا کھیل کی بات نظر آ جاتی ہے تو اس کی طرف بڑھ جاتے ہیں (پھیل جاتے ہیں) صورت واقعہ یہ ہوئی کہ مدینہ کو کوئی قافلہ (تجارت) آ تا تو لوگ تالیاں اور نقارے بجا کر اس کا استقبال کرتے اور لوگ اس قافلہ کو دیکھنے کیلئے مسجد سے نکل کر باہر چلے جاتے۔ جب ایک روز ایک قافلہ آ پہنچا تو بہت سے لوگ مسجد سے نکل گئے۔ صرف بارہ مرد اور ایک خاتون مسجد میں رہ گئیں۔ اس کے بعد ایک قافلہ اور آیا۔ جب بھی یہی صورت ہوئی کہ سب لوگ سوائے بارہ مرد اور ایک خاتون کے مسجد سے باہر آ گئے اس کے بعد دحیہ بن حلیفہ کلبی اسلام لانے سے قبل شام سے کچھ سامان تجارت لے کر مدینہ منورہ آیا۔ اس کے پاس کئی طرح کا سامان تجارت تھا۔ اس کے استقبال کیلئے مدینہ والے تالیاں اور نقارہ بجاتے باہر نکلے۔ اتفاقاً مدینہ میں اس کی آمد جمعہ کے دن ایسے وقت ہوئی جب کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ جمعہ ارشاد فرما رہے تھے۔ لوگ (اسکی آمد کا غوغا سن کر) خطبہ چھوڑ کر اس کی طرف چلے گئے۔ اس وقت حضور ﷺ نے فرمایا: ”دیکھو! مسجد میں کتنے آدمی ہیں“۔ لوگوں نے عرض کیا بارہ مرد اور ایک خاتون۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر یہ بھی نہ ہوتے تو ان سب کی ہلاکت کیلئے پتھروں پر نشان لگا دیئے جاتے۔ آسمان سے پتھر برستے اور جس پتھر پر جس کا نام ہوتا وہی پتھر اس شخص کو ہلاک کرتا یعنی سب کے سب پتھروں سے ہلاک کر دیئے جاتے۔ اس آیت میں نقارہ اور تالیاں بجانے کو لہو سے تعبیر فرمایا ہے۔ ”تجارۃ“ سے وہی تجارتی مال مراد ہے جو دحیہ کلبی لے کر آیا تھا۔ جو لوگ مسجد میں ٹھہرے رہے تھے ان میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔

علاء بن عبدالرحمٰن نے بالاسناد حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”روز جمعہ سے زیادہ بندگی اور عبادت والے دن میں نہ سورج طلوع ہوا اور نہ غروب ہوا (یعنی روز جمعہ عبادت و بندگی کیلئے ہر دن سے افضل و برتر

ہے)۔زمین پر چلنے والا ہر جاندار (سوائے جن وانس) کے روز جمعہ سے ڈرتا ہے (کیونکہ قیامت جمعہ کے دن ہوگی) جمعہ کے دن مسجد کے ہر دروازے پر دو فرشتے آنے والے لوگوں کو ترتیب وار درج کرتے ہیں۔اول نمبر پر ایسا شخص ہوتا ہے جیسے اونٹ قربانی کرنے والا۔ دوسرے نمبر پر گائے کی قربانی کرنے والا اور تیسرے نمبر پر ایسا شخص جس نے بکری کی قربانی کی ہو۔پھر ایسا جیسے کسی نے مرغی اللہ کی راہ میں دی ہو۔پھر ایسا جیسے کسی نے انڈا پیش کیا ہو۔جب امام خطبہ پڑھنے کیلئے کھڑا ہو جاتا ہے تو وہ کاغذ لپیٹ دیا جاتا ہے"۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب سے بہتر دن جس میں آفتاب طلوع اور غروب ہو جمعہ کا ہے کیونکہ اسی دن حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے۔اسی دن جنت میں داخل ہوئے اور اسی دن جنت سے زمین پر اتارے گئے۔اسی دن قیامت قائم ہوگی۔جمعہ کے دن میں ایک ایسی گھڑی آتی ہے کہ اس گھڑی میں بندہ اللہ تعالیٰ سے جو کچھ مانگے گا اللہ تعالیٰ اس کو ضرور عطا کرے گا۔(غنیۃ الطالبین مترجم:حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ ،ص 434-432)۔

نماز جمعہ کی ابتداء:

امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ ابھی مکہ معظمہ ہی میں تھے کہ جمعہ کی اجازت ہوگئی تھی مگر وہاں نماز جمعہ ادا نہ کی جا سکی۔نبی کریم ﷺ نے ہجرت کے بعد سب سے پہلا جمعہ بنو سالم بن عوف کی بستی میں پڑھا۔ایک اور روایت کے مطابق مسجد نبوی شریف کے بعد دوسری مسجد جس میں سب سے پہلے جمعہ پڑھا گیا وہ بحرین کے علاقے میں جوائی نامی شہر میں مسجد عبدالقیس تھی۔

ابن ماجہ کی روایت ہے کہ ایک دن آنحضرت ﷺ نے خطبہ جمعہ میں فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے تم پر آج اس جگہ، اس دن، اس ماہ اور اس سال نماز جمعہ فرض کر دی ہے جو یوم قیامت تک فرض رہے گی۔ لہذا جس کسی نے اس نماز کو سہل انگاری سے چھوڑ دیا یا اس کا انکار کیا تو خدا تعالیٰ اس کی حالت کو کبھی مجتمع نہیں کرے گا اور نہ اس کے کام میں برکت دے گا۔ ایک اور جگہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے بلا عذر تین بار نماز جمعہ ترک کی اللہ تعالیٰ اس کے دل کو آلودہ کر دے گا''۔ (مختصر اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور، ص 249)۔

نماز جمعہ میں فرض رکعت کی تعداد دو ہے جو آنحضرت ﷺ سے امت نے قولاً و عملاً متواتر نقل کی ہیں چنانچہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نماز سفر اور نماز فجر دو دو رکعات ہیں۔ نماز جمعہ میں دو رکعت ہیں جس میں قصر نہیں بلکہ نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک سے یونہی ارشاد ہوا ہے۔ (الخصائص، جلد 3، صفحہ 446)۔

وعظ کیلئے دن مقرر کرنا:

وعظ کے لیے دن مقرر کرنا سنت رسول ﷺ ہے۔

حضور ﷺ ایسے وقت میں وعظ فرمایا کرتے تھے جب لوگ اپنے کام کاج سے فارغ ہو کر اطمینان سے سن سکیں۔

ابو وائل سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر جمعرات کو لوگوں میں وعظ فرمایا کرتے تھے۔ ایک آدمی نے ان سے کہا اے ابو عبد الرحمٰن! میں چاہتا ہوں کہ آپ روزانہ ہمیں وعظ سے مستفید فرمایا کریں۔ فرمایا کہ ایسا کرنے سے مجھے یہ بات روکتی ہے کہ میں تمہارے اکتا جانے کو ناپسند کرتا ہوں۔ میں

نے تم سے وعظ کہنے کے لیے دن مقرر کیا ہوا ہے۔ جیسے نبی کریم ﷺ نے ہمارے لیے مقرر فرمایا ہوا تھا ہمارے اکتا جانے کے ڈر سے۔ (صحیح بخاری شریف مترجم جلد اول، کتاب العلم، حدیث 70)۔

ایک بار حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوچھنے پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ رسول خدا ﷺ گھر میں آتے تو اپنا وقت تین طرح کی مصروفیتوں میں صرف کرتے۔ کچھ وقت خدا کی عبادت میں صرف ہوتا، کچھ وقت اہل عیال کیلئے تھا اور کچھ وقت اپنے آرام کیلئے۔ پھر انہی اوقات میں سے ایک حصہ ملاقاتیوں کیلئے نکالتے جس میں مسجد کی عام مجالس کے علاوہ خصوصی گفتگو کرنے والے احباب یا مہمان آکر ملتے یا کچھ لوگ ضروریات و حاجات لے کر آتے۔ (محسن انسانیت ﷺ: نعیم صدیقی، ص 109)۔

نماز جمعہ سے قبل ایسے لوگوں کے پاس جانا جو دین کا علم رکھتے ہوں اور ان کو معرفت الٰہی حاصل ہو اور ان کی مجالس میں حاضر ہونا نماز (نفل) سے بڑھ کر ہے (یعنی اس کا ثواب بہت زیادہ ہے)۔

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، حدیث میں ہے کہ علم کی مجلس میں حاضر ہونا ہزار رکعت نماز "نفل" سے بہتر ہے۔ (غنیۃ الطالبین: سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی، ص 439-438)۔

ولی اللہ کا ہر عمل سنت نبوی ﷺ کے مطابق ہوتا ہے۔ حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے تربیت یافتہ تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ہر عمل سنت کے عین مطابق تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جمعہ کا دن بھی سنت نبوی ﷺ کے مطابق گزارتے تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نماز فجر کے بعد سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے اپنی

بیٹھک میں بیٹھ جاتے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ سے فیض یاب ہونے کیلئے لوگ دور دراز سے آنا شروع ہو جاتے۔ان لوگوں میں پڑھے لکھے اور عالم و فاضل لوگ بھی ہوتے تھے۔حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ لوگوں کے مسائل سنتے اور ان کا حل بتاتے۔حاجت مندوں کی حاجت روائی فرماتے۔ضرورت مندوں کی ضرورتیں پوری فرماتے، دینی مسائل کا حل بتاتے، نماز روزہ کی تلقین فرماتے، برائی سے بچنے اور نیکی کرنے کی تاکید فرماتے۔(تذکرہ حضرت ثانی لا ثانی میاں غلام اللہ شرقپوری: از پروفیسر منور حسین، ص 72)۔

شریعت پر عمل کرنا:

زیر ناف بال صاف کرنا، ناخن کاٹنا، مونچھیں کٹوانا، بغل کے بال مونڈنا سنت نبوی ﷺ ہے۔

حضور ﷺ جسم کے زائد بال صاف کرنے کا ہمیشہ اہتمام فرماتے رہے اور ان کی صفائی کو آپ ﷺ فطرت سے تعبیر فرماتے تھے۔(سیرت خیر الانام ﷺ: اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور، ص 22)۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ پیدائشی پانچ باتیں ہیں۔ختنہ کروانا، موئے زیر ناف کی صفائی کرنا، مونچھیں کٹوانا، ناخن تراشنا اور بغل کے بال اکھاڑنا۔(صحیح بخاری شریف مترجم جلد سوم، کتاب اللباس، حدیث 835)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کا ان امور پر بھی پورا پورا عمل تھا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ عموماً ہر جمعرات کو ناخن ترشواتے اور حسب ضرورت حجامت بنواتے۔

جمعہ کے دن غسل کرنا:

جمعہ کے دن غسل کرنا سنت رسول ﷺ ہے۔آپ ﷺ صفائی کو پسند فرماتے تھے۔

آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے"صفائی نصف ایمان ہے۔(مسلم شریف،جلد 1 صفحہ 203 حدیث 223)۔

نیز فرمایا" دین کی بنیاد ہی صفائی پر ہے۔(قاضی عیاض: الشفا،ص 30)۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی نماز جمعہ کیلئے آئے تو غسل کر لینا چاہیئے۔(صحیح بخاری شریف مترجم جلد اول: کتاب الجمعہ،حدیث 830)۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جمعہ کے روز غسل کرنا ہر بالغ پر واجب ہے۔(صحیح بخاری شریف مترجم جلد اول، کتاب الجمعہ،حدیث 832)۔

جب حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ لوگوں سے فارغ ہوتے تو سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے نماز جمعہ کیلئے غسل فرماتے مناسب اور اولیٰ یہی ہے کہ غسل سے فراغت کے فوراً بعد مسجد کو روانہ ہو جائے۔

جمعہ کے دن صاف ستھرے کپڑے پہننا:

جمعہ کے روز نئے یا دھلے ہوئے کپڑے پہننا سنت نبوی ﷺ ہے۔حضور ﷺ نئے کپڑے خدا کی حمد اور شکر کے ساتھ عموماً جمعہ کے دن پہنتے،کپڑوں میں سب سے بڑھ کر

سفید رنگ مرغوب تھا۔ فرمایا: ''حق یہ ہے کہ تمہارے لیے مسجدوں میں بھی اللہ کے سامنے جانے کا بہترین لباس سفید ہے''۔ فرمایا: ''سفید کپڑے پہنا کرو اور سفید ہی کپڑے سے اپنے مردوں کو کفن دو کیونکہ یہ زیادہ پاکیزہ اور پسندیدہ ہیں۔ (محسن انسانیت ﷺ: نعیم صدیقی: ص 94-93)۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: ''تم لوگوں میں سے اگر کوئی جمعہ کی نماز کیلئے علاوہ کاروباری یا محنت مزدوری کے لباس کے دو اور کپڑے بنا لے تو کوئی حرج نہیں ہے''۔ (مشکوٰۃ شریف مترجم جلد اول، حدیث 1296)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے مہمانوں سے فارغ ہو کر اذان جمعہ کے بعد سفید رنگ کا صاف ستھرا، سادہ لباس پہنتے تھے۔ عمدہ عبا زیب تن کرتے، سفید ٹوپی کے اوپر سفید رنگ کا عمامہ پہنتے تھے۔ (تذکرہ حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ شرقپوری، از پروفیسر منور حسین: ص 73)۔

جمعہ کے روز خوشبو لگانا:

جمعہ کے روز خوشبو لگانا سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔ اچھی اور عمدہ خوشبو ہمیشہ حضور ﷺ کے استعمال میں رہی۔ عموماً سکہ خوشبو جو کہ بہت سی خوشبوؤں سے بنی ہوئی تھی۔ آپ ﷺ کو پسند تھی، اگر کوئی خوشبو کا تحفہ دیتا تو اسے قبول فرما لیتے۔ آپ ﷺ کو خوشبوؤں میں مشک اور عود کی خوشبوئیں زیادہ محبوب تھیں۔ (سیرت خیر الانام ﷺ: اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور، صفحہ 229-228)۔

عمرو بن سلیم انصاری نے فرمایا کہ میں حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر گواہی

دیتا ہوں اور انہوں نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ پر گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ نے فرمایا "جمعہ کے روز خوشبو لگانا واجب ہے جب کہ میسر ہو۔ (بخاری شریف، جلد اول کتاب الجمعہ حدیث 833)۔

چونکہ خوشبو لگانا حضور ﷺ کی سنت ہے اس لیے حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے جمعہ کے روز خوشبو لگاتے تھے۔

نماز جمعہ سے پہلے چار رکعت:

نماز جمعہ سے پہلے چار رکعت ادا کرنا حضور ﷺ کی سنت ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ جمعہ سے پہلے چار رکعت پڑھتے تھے اور درمیان میں سلام نہ پھیرتے۔ (سنن ابن ماجہ شریف)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے چار رکعت نماز سنت جمعہ سے پہلے ادا فرماتے۔

نماز کی صف بندی:

نماز کیلئے صف بندی کرنا سنت رسول ﷺ ہے۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول مقبول ﷺ ہماری صفوں کو برابر کیا کرتے تھے۔ ایک دن آپ ﷺ نے (صفوں کی درستی کیلئے) دیکھا تو ایک شخص کا سینہ اور لوگوں سے آگے نکلا ہوا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: "اپنی صفوں کو درست کر لیا کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے چہروں پر فرق پیدا کر دے گا"۔ نیز رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا ہے: ''نماز کو درست اور مکمل ہونے میں صفوں کی درستی بھی داخل ہے''۔ روایت یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ صفوں کی درستی کیلئے ایک شخص کو مقرر کرتے تھے اور جب تک آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ خبر نہ ہو جاتی کہ صفیں برابر ہو گئی ہیں اس وقت تک ''اللہ اکبر'' نہ کہتے تھے۔ روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اس بات کی حفاظت ونگہداشت کرتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب کا نام لے کر فرمایا کرتے تھے ''تم آگے بڑھو اور تم پیچھے کو ہٹو''۔ (ترمذی شریف)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے نماز کیلئے صف بندی کرواتے تھے۔ راقم الحروف (ڈاکٹر نذیر احمد شرقپوری) کو بھی حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے کئی بار نماز جمعہ ادا کرنے کی سعادت نصیب ہوئی ہے اور اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وعظ شروع ہونے سے پہلے بابا جلال دین اور بابا بھاگ دین نمازیوں کی صف بندی کرواتے تھے۔

صف بندی کی ترتیب:

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں (یعنی نماز کیلئے جماعت کھڑے ہونے تک) ہمیں برابر کرنے کیلئے ہمارے مونڈھوں پر ہاتھ پھیرتے تھے اور فرماتے تھے ''برابر برابر ہو جاؤ اور مختلف (یعنی آگے پیچھے) نہ ہو کہ خدانہ کرے اس کی سزا میں تمہارے قلوب باہم، مختلف ہو جائیں۔ فرماتے تھے: ''تم میں سے جو دانشمند اور سمجھدار ہیں وہ میرے قریب ہوں۔ ان کے بعد وہ لوگ ہوں جن کا نمبر اس صفت میں ان کے قریب ہے کھڑے ہوں اور ان کے بعد وہ لوگ جن کا درجہ ان کے قریب ہو''۔ (معارف الحدیث صفحہ 207 بحوالہ مسلم شریف)۔

حضرت ابو مالک الاشعری سے روایت ہے کہ انہوں نے لوگوں سے کہا کہ میں تم سے رسول اللہ ﷺ کی نماز کا حال بیان کروں؟ پھر بیان کیا کہ آپ ﷺ نے پہلے مردوں کو صف بستہ کیا۔اس کے پیچھے بچوں کی صف بنائی پھر آپ ﷺ نے ان کو نماز پڑھائی ۔اس کے بعد فرمایا کہ یہی طریقہ ہے میری امت کی نماز کا۔(ایضاً صفحہ 210 بحوالہ ابوداؤد)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ سنت کے مطابق پوری داڑھی والے نمازیوں کو پہلی صف میں، یا جہاں تک ان کی صف بن سکتی تھی کھڑا کیا کرتے تھے اور اس کے بعد چھوٹی داڑھی والے نمازیوں کو باقیماندہ صف میں یا صفوں میں کھڑا کیا جاتا اور اس کے بعد داڑھی منڈے اور اس کے بعد بچوں کو ترتیب سے کھڑا کیا جاتا۔الحمدللہ آستانہ عالیہ شرقپور شریف میں آج بھی یہ سنت طریقہ رائج ہے۔

عصا پر خطبہ دینا:

عصا ہاتھ میں پکڑ کر خطبہ دینا سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔حضور ﷺ عصا پر ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے۔

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ جب میدان جنگ میں خطبہ دیتے تو کمان پر دیتے۔(سنن ابن ماجہ)۔

حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے نماز جمعہ کا خطبہ ہاتھ میں عصا لے کر دیتے تھے۔

کھڑے ہو کر خطبہ دینا:

کھڑے ہو کر خطبہ دینا سنت رسول ﷺ ہے۔ حضور ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ دیا کرتے تھے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: نبی کریم ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ دیا کرتے۔ پھر بیٹھتے، پھر کھڑے ہو جاتے جیسے تم اب کرتے ہو۔ (بخاری شریف، جلد اول، کتاب الجمعہ، حدیث 871)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے خطبہ کھڑے ہو کر دیا کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا عمر بھر یہ معمول رہا۔

(تذکرہ حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ شرقپوری" پروفیسر منور حسین، صفحہ 73)۔

جمعہ کے روز دو آدمیوں کے درمیان نہ گھسنا:

جمعہ کے روز پچھلی صفوں کو پھلانگ کر اگلی صفوں میں بیٹھنا سنت نبوی ﷺ کے خلاف ہے بلکہ سنت یہ ہے کہ جہاں جگہ ملے وہیں بیٹھ جائے۔

حضرت سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو جمعہ کے روز غسل کرے اور جتنی ہو سکے پاکی حاصل کرے۔ پھر تیل یا خوشبو لگائے۔ پھر روانہ ہو اور دو آدمیوں کے درمیان نہ گھسے۔ پس نماز پڑھے جو اس کیلئے لکھی گئی ہے۔ پھر جب امام نکل آئے تو خاموش رہے۔ تو اس کے اس جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں"۔ (بخاری شریف جلد اول، کتاب الجمعہ، حدیث 861)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی ارشادِ نبوی ﷺ پر پورا پورا عمل کرتے اور کرواتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے خطبہ کے دوران کسی کو دو آدمیوں کے درمیان گھس کر بیٹھنے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ (تذکرہ حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ شرقپوری از پروفیسر منور حسین، صفحہ 73)۔

خطبہ کے دوران دوزانو بیٹھنا:

خطبہ کے دوران دوزانو بیٹھنا فرمانِ نبوی ﷺ کے مطابق ہے۔ بہارِ شریعت میں ہے کہ خطبہ سننے کی حالت میں دوزانو بیٹھے جیسے نماز میں بیٹھتے ہیں۔

چنانچہ حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنتِ نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے تمام لوگوں کو دوزانو ہو کر بیٹھنے کی تلقین فرماتے اور اگر کسی کو کسی دوسری طرح بیٹھے دیکھتے تو یاددہانی کے ذریعے دوزانو بیٹھنے کی فضیلت سے آگاہ فرماتے۔

خطبہ کے دوران خاموش رہنا:

خطبہ کے دوران خاموش رہنا ارشادِ نبوی ﷺ کے عین مطابق ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جب تم جمعہ کے روز اپنے ساتھی سے کہو کہ خاموش رہو اور امام خطبہ دے رہا ہو تو تم نے لغو حرکت کی"۔ (صحیح بخاری شریف مترجم، جلد اول: کتاب الجمعہ، حدیث 885)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی فرمانِ رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے لوگوں کو دورانِ خطبہ خاموش رہنے کی تلقین فرماتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ خطبہ یا وعظ کے دوران نمازِ سنت وغیرہ پڑھنے کی اجازت بھی نہ دیتے تھے بلکہ اکثر کہا کرتے تھے کہ

سنتیں وعظ شروع ہونے سے پہلے پڑھا کر دیا پھر وعظ ختم ہونے کے بعد۔ آداب محفل اور سنت نبوی ﷺ میں کسی قسم کی کوئی رعایت نہیں ہوتی۔ (تذکرہ حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ شرقپوری ؒ: پروفیسر منور حسین، ص74)۔

امامت کرنا:

امامت کرنا سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔

آپ ﷺ نے اپنی پوری زندگی امامت فرمائی یہاں تک کہ مرض الوفات میں بھی جب تک طاقت رہی نمازوں کی بدستور امامت فرماتے رہے۔ پھر صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے آپ ﷺ کے حکم سے آپ ﷺ کی ظاہری حیات مبارکہ میں سترہ نمازوں کی امامت فرمائی۔

حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے آخری ایام میں حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو طلب فرمایا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مخاطب کر کے فرمایا: گھبرانا نہیں، مہمانوں کی خدمت میں کوتاہی نہ کرنا، جمعہ کی نماز خود پڑھانا، باقی نمازیں اور مسجد کا اہتمام میاں ابراہیم (رحمۃ اللہ علیہ) اور حاجی عبد الرحمٰن (رحمۃ اللہ علیہ) کے سپرد کر دینا۔ جمعہ کی نماز کے علاوہ وقتاً فوقتاً اور نمازیں بھی پڑھانا اور جو آئے اسے اللہ اللہ بتا دیا کرنا۔ انشاء اللہ العزیز تمہیں کسی بات کی کمی نہیں رہے گی۔ (چشمۂ فیض شیر ربانی: محمد یسین قصوری نقشبندی: ص284-285)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت کی پیروی کرتے ہوئے نماز جمعہ کی امامت خود فرماتے اور انہوں نے اس فضیلت کو قائم رکھا جو اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے شروع کی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جمعہ کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سمجھتے تھے اور اس رحمت سے فیض یاب ہونے کے لیے وہ صبح ہی سے نماز جمعہ کی تیاری شروع کر دیتے۔ (تذکرہ حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ شرقپوری ؒ از پروفیسر منور حسین، ص72)۔

نماز کے بعد دعا مانگنا:

دعا مانگنا سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔

حضور ﷺ دعا کو عبادت کا مغز قرار دیتے تھے۔ آپ ﷺ فرماتے تھے جو خدا سے نہیں مانگتا خدا اس پر غضبناک ہوتا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین فرماتے ہیں کہ خود رسول اللہ ﷺ کو دعا کا بڑا اہتمام رہتا۔ آپ ﷺ ہاتھ اٹھا کر یوں عاجزی سے دعا مانگتے جس طرح کوئی مسکین کھانا طلب کرتا ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان تھا کہ ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو پھیلا کر دعا مانگنی چاہیے، نہ کہ ہاتھ الٹے کر کے۔ (سیرت خیر الانام ﷺ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور، ص 214)۔

حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت معاویہ بن ابوسفیان کیلئے خط میں لکھا کہ رسول اللہ ﷺ سلام پھیرتے ہی ہر نماز کے بعد کہتے: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اس کی بادشاہی ہے اور اسی کیلئے سب تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے اللہ جو تو عطا فرمائے اسے کوئی روک نہیں سکتا اور جو تو روکے اسے کوئی دے نہیں سکتا۔ کوئی شان والا اپنی مرضی سے نفع نہیں پہنچا سکتا کیونکہ شان کا عطا کرنے والا تو ہے۔ (بخاری شریف، جلد سوم، حدیث 1256)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ دعا ایک لازمی امر ہے۔ بندے کا اللہ پاک سے دعا کرنا اپنے خالق کا شکر ادا کرنا ہے، جس نے اسے طرح طرح کی نعمتوں سے نوازا ہے اور جو بندہ شکر گزار نہیں اس کو بندگی کا طریقہ اور سلیقہ بھی نہیں ہوتا۔ دعا ہر کام کے آغاز و انجام کیلئے ضروری ہے لیکن ہم اس کی

جانب بالکل توجہ نہیں دیتے یہاں تک کہ نماز پڑھنے کے بعد بھی دعا نہیں مانگتے اور مسجد سے جلد بھاگنے کی کوشش کرتے ہیں۔ انفرادی دعا اور اجتماعی دعا میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ مسجد میں ہمیشہ اجتماعی دعا میں شرکت کرنی چاہیے، یہ بہت ضروری ہے۔ اکثر لوگ دعا کی اہمیت سے واقف نہیں ہوتے اس لیے وہ نماز کے فوراً بعد بھاگنے کی کوشش کرتے ہیں اور ایک بہت بڑے ثواب سے محروم رہتے ہیں۔ (تذکرہ حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ صاحب شرقپوری، پروفیسر منور حسین، ص 73)۔

نماز ظہر اور نماز جمعہ دونوں ادا کرنا:

ابوالعالیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا عبد اللہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جمعہ کے دن ہم امیروں کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں تو وہ نماز جمعہ کو دیر سے پڑھتے ہیں۔ کہا ابوالعالیہ نے کہ عبد اللہ بن صامت نے میری ران کو ایک تھپکی دی جس نے مجھے تکلیف دی اور کہا عبد اللہ بن صامت نے کہ میں نے ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا تو ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میری ران کو بھی تھپکی دے کر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: نماز اپنے وقت پر (ظہر کی) پڑھ لو اور اس کے ساتھ ہی (جمعہ) پڑھ لو۔ جمعہ نفلی ہو جائے گی۔ ابوالعالیہ نے کہا اور عبد اللہ نے مجھے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ران کو بھی اپنا ہاتھ مار کر تھپکی دی۔

مولانا محمد عمر اچھروی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث مصطفیٰ ﷺ سے ثابت ہوا کہ جمعہ اگر بشرائط خود صحیح نہ ہو تو جمعہ کو باجماعت پڑھا جائے تو وہ نفلی ہوگا اور نماز ظہر علیحدہ پڑھی جائے تو وہ فریضہ ادا ہو جائے گی۔ تو جمعہ کے دن جمعہ کی نماز اور ظہر کی نماز دونوں ایک وقت میں پڑھنا حدیث مصطفیٰ ﷺ سے ثابت ہو گئیں۔ (مقیاس الصلوٰۃ: حضرت مولانا محمد عمر اچھروی، باب الجمعہ، ص 260-261)۔

اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ نماز جمعہ کے متعلق اتنے مسائل میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔ جمعہ کو جمعہ کر کے پڑھو اور ظہر کو ظہر کر کے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ وقت معینہ پر جمعہ کی امامت فرماتے اور بعد میں نماز ظہر پوری کی پوری پڑھتے۔(حدیث دلبراں حاجی فضل احمد مونگہ شرقپوری:307)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے تربیت یافتہ تھے لہذا آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی طرح سنت کی پیروی کرتے ہوئے جمعہ کے بعد نماز ظہر پوری کی پوری پڑھتے۔ مریدین ومتوسلین بھی نماز جمعہ کے بعد نماز ظہر پوری کی پوری ادا کرتے۔

عام دعا مانگنا:

ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت روائی کیلئے دعا کرنا، اپنے گناہوں کی معافی طلب کرنا، گناہوں سے بچنے کی دعا کرنا، جنت طلب کرنا اور اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرنا سنت رسول اللہ ﷺ ہے نیز دوسروں کیلئے دعائے خیر کرنا بھی سنت رسول ﷺ ہے۔

حضور ﷺ ہاتھ اٹھا کر یوں عاجزی سے دعا مانگتے جس طرح کوئی مسکین کچھ طلب کرتا ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان تھا کہ ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو پھیلا کر دعا مانگنی چاہیے نہ کہ ہاتھ الٹے کر کے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ، طاہرہ، زاہدہ، عابدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مطابق آپ ﷺ جامع دعائیں مانگتے تھے اور آپ ﷺ دوسروں کو بھی یہی تلقین فرماتے تھے۔ آپ ﷺ کا یہ بھی ارشاد مبارک ہے کہ جو مسلمان اپنے بھائی کیلئے اس کے پس پشت دعا مانگتا ہے تو ایک فرشتہ مقرر ہوتا ہے جو اس کی دعا پر آمین کہتا ہے نیز یہ دعا مانگتا ہے کہ یہ

نعمت دعا کرنے والے کو بھی حاصل ہو۔آپ ﷺ صبح و شام کے ہر معمول کو دعا سے شروع فرماتے اور دعا ہی پر ختم فرماتے ۔(سیرت خیر الانام ﷺ: اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور، ص 214)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے کثرت سے دعا مانگا کرتے تھے اور دوسروں کو بھی بار بار دعا مانگنے کی تلقین کرتے تھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ انسان کو خلوص نیت سے اپنے رب کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ اس کا لباس پاک و صاف ہونا چاہیے اور باوضو ہونا بھی ضروری ہے۔دعا نہایت خشوع و خضوع سے مانگے۔دل میں خدا کا خوف اور دعا کی مقبولیت پر پورا پورا یقین رکھے ورنہ دعا قبولیت کا درجہ کھو بیٹھے گی۔اللہ تعالیٰ غفور و رحیم ہے اس لیے جب اس کا بندہ اس کے حضور دست دعا بلند کرتا ہے تو خداوند کریم اس بات سے حیاء کرتا ہے کہ ان ہاتھوں کو خالی پھیر دے۔قبولیت میں دیر ہو سکتی ہے لیکن یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ دعا رائیگاں گئی ہے۔تاخیر میں بھی کوئی نہ کوئی مصلحت ہوتی ہے جو خود دعا کرنے والے کے حق میں بہتر ہوتی ہے۔

ایک دفعہ ایک دیہاتی حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی تکالیف کی لمبی داستان سنا کر دعا کیلئے عرض کی۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حاضرین مجلس سے کہا کہ سب ہاتھ اٹھاؤ اور اس حاجت مند کیلئے دعا کرو۔سب نے ہاتھ اٹھائے تو حاجت مند کے اپنے ہاتھ کچھ اس انداز سے اٹھے ہوئے تھے جس سے حاجت مندی کی بو نہیں آتی تھی۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دعا توڑ کر اسے ہدایت کی کہ دعا مانگنے کے آداب ملحوظ خاطر رکھے۔ایک ضرورت مند کو اس طرح ہاتھ پھیلانے چاہئیں جیسے کہ وہ واقعی خلوص دل سے کچھ مانگ رہا ہے۔یوں محسوس نہ ہو کہ دعا مانگنے کی رسم پوری کر رہا ہے۔(تذکرہ حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ شرقپوریؒ: از پروفیسر منور حسین: ص 87-88)۔

ملاقات اور مصافحہ کرنا:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ”میں نے آپ ﷺ کی دس سال تک خدمت کی۔ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ آپ ﷺ (امتیازاً) اپنے ہم مجلس سے دور ہو کر بیٹھے ہوں یا کسی مصافحہ کرنے والے سے آپ ﷺ نے پہلے ہاتھ کھینچا ہو تا آنکہ وہ خود ہی ہاتھ نہ کھینچ لیتا“۔ (سیرت خیر الانام ﷺ: اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور، ص 225)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ جمعہ اور ظہر کی نماز سے فارغ ہو کر سنت کے مطابق نمازیوں سے ملاقات کا سلسلہ شروع کرتے۔ جو لوگ جلدی جانا چاہتے آپ رحمۃ اللہ علیہ ان سے مصافحہ کر کے ان کو جانے کی اجازت دے دیتے اور جو لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھنا چاہتے وہ بیٹھے رہتے۔ پھر باری باری ان سے ملاقات فرماتے۔ ان کے مسائل سنتے اور ان کا حل بتاتے۔ جو لوگ دعائے خیر کیلئے کہتے ان کیلئے سنت کے مطابق دعائے خیر فرماتے اور ہر ایک کے ساتھ مصافحہ کر کے ان کو رخصت فرماتے۔ الحمد للہ یہ سنت طریقہ آج بھی آستانہ عالیہ شرقپور شریف میں جاری ہے۔

خصوصی مجالس:

خصوصی مجالس کرنا بھی حضور ﷺ کی سنت ہے۔ حضور ﷺ مساجد میں مجالس فرمایا کرتے تھے۔

نعیم صدیقی صاحب اپنی کتاب محسن انسانیت ﷺ کے صفحہ 109 پر آپ ﷺ

کی مصروفیات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ مسجد میں عام مجالس لگاتے تھے۔ اگر کچھ لوگ عام مجالس میں اپنی حاجات بیان نہ کر پاتے تو وہ حضور ﷺ کے گھر میں تشریف لے جاتے اور آپ ﷺ سے اپنی ضروریات و حاجات بیان کرتے اور حضور ﷺ ان کی ضروریات و حاجات پوری فرماتے اور اگر انہوں نے کوئی دینی مسئلہ پوچھنا ہوتا تو آپ ﷺ وہ دینی مسئلہ بھی فرماتے۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے مسجد میں اور مسجد کے ملحقہ حجرے میں خصوصی مجلس کرتے جن میں ایسے احباب ملاقات کرتے جو مسجد کی عام مجلس میں گفتگو نہ کر پاتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ان کی گفتگو سنتے اور ان کی گفتگو کا جواب دیتے۔ ان کو دین پر چلنے کی تلقین فرماتے۔ معاشرتی و سماجی برائیوں سے بچنے کی تلقین فرماتے۔ حاجت مندوں کیلئے دعائے خیر بھی فرماتے۔

نماز کی اہمیت

نماز اسلام کا بنیادی رکن ہے جو کہ ایمان لانے کے ساتھ ہی نافذ ہو جاتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کا نماز کے بارے میں ارشاد ہے کہ ”سب سے پہلے قیامت کے دن بندے سے نماز کا حساب لیا جائے گا۔ (بہار شریعت جلد سوم، صفحہ 7)۔

بقول شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ

روز محشر کہ جاں گداز بود
اولین پرسش نماز بود

انسان اشرف المخلوقات ہے اس لیے اس کی عبادت اور نماز بھی سب مخلوق کی عبادتوں پر فوقیت رکھنے والی ہونی چاہئے۔ کائنات میں جمادات، حیوانات، نباتات، چرند اور پرند بھی اپنی اپنی حیثیت کے مطابق عبادات کرتے ہیں۔ جمادات بے حرکت ادب سے نماز کے پہلے رکن قیام کی حالت میں دائمی کھڑے ہیں۔ حیوانات نماز کے دوسرے رکن رکوع کی حالت میں رہتے ہیں۔ چاند، سورج اور ستارے اپنی گردش کو سدا جاری رکھنے پر مامور ہیں۔ پانی، ریت، سایہ وغیرہ ہر مخلوق کا ایک طرز عبادت ہے جو نماز میں سمو دیا گیا ہے۔ غرض مسلمان کی نماز، کائنات کی نمازوں کا متوازن خلاصہ اور مجموعہ ہے۔ (سیرت خیر الانام ﷺ، جامعہ پنجاب، لاہور، ص 208)۔

نماز کی اہمیت بیان کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر چیز کی ایک نشانی ہوتی ہے اور ایمان کی نشانی نماز ہے (احمد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"وہ عہد جو ہمارے اور منافقوں کے درمیان ہے وہ نماز ہے جس نے اس کو چھوڑ دیا اس نے کفر کیا (احمد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ)۔

نماز پنجگانہ:

حضور نبی کریم ﷺ کو تمام زندگی نماز کے اہتمام کا بڑا خیال رہا۔ آپ ﷺ کے نزدیک سب سے عمدہ عمل نماز کا اول وقت پر ادا کرنا ہے۔ آپ ﷺ کی زندگی مبارک میں ایک نماز کے سوا (اور وہ بھی سفر کے دوران میں تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو نیند آجانے کی وجہ سے) کوئی نماز قضا نہ ہوئی۔ فرض نمازیں مسجد میں با جماعت اور نفل

نمازیں گھر میں تنہا پڑھنا آپ ﷺ کو پسند تھا۔(سیرت خیرالانام ﷺ: اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور، ص208)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ باجماعت نماز کی اہمیت سے پوری طرح آگاہ تھے۔اس لیے حضور ﷺ کی سنت کی پیروی کرتے ہوئے خود بھی نماز پنجگانہ باقاعدگی سے ادا فرماتے تھے۔اپنے مریدین کو بھی اس کی پابندی کی تلقین فرماتے نیز آپ رحمۃ اللہ علیہ نماز باجماعت ادا کرنے کو اعظم الوظائف قرار دیتے تھے،فرمایا کرتے تھے کہ نماز باجماعت ادا کرنا ہزاروں وظائف سے بہتر ہے۔(چشمہ فیض شیر ربانی": محمد یسین قصوری نقشبندی: ص 293-294)۔

نماز فجر:

نماز فجر تاخیر سے پڑھنا سنت رسول اللہ ﷺ ہے مگر ماہ رمضان میں جلدی پڑھنا سنت ہے۔

حضور ﷺ فجر کی نماز اتنی روشنی میں ادا فرماتے تھے کہ پاس بیٹھنے والا دوسرے کو پہچان سکتا تھا لیکن رمضان کے مہینہ میں آپ ﷺ فجر کی نماز منہ اندھیرے پڑھتے تھے (سیرت خیرالانام ﷺ: اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور، ص208)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق نماز فجر تاخیر سے ادا فرماتے تھے لیکن رمضان شریف میں نماز فجر کی جماعت جلدی ادا فرماتے تھے۔

نمازظہر:

ظہر کی نماز گرمیوں میں ذرا دیر سے اور سردیوں میں ذرا جلدی پڑھنا سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ ظہر کی نماز ذرا دیر سے یعنی سایہ کے پانچ قدموں سے سات قدموں کے درمیان اور سردیوں میں ذرا جلدی سایہ کے تین قدموں سے پانچ قدم کے درمیان پڑھا کرتے تھے۔ (سیرت خیرالانام ﷺ: اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور، ص 209)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کے مطابق ظہر کی نماز گرمیوں میں ٹھنڈی کر کے یعنی ذرا تاخیر سے اور سردیوں میں ذرا جلدی ادا فرماتے تھے۔

نمازعصر:

حضور نبی کریم ﷺ عصر کی نماز اس وقت ادا فرماتے تھے جب کہ سورج کی روشنی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ، سیدہ، طاہرہ، زاہدہ، عابدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے میں موجود ہوتی اور ایک شخص مدینہ منورہ کے انتہائی علاقے سے ہو کر سورج کے زرد ہونے سے قبل واپس پہنچ جاتا تھا۔ (ایضاً)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے سنت کے مطابق عصر کی نماز ادا فرماتے تھے۔

نمازمغرب:

مغرب کی نماز جلدی ادا کرنا سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کا مغرب کی نماز جلدی پڑھنے کا معمول تھا، یہاں تک کہ نماز کے بعد تیر گرنے کی جگہ دکھائی دے سکتی تھی۔ (ایضاً)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے مغرب کی نماز جلدی ادا فرماتے تھے۔

نمازعشاء:

حضور نبی کریم ﷺ عشاء کی نماز کبھی تاخیر سے اور کبھی جلدی ادا فرماتے تھے۔ (ایضاً)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے عشاء کی نماز مناسب تاخیر سے ادا فرماتے۔

نفلی نمازیں

نماز پنجگانہ کے علاوہ اور بھی کئی قسم کی نمازیں ہیں جن میں سے بعض فرض ہیں، بعض واجب، بعض سنت اور بعض مستحب ہیں۔ مثلاً نماز جمعہ، نماز جنازہ، نماز وتر، نماز عید الفطر، نماز عید الاضحیٰ، نماز سنت، نماز منت، نماز تسبیح، نماز حاجت، نماز اوابین، نماز غوثیہ (صلوٰۃ الاسرار)، نماز توبہ، نماز تراویح، نماز سورج گرہن، نماز چاند گرہن، نماز استخارہ، نماز استسقاء وغیرہ۔ (احکام القرآن: از محمد جلال الدین قادری: ص 441)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے فرض نمازوں کے علاوہ نفلی نمازوں کو بھی ان کے مستحب و مسنون اوقات میں ادا فرماتے تھے۔

نماز تہجد:

نماز تہجد کی ادائیگی کے لیے حضور ﷺ کو خصوصی حکم دیا گیا تھا۔

وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا (بنی اسرائیل آیت۔79)

احادیث مبارکہ میں بھی نماز تہجد کی بہت اہمیت اور فضیلت بیان کی گئی ہے۔

حضور ﷺ کا ارشاد ہے جو شخص رات میں بیدار ہو اور اپنے اہل کو جگائے پھر دو دو رکعت (نماز تہجد) پڑھے تو کثرت سے یاد کرنے والوں میں لکھا جائیگا۔ (نسائی، ابن ماجہ، حاکم)۔

اس نماز کو آپ ﷺ نے تمام زندگی پابندی وقت کے ساتھ ادا فرمایا اور سوائے ایک دو راتوں کے جبکہ آپ ﷺ کی طبیعت ناساز تھی۔ آپ ﷺ نے اس نماز کو ترک نہیں کیا۔ (البخاری: 284-285)۔

حضرت میاں غلام اللہ صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے اکثر نماز تہجد ادا فرماتے تھے اور اپنے لواحقین اور متوسلین سے بھی یہی توقع رکھتے تھے۔ (تذکرہ حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ صاحب شرقپوری: پروفیسر منور حسین)۔

نماز اشراق:

نماز اشراق ادا کرنا نبی کریم ﷺ کی سنت ہے۔ حضور ﷺ نماز فجر ادا کرنے کے بعد اپنی جائے نماز (مصلّٰی) پر خاموشی کے ساتھ بیٹھے رہتے یہاں تک کہ سورج نکل آتا تو حضور ﷺ دو رکعت نماز اشراق ادا فرماتے۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز فجر ادا کر کے اپنی جگہ سے نہیں اٹھتے تھے "یہاں تک کہ نماز اشراق کا وقت ہو جاتا" (سورج نکل آتا)۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: جو شخص صبح کی نماز پڑھ کر اپنی جگہ پر اس وقت تک بیٹھا رہے کہ اس کے لیے اشراق کا وقت ہو جائے تو اسکی نماز کی فجر ایسی ہو جائے گی۔ جیسے کسی کا مقبول حج اور عمرہ۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز فجر پڑھ کر طلوع آفتاب تک اپنی جگہ پر بیٹھے رہتے تھے جب ان سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا کہ میں سنت کی پیروی میں ایسا کرتا ہوں۔ (غنیۃ الطالبین مترجم، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ: ص 491-490)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت رسول ﷺ کے مطابق نماز اشراق ادا فرماتے تھے۔

نماز چاشت:

نماز چاشت ادا کرنا نبی کریم ﷺ کی سنت ہے۔

حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: "رسول اللہ ﷺ کسی عمل کو عمداً ترک کرتے تھے (حالانکہ اس کا کرنا آپ ﷺ کو محبوب ہوتا) تو محض اس ڈر سے کہ اگر لوگ اس کام کو کریں گے تو ان پر فرض کر دیا جائے گا

اور رسول اللہ ﷺ نے نماز چاشت پابندی سے نہیں پڑھی لیکن میں اسے پڑھتی ہوں"۔ (غنیۃ الطالبین از شیخ عبدالقادر جیلانیؒ: 490-491)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے نماز چاشت بکثرت ادا فرماتے تھے۔

نماز اوابین:

نماز اوابین ادا کرنا بھی رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جو پڑھے بعد نماز مغرب کے چھ رکعات اور بری بات نہ کرے ان کے بیچ میں، برابر ہوگا اس کا ثواب بارہ برس کی عبادت کے"۔ (فقہا نے اس نماز کو اوابین کا نام دیا ہے) (ترمذی شریف مترجم، جلد اول، باب الصلوٰۃ صفحہ 193)۔

قبلہ حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی میں نماز اوابین کے چھ نفل ادا فرماتے تھے۔

قیلولہ:

دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد کچھ دیر کیلئے لیٹ کر آرام کرنا قیلولہ کہلاتا ہے۔ یہ بھی رسول اللہ ﷺ کی سنت مبارک ہے۔

حضرت ثمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے لیے حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا چمڑے کا گدا بچھایا کرتی

تھیں۔آپ ﷺ اسی گدے پر قیلولہ فرمایا کرتے تھے۔ان کا بیان ہے کہ جب نبی کریم ﷺ سو جاتے تو میں (ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا) آپ ﷺ کا مقدس پسینہ اور موئے مبارک جمع کر لیتی اور انہیں ایک شیشی میں ڈال کر خوشبو میں ملا دیا کرتی۔حضرت ثمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ جب حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے وصیت فرمائی کہ وہ خوشبو ان کے کفن کو لگائی جائے۔ان کا بیان ہے کہ وہی خوشبو ان کے کفن کو لگائی گئی۔(بخاری شریف جلد سوم کتاب الاستئذان، حدیث نمبر 1211)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کے اتباع میں عموماً دوپہر کو قیلولہ فرماتے تا کہ سنت نبوی ﷺ پر عمل بھی ہو جائے اور جسمانی طور پر صحت بھی حاصل رہے۔

سر ڈھانپ کر نماز ادا کرنا:

رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عام معمول عمامہ پہننے کا تھا۔گو بعض روایتیں ایسی موجود ہیں کہ آپ ﷺ نے صرف ایک کپڑے میں نماز ادا فرمائی ہے لیکن آپ ﷺ کے عام معمول کو دیکھ کر یہی کہا جا سکتا ہے کہ آپ ﷺ کا یہ عمل کسی عذر کی بنا پر ہوگا۔بلا عذر کھلے سر نماز پڑھنا مکروہ ہوگا۔(جدید فقہی مسائل: مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، ص 57-58، بحوالہ درمختار، ص 87 مطبوعہ بنگلی)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے سر ڈھانپ کر نماز ادا فرماتے تھے بلکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سنت کے مطابق

عام حالات میں بھی سر ڈھانپ کر رکھتے تھے اور اپنے مریدین کو بھی سر ڈھانپ کر نماز پڑھنے اور ہر وقت سر پر ٹوپی یا پگڑی پہننے کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ الحمدللہ آج بھی آستانہ عالیہ شرقپور شریف میں اس سنت پر سختی سے عمل کیا جا رہا ہے۔

درود شریف بھیجنا:

نبی کریم ﷺ پر درود شریف بھیجنے کا نہ صرف مومنین کو حکم دیا گیا بلکہ خود اللہ تعالیٰ اور فرشتے بھی نبی کریم ﷺ پر درود بھیجتے ہیں۔ اس طرح نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنا خود اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کی بھی سنت ہے۔

قرآن مجید فرقان حمید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

ترجمہ: بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اوپر نبی کے، اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود اور باآدب ہو کر سلام بھیجو (الاحزاب 56)۔

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ مجھے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملے تو انہوں نے فرمایا کہ میں تمہیں ایک تحفہ نہ دے دوں کہ نبی کریم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم عرض گزار ہوئے۔ یارسول اللہ! آپ ﷺ کی خدمت میں سلام عرض کرنا تو ہمیں معلوم ہے لیکن ہم آپ ﷺ پر درود کیسے بھیجا کریں۔ فرمایا کہ یوں کہا کرو۔ اے اللہ! درود بھیج حضرت محمد مصطفیٰ پر اور آل محمد پر جیسے تو نے درود بھیجا حضرت ابراہیم علیہ السلام پر، بیشک تو تعریف کیا گیا بزرگی والا ہے۔ اے اللہ! برکت

دے حضرت محمد مصطفیٰ کو اور آل محمد کو جیسے تو نے برکت دی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو۔ بیشک تو تعریف کیا گیا ہے اور بزرگی والا ہے۔ (بخاری شریف مترجم: جلد سوم کتاب الدعوات: حدیث 1282)۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جوشخص درود بھیجے مجھ پر ایک بار رحمت بھیجتا ہے اللہ اس پر دس بار۔

روایت ہے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ "دعا لٹکتی رہتی ہے آسمان اور زمین کے بیچ میں اور اوپر نہیں چڑھتی جب تک درود نہ بھیجے تو اپنے نبی کریم ﷺ پر"۔ (بخاری شریف مترجم: جلد اول، ابواب الوتر حدیث نمبر 209)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی ارشاد باری تعالیٰ اور ارشاد نبوی ﷺ کی تعمیل کرتے ہوئے آقائے نامدار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر درود وسلام بھیجا کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نماز فجر کے بعد اور نماز عشاء سے قبل درود شریف پڑھنے کا اہتمام فرماتے۔ نماز فجر کی جماعت کے بعد صف پر سفید چادر بچھا دی جاتی اور شمارے (کھجور کی گٹھلیوں پر مشتمل) چادر پر پھیلائے جاتے۔ لوگ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں شماروں پر درود شریف پڑھتے۔ شمارے پڑھے جانے پر دعا ہوتی۔ اسی معمول کو عشاء کی نماز کے وقت دہرایا جاتا اور نماز عشاء کی اذان کے بعد جماعت کھڑی ہونے سے پہلے چادر پھیلا دی جاتی۔ درود شریف پڑھا جاتا اور جماعت سے تھوڑی دیر پہلے دعا ہوتی اور عشاء کی نماز باجماعت ادا کی جاتی۔ (تذکرہ حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ شرقپوریؒ از پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی: ص 94)۔

حضور ﷺ نے فرمایا

نماز چہرے کی زینت ہے	آسمانوں کی کنجی ہے	بدن کی راحت ہے
میزان کے لیے بھاری ہے	دل کی روشنی ہے	رب کی رضا ہے
قبر کی مونس ہے	جنت کی قیمت ہے	زحمت دور کرنے والی ہے

جہنم کا پردہ ہے

عائلی زندگی

شادی:

شادی کرنا محض معاشرتی رسم نہیں ہے بلکہ ہمارے نبی کریم ﷺ کی پیاری سنت مبارکہ ہے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو عورت کے حقوق ادا کرنے کی طاقت رکھتا ہے وہ ضرور نکاح کرے کیونکہ یہ نگاہ کو جھکاتا ہے اور شرمگاہ کی حفاظت کرتا ہے۔ (صحیح بخاری شریف مترجم اردو: جلد سوم: کتاب النکاح: باب 31)۔

سیرت نگاروں کی متفقہ رائے ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے حرم میں بارہ خواتین آئیں۔

ازواج مطہرات کے نام حسب ذیل ہیں۔

1۔ ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

2۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

3۔ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

4۔ ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

5۔ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

6۔ ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

7۔ ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا

8۔ ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

9۔ ام المومنین حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

10۔ ام المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

11۔ ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

12۔ ام المومنین حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

علامہ محمد منشاء تابش قصوری سیالوی صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سن بلوغت کو پہنچے ہی تھے تو اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شادی سنت نبوی ﷺ کے مطابق کر دی۔ اس طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ نے شادی کی سنت بھی ادا فرمائی۔ (ماہنامہ نور اسلام" ثانی لاثانی نمبر" اکتوبر نومبر 1999ء)۔

اولاد:

بچوں کی پیدائش اور ان کی پرورش بھی حضور نبی کریم ﷺ کی سنت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل عمیم سے آنحضور ﷺ کو سات اولادیں عطا فرمائیں جن کے نام حسب ذیل ہیں:

1۔ حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

2۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا

3۔ حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

4۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

5۔ حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا

6۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

7۔ حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضور ﷺ کی تمام اولادیں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن مبارک سے پیدا ہوئیں ماسوائے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ ام المومنین حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن مبارک سے پیدا ہوئے۔ (سیرت خیر الانام ﷺ: اردو دائرہ معارف اسلامیہ: جامعہ پنجاب، لاہور، ص 708-707)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل عمیم سے پانچ صاحبزادیاں اور تین صاحبزادے عطا فرمائے۔ صاحبزادگان کے نام حسب ذیل ہیں:

1۔ حضرت صاحبزادہ سعید احمد مرحوم و مغفور (آپ بچپن میں ہی وصال فرما گئے تھے)

2۔ شمس المشائخ حضرت صاحبزادہ میاں غلام احمد رحمۃ اللہ علیہ

3۔ فخر المشائخ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ

(احوال مقدسہ عاشق یزدانی شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری: از علامہ قاضی ظہور احمد اختر: 202)۔

اولاد سے محبت:

اولاد سے محبت کرنا نہ صرف فطری تقاضا ہے بلکہ یہ سنت رسول اللہ ﷺ بھی ہے۔ یوں تو آپ ﷺ کے دل میں بنی نوع انسان کے لیے محبت و شفقت کے والہانہ جذبات پائے جاتے ہیں مگر چونکہ فطری طور پر انسان اپنے اہل وعیال اور قبیلہ کی نسبت سے پہچانا جاتا ہے، اسی بنا پر آپ ﷺ نے اپنی اولاد سے محبت اور شفقت کا ایک اعلیٰ نمونہ قائم کیا۔ آپ ﷺ اپنے بچوں کو گود میں اٹھا لیتے۔ بعض اوقات کندھے پر بٹھا لیتے، سواری پر ہوتے تو اپنے آگے پیچھے انہیں سوار کر لیتے، ان کی پیشانی چومتے اور انہیں خیر و برکت کی دعا دیتے۔ (سیرت خیر الانام ﷺ: اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور، ص 261)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنی اولاد سے نہ صرف انسانی رشتے کی بنا پر پیار کرتے تھے بلکہ وہ ایک عالم دین اور ولی کامل ہونے کی نسبت سے بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے پیار کرتے تھے۔ ان سے نہایت شفقت و محبت سے پیش آتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اندر عشق مصطفیٰ ﷺ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ اس لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ہر عمل عین سنت کے مطابق ہوتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے بچوں سے بہت پیار کرتے تھے اور ان کی جائز ضروریات کا خیال رکھتے تھے۔

بچوں کی تعلیم و تربیت:

بچوں کی اچھی تعلیم و تربیت کرنا سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔ آپ ﷺ ان والدین کی تعریف فرماتے جو اپنی اولاد بالخصوص بچوں کے لیے تکلیف جھیلتے اور انہیں آسائش بہم پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔

آپ ﷺ کو بچوں کی تعلیم و تربیت کا ہمیشہ خیال رہتا تھا۔آپ ﷺ نے ان والدین کو جو بالخصوص تین (یا دو) بچیوں کو تعلیم و تربیت کا اچھی طرح حق ادا کر کے ان کا مناسب گھرانوں میں نکاح کر دیتے ہیں، انہیں جنت میں داخلے کی بشارت دی ہے۔آپ ﷺ کے نزدیک والد کا اپنے بچوں کو ادب سکھانا ایک صاع صدقہ کرنے سے افضل ہے۔(سیرت خیر الانام ﷺ

اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور، 273-272)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے پانچ صاحبزادیوں اور تین صاحبزادوں سے نوازا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے تمام بچوں کی اچھی تعلیم و تربیت کی۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اچھی تعلیم و تربیت کا یہ نتیجہ نکلا کہ دو صاحبزادگان شمس المشائخ حضرت صاحبزادہ میاں غلام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور فخر المشائخ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ ولی کامل بنے۔ہزاروں لوگ ان دونوں صاحبزادگان کے دست حق پرست پر بیعت کر کے فیوض و برکات حاصل کر رہے ہیں۔

حضرت میاں غلام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی دینی تعلیم کی ابتداء قرآن مجید سے کی گئی۔ مختصر وقت میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن پاک پڑھ لیا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اسلامیہ پرائمری سکول شرقپور شریف میں داخل کرادیا گیا۔پرائمری تک تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے گورنمنٹ ہائی سکول شرقپور شریف میں داخلہ لیا اور میٹرک کا امتحان بھی اعلیٰ نمبروں میں پاس کرلیا۔اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کو طبیہ کالج لاہور میں داخل کروا دیا گیا۔وہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے طب کا امتحان اعلیٰ نمبروں میں پاس کیا۔

اس کے علاوہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن مجید، حدیث، فقہ، تاریخ اور دیگر علوم

کا مطالعہ فرمایا۔خطبہ جمعۃ المبارک کے موقع پر آپ رحمۃ اللہ علیہ قرآن مجید و حدیث کے اسرار و رموز اور فقہی مسائل بہترین انداز میں بیان فرماتے۔(چشمۂ فیض شیر ربانی، محمد یٰسین قصوری نقشبندی: ص 312-313)۔

اسی طرح حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی دینی تعلیم کی ابتداء بھی قرآن پاک سے کی گئی۔آپ نے سات سال کی عمر میں مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ سے قرآن مجید پڑھ لیا۔پھر آپ نے علوم اسلامیہ کی ابتداء کی چنانچہ آپ کے والد گرامی حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے سعدی شیرازی کی مشہور زمانہ کتب گلستاں اور بوستاں وغیرہ پڑھائیں۔علوم اسلامیہ کے بعد آپ نے مذہبی کتب فارسی، عربی اور اردو کا مطالعہ جاری رکھا۔آپ نے پرائمری کا امتحان 1944ء میں اسلامیہ پرائمری سکول شرقپور شریف سے پاس کیا اور میٹرک کا امتحان امتیازی نمبروں کے ساتھ گورنمنٹ ہائی سکول شرقپور شریف سے پاس کیا۔پھر آپ نے طبیہ کالج لاہور سے طب میں بھی مہارت حاصل کی۔(چشمۂ فیض شیر ربانی، محمد یٰسین قصوری نقشبندی 375-377)۔

بچوں کے عقیقے:

عقیقہ کرنا سنت نبوی ﷺ ہے۔سنت ابراہیمی کے مطابق عربوں، بالخصوص قریش مکہ میں عقیقہ کا رواج تھا۔چنانچہ جناب عبدالمطلب نے ساتویں دن اپنے لاڈلے پوتے کا عقیقہ کیا۔اس موقع پر جانور ذبح کر کے قریش کو کھانے کی دعوت دی گئی۔کھانے کے بعد قریش نے پوچھا اے عبدالمطلب! آپ نے اپنے جس بیٹے کیلئے ضیافت کی ہے اس کا نام کیا رکھا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ میں ان کا نام ''محمد'' رکھا ہے۔(سیرت خیر الانام ﷺ: اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور، ص 69)۔

حضرت میاں غلام اللہ صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے اپنے صاحبزادگان حضرت میاں غلام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت میاں جمیل احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے سنت کے مطابق پیدائش کے بعد ساتویں روز عقیقے کیے۔ (چشمہ فیض شیر ربانی، محمد یسین قصوری نقشبندی، ص 335-312)۔

براتیوں کو کھانا کھلانا:

بچیوں کی شادی کے موقع پر براتیوں کو کھانا کھلانا انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے۔

نبی کریم ﷺ اور ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جب نکاح ہوا تو مجلس نکاح کے اختتام پر جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اٹھنے لگے تو نجاشی نے کہا کہ بیٹھ جائیے۔ سب لوگ کھانا کھا کر جائیں گے اور یہ بھی کہا کہ نکاح کے موقع پر کھانا کھلانا انبیاء علیہم السلام کی سنت رہی ہے۔ (معارف الحدیث کتاب المناقب والفضائل، حصہ ششم، ص 334)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی صاحبزادیوں کی شادی کے موقع پر رسم نکاح ادا کرتے وقت سنت نبوی ﷺ کے مطابق براتیوں کو کھانا کھلایا۔

ولیمہ:

ولیمہ کرنا نبی پاک صاحب لولاک ﷺ کی سنت ہے۔ حضور ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ ولیمہ کرنا چاہئے اگر چہ ایک بکری ہی ذبح کی جائے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے کسی زوجہ مطہرہ کا ایسا ولیمہ نہیں کیا جیسا حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا (حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا

بنت جحش) کا کیا تھا۔ یہ ولیمہ آپ ﷺ نے ایک بکری ذبح کر کے کیا تھا۔ (بخاری شریف: جلد سوم: کتاب النکاح: حدیث نمبر 154)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے دونوں صاحبزادگان کی شادیوں کے موقع پر سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے دعوات ولیمہ کیں۔

رشتہ داروں سے اچھا سلوک:

عزیزوں، رشتہ داروں کی شادی اور غمی میں شرکت کرنا سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت اسد بن ہاشم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آپ ﷺ نے ہمیشہ اپنی حقیقی ماں کی طرح سمجھا۔ چنانچہ حضرت فاطمہ بنت اسد بن ہاشم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جب مدینہ منورہ میں انتقال ہوا تو نبی کریم ﷺ نے نہ صرف ان کی نماز جنازہ پڑھائی بلکہ آپ ﷺ نے اپنی قمیض مبارک اتار کر انہیں پہنائی۔ ان کی قبر میں کچھ دیر کے لیے لیٹے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے آج جو بات کی ہے ہم نے اس سے قبل کبھی ایسا کرتے نہیں دیکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ابو طالب کے انتقال کے بعد مجھ پر ان سے زیادہ کوئی شفیق اور مہربان نہ تھا۔ میں نے انہیں اس لیے اپنی قیمض پہنائی ہے تا کہ وہ جنت کے زیور پہنیں اور میں ان کی قبر میں کچھ دیر کیلئے اس لیے لیٹا ہوں تا کہ ان پر آسانی ہو۔

آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی آغوش میں پالا۔ جوان ہونے پر اپنی سب سے زیادہ لاڈلی اور چہیتی بیٹی حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بیاہ دیا۔ ان کی اولاد کو اتنا پیار اور اتنی شفقت دی کہ اولاد سے محبت و شفقت کی ایک نئی تاریخ رقم

ہوئی۔اس طرح ان کی ہمشیرہ حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے آپ ﷺ حقیقی بہنوں جیسا سلوک فرماتے تھے عموماً دوپہر کو ان کے گھر یا ان کی والدہ کے گھر میں آپ ﷺ استراحت (قیلولہ) فرماتے تھے۔ایک مرتبہ حضرت جعفر بن ابی طالب آپ ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے اٹھ کر ان کو گلے لگایا اور ان کی پیشانی کو چوما غرضیکہ آپ ﷺ تمام رشتہ داروں سے بہت محبت وشفقت سے پیش آتے جس کی دنیا میں نظیر نہیں ملتی۔(سیرت خیر الانام ﷺ: شعبہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور، ص 264-263)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی میں اپنے عزیزوں، رشتہ داروں کی شادی اور غمی میں شریک ہوتے تھے۔ بیماروں کی مزاج پرسی کرتے اور ان کے حق میں دعائے خیر فرماتے۔ جنازوں میں شرکت فرماتے، مرحومین کو ایصال ثواب فرماتے۔ان کے لواحقین کے ساتھ اظہار ہمدردی فرماتے، ان کی دلجوئی فرماتے، عزیز واقارب سے ملتے اور ان کی خوشی وغمی میں شرکت فرماتے۔(تذکرہ حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ شرقپوری": پروفیسر منور حسین: ص 37)۔

مسجد اور اس کے آداب

مسجد بنانا:

مسجد بنانا سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔

جب نبی کریم ﷺ مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے تو مدینہ منورہ کے قریب قباء کے مقام پر کچھ دنوں کے لیے قیام فرمایا اور وہاں سب سے پہلی مسجد قباء تعمیر کی جس کا قبلہ بھی آنحضرت ﷺ نے متعین فرمایا۔

پھر مدینہ منورہ پہنچ کر آنحضرت ﷺ نے پہلا کام یہ کیا کہ خالی میدان کو جو دو یتیم بچوں کی ملکیت تھا قیمتاً حاصل کیا۔ وہاں مسجد نبوی اور اپنے کنبے کے لیے چند حجروں کی تعمیر انجام دی۔ (سیرت خیر الانام ﷺ: اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور: ص 127)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے حضرت شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے جو مساجد تعمیر فرمائی تھیں ان میں سے کچھ مساجد کو پختہ کروایا اور انہیں آباد کرنے کی بھی کامیاب کوشش فرمائی نیز آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اور بھی بہت سی مساجد تعمیر فرمائیں اور جدو جہد کر کے انہیں آباد کروایا (چشمہ فیض شیر ربانیؒ: محمد یٰسین قصوری نقشبندی: ص 286)۔

مسجد میں داخل ہونے کا طریقہ:

مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے دایاں پاؤں مسجد میں رکھنا اور باہر نکلتے وقت پہلے بایاں پاؤں باہر رکھنا سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔

حضرت سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہر آفاق تصنیف غنیۃ الطالبین میں تحریر فرماتے ہیں۔ مقدس مقامات، مسجدوں میں داخل ہوتے وقت پہلے دایاں پاؤں داخل کرنا چاہیے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دایاں پاؤں پہلے مسجد میں رکھتے اور نکلتے وقت پہلے بایاں پاؤں باہر رکھتے۔ (بخاری شریف جلد اول کتاب الصلوٰۃ باب 288 حدیث 453)۔

چنانچہ حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ مسجد کے آداب سے پوری طرح آگاہ تھے۔ مسجد میں داخل ہوتے وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے پہلے دایاں پاؤں مسجد میں رکھتے اور دایاں پاؤں ہی پہلے جوتے سے باہر نکالتے اور اپنے مریدن ومتوسلین کو بھی اس سنت پر عمل کرنے کی تلقین فرماتے۔ مسجد میں داخل ہونے کا یہ سنت طریقہ آج بھی آستانہ عالیہ شرقپور شریف میں روبہ عمل نظر آتا ہے۔

مسجد سے باہر آنے کا طریقہ:

مسجد سے باہر آنے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ پہلے بایاں پاؤں باہر رکھا جائے اور پھر دایاں پاؤں مسجد سے باہر رکھا جائے لیکن جوتے میں پہلے دایاں پاؤں ہی ڈالنا چاہئے۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ مسجد سے نکلتے وقت بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے پہلے بایاں پاؤں باہر نکالتے اور بائیں جوتے کے اوپر رکھتے۔ پھر دایاں پاؤں مسجد سے باہر نکالتے اور جوتے میں ڈال لیتے۔ پھر بایاں پاؤں جوتے میں ڈال لیتے۔ اپنے ملنے والوں کو بھی مسجد کے آداب ملحوظ خاطر رکھنے کی تلقین فرماتے اور یہ سنت طریقہ آج بھی آستانہ عالیہ شرقپور شریف میں جاری وساری ہے۔ (تذکرہ حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ شرقپوریؒ: از پروفیسر منور حسین: ص 84)۔

مسجد کی صفائی:

مسجد کی صفائی کرنا یا کروانا سنت نبوی ﷺ ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سیاہ فام مرد یا عورت

مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی۔ وہ فوت ہوگئی۔ نبی کریم ﷺ نے اس کے متعلق پوچھا۔ لوگ عرض گزار ہوئے کہ وہ فوت ہوگئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے مجھے کیوں نہیں بتایا۔ لہٰذا مجھے اس مرد یا عورت کی قبر بتاؤ۔ آپ ﷺ اس کی قبر پر تشریف لے گئے اور اس پر نماز پڑھی۔ (بخاری شریف جلد اول: کتاب الصلوٰۃ، حدیث 441)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی بڑی منظم طبیعت تھی۔ اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی تندہی سے اپنی ذمہ داریوں کو نبھایا۔ حاجی عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کا مستقل قیام مسجد مبارک میں تھا۔ ان کے لیے ایک حجرہ مخصوص تھا۔ مسجد کی دیکھ بھال اور صفائی کا انتظام ان کے سپرد تھا۔ جب حاجی عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کو فالج کا عارضہ لاحق ہوا تو حضرت ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے حاجی کی دیکھ بھال کی اور مسجد کا انتظام اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ پھر حاجی عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کی دیکھ بھال کیلئے ایک آدمی بھی مقرر کر دیا۔ (احوال مقدسہ عاشق یزدانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری: از قاضی ظہور احمد اختر، ص 196)۔

مسجد میں آواز بلند کرنے سے اجتناب کرنا:

مسجد میں بلند آواز سے بولنا آداب مسجد کے خلاف ہے۔ سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں مسجد میں کھڑا تھا کہ کسی نے مجھے کنکری ماری۔ میں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو وہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ فرمایا کہ جاؤ اور ان دونوں آدمیوں کو میرے پاس لے آؤ۔ میں دونوں کو لے آیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم کن لوگوں میں سے ہو یا کہاں رہتے ہو؟ دونوں عرض گزار ہوئے اہل طائف سے۔ فرمایا

کہ اگر تم اس شہر میں رہنے والے نہ ہوتے میں تم دونوں کو سزا دیتا کیونکہ تم رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں آواز بلند کرتے ہو۔ (بخاری شریف، جلد اول کتاب الصلوۃ حدیث نمبر 453)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ باعمل عالم دین تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اٹھتے بیٹھتے، کھاتے پیتے، سوتے جاگتے، چلتے پھرتے ہر وقت سنت نبوی ﷺ کو اپناتے اور مریدین کو بھی ایسا کرنے کی تلقین فرماتے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نہ خود مسجد میں اونچی آواز سے بات کرتے اور نہ کسی دوسرے کو مسجد میں اونچی آواز سے بات کرنے کی اجازت دیتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ مسجد میں اونچا بولنا آداب مسجد کے خلاف ہے۔

الحمد للہ! آستانہ عالیہ شرقپور شریف میں آج بھی مسجد میں خاموش رہنے کی سنت پر عمل ہو رہا ہے۔ لوگ بڑے متوجہ ہو کر خاموشی کے ساتھ خطبہ جمعہ سنتے ہیں۔ روحانی محافل میں خاموشی کے ساتھ خفی ذکر کیا جاتا ہے جو کہ نقشبندی سلسلے کا طریقہ ہے۔

نمازی کے آگے سے گزرنے کا گناہ:

نمازی کے سامنے سے گزرنا ارشاد نبوی ﷺ کے خلاف ہے۔ اس کا بڑا سخت گناہ ہے۔

بسر بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت زید بن خالد نے انہیں حضرت ابو جہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس یہ پوچھنے کیلئے بھیجا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے نمازی کے آگے سے گزرنے والے کے متعلق کیا سنا ہے؟ حضرت ابو جہیم نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والا جانے کہ اس پر کتنا گناہ ہے تو وہ آگے سے گزرنے کی نسبت چالیس سال کھڑے رہنے کو بہتر شمار کرے۔ ابو النضر نے کہا مجھے نہیں

معلوم کہ انہوں نے (بسر) نے چالیس دن کہا یا مہینے یا سال۔(صحیح بخاری شریف مترجم: جلد اول: کتاب الصلوٰۃ: حدیث 483)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے نمازی کے آگے سے نہیں گزرتے تھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نہ صرف خود اس حدیث مبارکہ پر عمل فرماتے تھے بلکہ اپنے ملنے والوں کو بھی اس پر سختی سے عمل کرنے کی تلقین فرماتے تھے۔

بیت الخلاء کا استعمال:

بیت الخلاء میں جانے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ بیت الخلاء میں جاتے وقت پہلے بایاں پاؤں داخل کرنا اور پھر دایاں پاؤں۔رفع حاجت سے فارغ ہو کر بیت الخلاء سے نکلتے وقت پہلے دایاں پاؤں باہر رکھے اور پھر بایاں پاؤں۔(محسن آسانیت ﷺ: نعیم صدیقی: ص 115)۔

چنانچہ حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے بیت الخلاء میں رفع حاجت کیلئے جاتے ہوئے پہلے بایاں پاؤں بیت الخلاء میں داخل کرتے اور پھر دایاں پاؤں داخل کرتے۔رفع حاجت سے فارغ ہونے کے بعد بیت الخلاء سے باہر پہلے دایاں پاؤں رکھتے اور پھر بایاں پاؤں۔اپنے متوسلین کو بھی حتی الوسع اس سنت پر عمل کا ارشاد فرماتے تھے۔

ارشادات حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

1۔ طمع کرنا مفلسی، بے غرض ہونا امیری اور بدلہ نہ چاہنا صبر ہے۔
2۔ نیکی کے بدلے نیکی حق ادائیگی ہے اور بدی کے بدلے نیکی احسان ہے۔
3۔ کم بولنا حکمت ہے، کم کھانا صحت، کم سونا عبادت ہے۔
4۔ بڑھاپے سے پہلے جوانی اور موت سے پہلے بڑھاپے کو غنیمت جانو۔
5۔ ظالموں کو معاف کرنا مظلوموں پر ظلم ہے۔

نماز تراویح:

حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بتایا کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ آدھی رات کے وقت باہر تشریف لے گئے اور مسجد میں نماز پڑھنے لگے۔ کتنے ہی لوگوں نے آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی۔ صبح کے وقت لوگوں نے اس کا چرچا کیا تو دوسرے روز اور زیادہ لوگوں نے آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ صبح ہوئی تو لوگوں نے چرچا کیا۔ پس مسجد میں حاضرین کی تعداد تیسری رات اور بھی بڑھ گئی۔ رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے اور آپ ﷺ نے نماز پڑھی تو لوگوں نے آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی۔ جب چوتھی رات آئی تو نمازی اتنے تھے جو مسجد میں سما نہ رہے تھے لیکن آپ ﷺ جان بوجھ کر تشریف نہ لائے۔ آپ ﷺ صبح کی نماز کیلئے تشریف لائے یہاں تک کہ جب نماز فجر پڑھ چکے تو لوگوں کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا، رات کو تمہاری موجودگی مجھ پر پوشیدہ نہیں تھی لیکن میں جان بوجھ کر نہ آیا کہ مبادا یہ نماز تم پر فرض ہو جائے اور تمہارے عاجز آ جانے سے ڈرا۔ پس رسول اللہ ﷺ کے وصال تک معاملہ اسی طرح رہا (صحیح بخاری شریف مترجم جلد اول، کتاب الصیام، حدیث 1876)۔

وضاحت: حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مشورے سے یہ نماز شروع کروائی۔ اس نماز کا نام نماز تراویح رکھا۔ اسے مسجد میں پڑھنا، نماز تراویح باجماعت ادا کرنا، اس کی بیس رکعتیں پڑھنا، یہ تمام باتیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اجماع سے قرار پائی تھیں۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سنت کی پیروی کرتے ہوئے بیس رکعت نماز تراویح باجماعت ادا فرماتے تھے۔

مراقبہ:

مراقبہ کرنا سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔

عمر مبارک کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ آنحضرت ﷺ کے مزاج مبارک میں ایک تبدیلی یہ آئی کہ آپ ﷺ خلوت کی تلاش میں رہتے۔ اس جستجو میں آپ ﷺ غار حرا میں پہنچے۔ اس میں کامل تنہائی اور یکسوئی میسر ہونے کی وجہ سے آپ ﷺ کو یہ جگہ بہت پسند آئی۔ غار حرا میں آپ ﷺ نے کم و بیش چھ ماہ تک مراقبہ کیا۔ (سیرت خیر الانام ﷺ: اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور، ص 94-93)۔

پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے مراقبے کی خصوصی مجالس مغرب سے عشاء کے درمیان منعقد فرماتے۔ بعض دفعہ گرمی کے موسم میں نماز مغرب کے بعد مسجد کی چھت پر آپ رحمۃ اللہ علیہ مراقبہ فرماتے اور لوگ اس میں بڑی عقیدت و احترام سے شامل ہوتے۔ مراقبے کا یہ سلسلہ بیٹھک میں بھی جاری رہتا۔ (تذکرہ حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ شرقپوری: از پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی: ص 93,103)۔

عرس شیر ربانی کا انعقاد:

بزرگوں کے نزدیک عرس منانا ایک مستحسن عمل ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''ماثبت من السنۃ'' میں فرماتے ہیں کہ مغرب کے بعض متاخرین مشائخ نے فرمایا کہ جس دن اولیاء کرام بارگاہ رب

العزت اور مقامات مقدس میں پہنچتے ہیں۔اس دن باقی دنوں کی نسبت زیادہ خیر و برکت اور نورانیت کی امید کی جاتی ہے۔یہ ان امور میں سے ہے جنہیں علمائے متاخرین نے مستحسن قرار دیا ہے۔(اشعۃ اللمعات اردو: جلد 5، فصل اول صفحہ 71)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات سے عوام الناس کو روشناس کرانے کے لیے اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کا سالانہ عرس مبارک منایا کرتے تھے۔مریدین اور دوسرے لوگ اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک پر اکٹھے ہو کر اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات سے روشناس ہوتے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ سے روحانی فیوض و برکات حاصل کرتے تھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مبارک آج بھی ہر سال مقررہ تاریخ کو منایا جاتا ہے یہ ایک پر کیف منظر ہوتا ہے۔(تذکرہ حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ شرقپوری: از ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی: ص 109)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے عظیم روحانی پیشوا حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ سے بے پناہ عقیدت تھی۔چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے سالانہ عرص مبارک کی تقریبات میں بڑے اہتمام سے شمولیت فرماتے تھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ بزرگان دین کے مزارات پر حاضر ہوتے اور فیوض و برکات حاصل کرتے۔(ماہنامہ نور اسلام: ثانی لاثانی نمبر، اکتوبر نومبر 1999، ص 100)۔

زیارت قبور:

قبور کی زیارت کرنا نبی ﷺ کی سنت مبارک ہے۔

اگر حضور نبی کریم ﷺ کے ملنے جلنے والا فوت ہو جاتا تو اس کے جنازے میں شریک ہوتے اور اگر ایسا ممکن ہوتا تو اس کی قبر پر کھڑے ہو کر دعائے مغفرت کرتے۔ آپ ﷺ نے اپنے دوستوں کی وفات یا ان کی شہادت کے بعد بھی ہمیشہ یاد رکھا۔ چنانچہ آپ ﷺ گاہے بگاہے قبرستان جاتے اور ان کے حق میں دعائے خیر فرماتے۔ ایک غریب عورت مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی۔ ایک رات وہ فوت ہو گئی۔ لوگوں نے آپ ﷺ کے آرام کے پیش نظر آپ ﷺ کو اطلاع دیئے بغیر اسے دفن کر دیا۔ آپ ﷺ کو معلوم ہوا تو خفا ہوئے اور اس کی قبر پر کھڑے ہو کر اس کے لیے دعا فرمائی۔ (سیرت خیر الانام ﷺ: اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور: ص 266-267)۔

جنت البقیع مدینہ پاک کا مشہور قبرستان ہے جہاں ہزاروں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اہل بیت مدفون ہیں۔ حضرت محمد ﷺ ہر جمعہ کو صبح کی نماز کے بعد وہاں تشریف لے جایا کرتے تھے اور ان کے لیے دعائے مغفرت فرمایا کرتے تھے۔ ایک روایت ہے کہ یہاں سے ستر ہزار آدمی اٹھیں گے جن کے چہرے چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہے ہوں گے اور وہ بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ (انوار حرمین مطبوعہ وزارت مذہبی امور اسلام آباد: ص 181)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ شریعت اسلامی سے پوری طرح

آگاہ تھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ اچھی طرح جانتے تھے کہ مزارات پر حاضری دینا یا قبور کی زیارت کرنا سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ مزارات پر حاضری عین سنت کے مطابق دیتے۔آپ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے تشریف لے جاتے اور ایک طرف بیٹھ کر فاتحہ خوانی کرنے کے بعد چپکے سے واپس تشریف لے آتے۔(تذکرہ حضرت ثانی لا ثانی میاں غلام اللہ شرقپوری: از پروفیسر منور حسین: ص 19)۔

سجدہ تعظیمی حرام ہے:

ایک مرتبہ بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آپ ﷺ سے تعظیمی سجدے کی اجازت مانگی جو شام وعراق کے سرداروں میں رائج تھا۔تو آپ ﷺ نے سختی سے فرمایا کہ اگر سجدہ مباح ہوتا تو میں حکم دیتا کہ عورت اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔(سیرت خیر الانام ﷺ: اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور: ص 224)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ ہر حالت میں اتباع سنت ﷺ کے قائل تھے اور اپنے معتقدین کو سنت پر کاربند ہونے کی تلقین کرتے۔ ہر وہ فعل جس میں بدعت کا پہلو نکلتا ہے اس سے نفرت کرتے تھے یہاں تک کہ قبروں کو سجدے کرنا خواہ وہ تعظیمی ہی کیوں نہ ہوں، آپ رحمۃ اللہ علیہ اسے بدعت سمجھتے تھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کبھی مزار پر جاتے تو حسب دلخواہ سکون سے مراقبے میں بیٹھ جاتے۔اہل قبور کے لیے فاتحہ خوانی کرتے اور واپس آجاتے۔اعلیٰ حضرت شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ قبروں کو ہاتھ مت لگاؤ بلکہ اہل قبور کے ساتھ اپنا دل لگاؤ۔(تذکرہ حضرت ثانی لا ثانی میاں غلام اللہ شرقپوری: از پروفیسر منور حسین: 92)۔

بسم اللہ شریف کثرت سے پڑھنا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھنا سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھ پر ایک ایسی آیت اتری ہے کہ کسی نبی علیہ السلام پر سوائے حضرت سلیمان علیہ السلام کے نہیں اتری۔ وہ آیت بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب یہ آیت اتری بادل مشرق کی طرف چھٹ گئے، ہوائیں ساکن ہو گئیں، سمندر ٹھہر گیا، جانوروں نے کان لگا لئے، شیاطین پر آسمان سے شعلے گرے اور پروردگار عالم نے اپنی عزت وجلال کی قسم کھا کر فرمایا کہ جس چیز پر میرا یہ نام لیا جائے اس میں ضرور برکت ہوگی۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو کوئی جہنم کے انیس داروغوں سے بچنا چاہے وہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ بکثرت پڑھے۔ کیونکہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کے بھی انیس حروف ہیں۔ ہر حرف ہر فرشتے سے بچاؤ کا ذریعہ بن جائے گا، اسے ابن عطیہ نے بیان کیا ہے۔ اس کی تائید ایک اور حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں ہے کہ میں نے تیس سے اوپر فرشتوں کو دیکھا کہ وہ جلدی کر رہے تھے۔ یہ حضور ﷺ نے اس وقت فرمایا تھا جب ایک شخص نے **رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ حَمْدًا کَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَکًا فِيْهِ** پڑھا تھا۔ اس میں بھی تیس سے اوپر حروف ہیں۔ اتنے ہی فرشتے اترے۔ اسی طرح **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ** میں انیس حروف ہیں اور وہاں فرشتوں کی تعداد بھی انیس ہے۔

مسند احمد میں ہے کہ آنحضرت ﷺ کی سواری پر آپ ﷺ کے پیچھے جو صحابی سوار تھے، ان کا بیان ہے کہ حضور ﷺ کی اونٹنی ذرا پھسلی تو میں نے کہا شیطان کا ستیاناس

ہو۔آپ ﷺ نے فرمایا نہ کہو۔اس سے شیطان پھولتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ گویا اس نے اپنی قوت سے گرایا ہے۔ہاں بسم اللہ کہنے سے وہ مکھی کی طرح ذلیل و پست ہو جاتا ہے۔ اس میں یہ ہے کہ بسم اللہ کہہ یہ بسم اللہ کی برکت ہے۔اسی لیے ہر کام اور ہر بات کے شروع میں بسم اللہ کہہ لینا مستحب ہے۔حدیث میں ہے کہ جس کام کو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم سے شروع نہ کیا جائے ،اس میں برکت نہیں ہوتی ۔(تفسیر ابن کثیر تفسیر سورۃ الفاتحہ صفحہ 21)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے ہر کام اور ہر بات کی ابتداء خود بھی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر کیا کرتے تھے۔متوسلین کو بھی بسم اللہ کثرت سے پڑھنے کی تاکید فرماتے تھے۔پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے فرمایا ''بسم اللہ کثرت سے پڑھا کرو یہ خیالات کو پاکیزہ رکھتی ہے''۔(تذکرہ حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ شرقپوری: از پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی: ص 103)۔

اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ کا ذکر:

اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ کا ذکر کرنا سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔اعرج نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے (99) نام ہیں۔ انہیں جو کوئی بھی یاد کرے اور پڑھے اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کر دے گا اور وہ وتر (طاق) ہے۔وہ وتر کو پسند فرماتا ہے۔(بخاری شریف جلد سوم کتاب الدعوات حدیث نمبر 1332)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے خود بھی اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ کا ذکر کیا کرتے تھے اور اپنے مریدین کو بھی اسمائے حسنیٰ کا ذکر کرنے کی تلقین فرماتے۔(تذکرہ حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ شرقپوری: از پروفیسر بشیر احمد صدیقی: ص 101)۔

درس قرآن پاک:

درس قرآن دینا سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ مجھ سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مجھے قرآن مجید پڑھ کر سناؤ''۔ میں عرض گزار ہوا کہ حضور! میں پڑھوں جبکہ قرآن مجید تو آپ ﷺ پر نازل فرمایا گیا ہے؟ ارشاد ہوا کہ بیشک مجھے یہ پسند ہے کہ دوسرے کی زبان سے اسے سنوں۔ (بخاری شریف جلد سوم، کتاب التفسیر، حدیث 43)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے نماز فجر کے بعد درس قرآن مجید دیا کرتے تھے۔ اہل علم حضرات کو بھی درس قرآن پاک دینے کی تلقین فرماتے تھے تاکہ زنگ آلود دلوں کو روشنی مل سکے اور لوگ زیادہ سے زیادہ قرآن مجید فرقان حمید کی برکات سے مستفید ہوسکیں۔ (تذکرہ حضرت ثانی لا ثانی میاں غلام اللہ شرقپوری: از پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی: ص 94)۔

علمی اور دینی تقریبات:

حضور نبی کریم ﷺ لوگوں کو دن رات خفیہ اور ظاہرہ طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے رہے۔ آپ ﷺ لوگوں کی مجلسوں، ان کے جلسوں، ان کی محفلوں اور حج کے موسموں میں ان کے پاس جاتے۔ آپ ﷺ کو جو بھی ملتا وہ آزاد ہوتا یا غلام، کمزور ہوتا یا طاقتور، مالدار ہوتا یا فقیر آپ ﷺ ان کو دعوت اسلام دیتے۔ اس بارے میں تمام مخلوق آپ ﷺ کے نزدیک یکساں تھی۔ (سیرت خیر الانام ﷺ: اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور، ص 287)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی کی پیروی کرتے ہوئے دن رات لوگوں کو دین اسلام کی طرف بلاتے رہتے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کوئی بھی موقع ہاتھ سے خالی نہ جانے دیتے۔ ہروقت لوگوں کو دین اسلام کی طرف راغب کرنے پر لگے رہتے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ علمی اور دینی تقریبات منعقد کرواتے جن میں جید علمائے کرام بصیرت افروز تقاریر سے بزرگوں اور سلف صالحین کے حالات وواقعات، دین متین پران کی استقامت، ان کے عقائد حقہ اور ان کے عظیم کردار پر روشنی ڈالتے جو کہ اتباع سنت کے متعلق ہوتا۔(تذکرہ ثانی لاثانی میاں غلام اللہ شرقپوری: از پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی: ص 108)۔

تعلیم گاہ کا قیام:

تعلیم گاہیں اور مدرسے قائم کرنا سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔عہد نبوی ﷺ میں درس کے لیے صرف ایک جامع کتاب رکھی گئی یعنی قرآن مجید جس میں سارے ہی علوم کی بنیادی چیزیں ہیں۔عقائد وعبادات بھی، قانون بھی، اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بھی، تاریخ عالم بھی، اخلاق اور طریقہ معاشرت بھی۔

ہجرت سے قبل ہی مکہ معظمہ میں قرآن کریم لکھ کر محفوظ کیا جانا شروع کر دیا گیا تھا۔مردوں کے علاوہ عورتوں کو بھی اس کی تعلیم دی جاتی تھی۔اس کا پڑھنا سمجھنا کسی کنبے اور کسی ایک ذات کے لوگوں سے مخصوص نہیں کیا گیا تھا۔ہجرت سے قبل مکہ مکرمہ ہی سے ایک عالم حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ منورہ بھیجا گیا۔ان کی کوششوں سے سال ڈیڑھ سال میں کوئی سو کے قریب خاندان مسلمان ہو گئے۔ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں مسجد نبوی شریف بنی تو اس میں صفہ کے نام سے ایک اقامتی تعلیم گاہ بھی قائم کی

گئی۔اس میں لکھنے پڑھنے جیسی سادہ تعلیم سے لے کر دین، قانون، سلوک اور اخلاق کی اعلیٰ تعلیم بھی دی جاتی تھی۔عہد نبوی ﷺ میں مدینہ منورہ ہی میں مسجد نبوی ﷺ کے علاوہ نو مسجدیں تھیں اور ہر ایک میں مدرسہ بھی تھا۔اہل محلّہ وہیں تعلیم حاصل کرتے تھے۔ابن حزم کے مطابق صحابیات میں سے بیس کے قریب صاحب فتویٰ فقیہ تھیں۔باہر سے مسلمان مدینہ منورہ آتے اور تعلیم وتربیت حاصل کر کے اپنے علاقوں کو واپس جا کر وہاں معلم بنتے۔(سیرت خیر الانام ﷺ: اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور، ص 178-179)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے دینی تعلیم کی اشاعت اور اسلامی علوم وفنون کی تدریس کیلئے مدارس تعمیر کروائے۔خاص شرقپور شریف میں "جامعہ حضرت میاں صاحب" کا قیام عمل میں لایا گیا جہاں سے سینکڑوں حفاظ، علماء اور فاضل محققین علوم وفنون سے آراستہ ہو کر پاکستان اور بیرون پاکستان عظیم دینی خدمات انجام دے رہے ہیں۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تمام مفید علوم پر کتب فراہم کر کے لائبریری قائم فرمائی تا کہ طلباء، محققین اور علماء ومشائخ کے علاوہ عوام بھی اس سے استفادہ کر سکیں۔(تذکرہ حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ شرقپوری" : از پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی: ص 131-132)۔

عورتوں کی بیعت:

عورتوں کے ہاتھوں کو چھوئے بغیر ان کو بیعت کرنا سنت طریقہ ہے۔

عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔نبی کریم ﷺ عورتوں سے یہ فرما کر بیعت لیا کرتے کہ تم اللہ کا کسی کو شریک نہ

ٹھہرانا (سورہ الممتحنہ، آیت 12) وہ فرماتی ہیں کہ اپنی لونڈیوں کے سوا رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ نے کسی عورت کو نہیں چھوا۔ (بخاری شریف، جلد سوم، کتاب الاحکام، حدیث 2078)۔

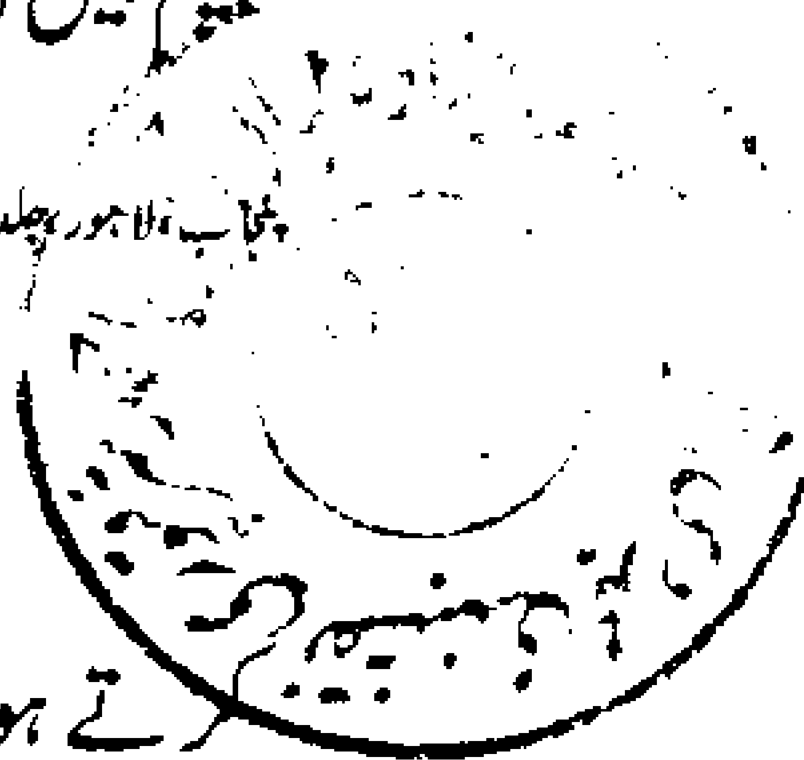
حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے عورتوں کو بیعت کرتے وقت ان کے ہاتھوں کو نہیں چھوتے تھے بلکہ ان کے ہاتھ میں کپڑا پکڑا کر پردے کے اندر سے بیعت فرماتے تھے۔ پردے ہی میں ان کو اللہ اللہ بتاتے تھے۔ عورتوں کیلئے پردے کا الگ انتظام تھا۔ (تذکرہ حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ شرقپوری: از پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی: ص 140)۔

اسلام رہبانیت کی تعلیم نہیں دیتا:

دین اور دینی مسائل کے بارے میں نہایت اہتمام کے باوجود حضور ﷺ کو رہبانیت (ترک دنیا) کا طریقہ قطعی نہ پسند تھا۔ اگر کسی شخص نے اپنے طبعی میلان کی وجہ سے آپ ﷺ سے رہبانیت کی اجازت مانگی بھی تو آپ ﷺ نے سختی سے اسے منع فرمایا۔ خود آپ ﷺ کا جو طرز عمل تھا اسے آپ ﷺ نے یوں فرمایا: "میں اللہ سے تم سب کی نسبت زیادہ ڈرنے والا ہوں۔ مگر میں روزہ بھی رکھتا ہوں اور نہیں بھی رکھتا۔ نماز بھی پڑھتا ہوں اور آرام بھی کرتا ہوں اور اسی طرح عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں"۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا "یہی میرا طریقہ (سنت) ہے جس نے میرے طریقے کو چھوڑا وہ میری امت میں سے نہیں"۔ (سیرت خیر الانام ﷺ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور، ص 241)۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ ﷺ سے ہمیشہ روزے سے رہنے کی اجازت مانگی تو فرمایا: "زیادہ سے زیادہ تم داؤدی یعنی ایک دن چھوڑ کر روزہ رکھ سکتے

ہو"فرمایا"تیرے بدن کا بھی حق ہے، تیرے گھر والوں کا بھی تجھ پر حق ہے"۔ایک اور موقع پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بعض دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عدم استطاعت نکاح کی وجہ سے اپنے آپ کو جسمانی طور پر از دواجی زندگی کے نا قابل بنانے (خصی کر لینے) کا ارادہ ظاہر کیا تو سختی سے منع فرما دیا۔ایک اور صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دنیا کے تمام بندھنوں سے الگ ہو کر ایک غار میں معتکف ہو کر عبادت الٰہی کی اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے فرمایا"میں یہودیت یا عیسائیت کی طرح رہبانیت (ترک دنیا) کی تعلیم نہیں لایا بلکہ مجھے تو آسان اور سہل دین، دین اسلام ملا ہے"۔(اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور جلد 19)۔



حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے رہبانیت (ترک دنیا) کی مخالفت کرتے تھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ بجا طور پر اسلام کے دین فطرت ہونے کی حقانیت پر کامل یقین رکھتے تھے اس لیے انہوں نے حضور ﷺ کی سرگرم اور بھرپور زندگی کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہمیشہ لوگوں کو اس امر کی تبلیغ و تلقین فرمائی کہ معاشرے سے اپنا تعلق منقطع نہیں کرنا چاہیے۔عزیز و اقارب کے ساتھ صلہ رحمی سے پیش آنا چاہیے۔احباب کے ساتھ خوشگوار روابط ہوں، مسجد کے ساتھ عبادت الٰہی کے حوالے سے تعلق بحال رہنا چاہیے اور دنیا میں رہتے ہوئے انسان کو باخدا رہنا چاہیے۔ انسان حرص دنیا سے بچے، غرق دنیا نہ ہو اور ترک دنیا اختیار نہ کرے بلکہ دنیا میں عبد کا تعلق اپنے معبود سے قائم اور مستحکم رہنا چاہیے۔(بحوالہ تذکرہ حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ شرقپوری، از پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی)۔

انگریزی تہذیب سے نفرت:

کرتا، تہبند اور ٹوپی پر عمامہ پہننا حضور ﷺ کی سنت ہے۔

دوسری قوموں خصوصاً مذہبی طبقوں کے مخصوص فیشنوں کی تقلید اور نقالی کو حضور ﷺ نے ممنوع ٹھہرایا ہے تاکہ امت میں اپنی خودی اور عزت نفس برقرار رہے۔ نیز فیشن اور لباس کی تقلید نظریات و کردار کی تقلید پیدا کرنے کا سبب نہ بن سکے۔ چنانچہ حضور ﷺ نے اسلامی تمدن کے تحت فیشن، آداب اور ثقافت کا ایک نیا ذوق پیدا کر دیا۔ (محسن انسانیت ﷺ: نعیم صدیقی)۔

حضرت میاں غلام اللہ صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے انگریزی تہذیب سے نفرت کی۔ مسلمان عوام مغربی اور انگریزی تہذیب کی چمک دمک سے متاثر ہو کر اسی رنگ میں رنگے جا رہے تھے۔ ان کے لباس، ان کے طرز معاشرت اور ان کے آداب کی نقل کرنے لگے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو انگریزی تہذیب و تمدن سے سخت نفرت تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو انگریزی لباس سے سخت نفرت تھی۔ اس لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے ملنے جلنے والوں کو انگریزی وضع قطع سے منع فرماتے تھے۔

(بحوالہ پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی تذکرہ حضرت ثانی لاثانی صاحبؒ)۔

رسوم بد اور بدعات سے نفرت:

غلط رسوم اور بدعات میں شرکت کرنا سنت نبوی ﷺ کے خلاف ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ بچپن ہی سے اپنی قوم کے کسی مشرکانہ تقریب میں کبھی شامل نہ ہوئے۔ آپ ﷺ

نے نہ تو کبھی میلے ٹھیلے میں شرکت کی اور نہ لہو ولہب میں شامل ہوئے۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے بری رسوم بدعات سے نفرت فرماتے تھے۔خود بھی بری رسومات و بدعات سے بچتے تھے اور متوسلین کو بھی بری رسومات و بدعات سے بچنے کی تلقین فرماتے تھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ اسلامی تعلیمات کی روح کے مطابق اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تلقین و تاکید کو ملحوظ رکھتے ہوئے غیر اسلامی رسوم بالخصوص شادی بیاہ کے موقع پر غلط اور فضول خرچی اور اسراف کی طرف لے جانے والی رسوم کی مذمت فرماتے۔لوگوں کو ان سے بچنے کی تلقین فرماتے۔(بحوالہ تذکرہ حضرت ثانی لاثانی صاحب":از پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی)۔

اسلامی ریاست کا قیام:

اسلامی ریاست کے قیام کے لیے جدو جہد کرنا سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔ جب حضور ﷺ مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے تو آپ ﷺ نے زمین قیمتاً حاصل کر کے اس پر مسجد نبوی کی بنیاد رکھی۔ یہ مسجد مقام عبادت ہونے کے علاوہ مرکزی پارلیمان کا کام بھی دیتی تھی۔اس کے ساتھ ازواج مطہرات کے کمروں کے علاوہ اس میں ایک کمرہ ملاقاتیوں کیلئے تھا۔ایک بالا خانہ بھی بنایا گیا جو سرکاری خزانے اور سٹور کا کام دیتا تھا۔اس طرح مسجد نبوی شریف مدینہ منورہ کی پہلی اسلامی ریاست کا دارالخلافہ تھی، پس مدینہ منورہ میں پہلی اسلامی ریاست قائم ہوئی جو دیکھتے ہی دیکھتے ساری دنیا پر چھا گئی۔

(سیرت خیر الانام ﷺ: شعبہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے

ہوئے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے قیام کیلئے مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے انتھک محنت کی۔

تحریک پاکستان میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قائداعظم محمد علی جناح کا بھرپور ساتھ دیا اور اپنے خلفاء اور عقیدت مندوں کو مسلم لیگ سے تعاون کرنے کیلئے پیغامات بھیجے۔ 16 فروری 1945ء کو شرقپور شریف میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زیر صدارت مسلم لیگ کا ایک عظیم الشان جلسہ ہوا۔ جس میں شوکت حیات، نواب افتخار حسین ممدوٹ، میاں ممتاز محمد خان دولتانہ، راجہ غضنفر علی، مولانا محمد بخش مسلم اور دیگر اکابرین نے شرکت کی۔ اس جلسہ میں آپ نے اپنے عقیدت مندوں اور دیگر عوام الناس سے اپیل کی کہ وہ مسلم لیگ سے بھرپور تعاون کریں کیونکہ اسی میں مسلمانوں کی فلاح ہے۔ حکومت کی سخت پابندیوں کے باوجود آپ رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں مسلم لیگ کا ایک باوقار جلوس نکالا گیا اور برطانوی حکومت پر یہ ثابت کر دیا کہ برطانوی آئین مسلمانوں کیلئے قابل قبول نہیں۔ تحریک پاکستان میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کئی مقامات پر جلسے کیے اور لوگوں کو تحریک کا ہم سفر بنایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسلامی ریاست کے قیام کے لیے لگاتار جدو جہد جاری رکھی حتیٰ کہ 14 اگست 1947ء کو اسلامی جمہوریہ پاکستان کا قیام عمل میں آ گیا۔ (بحوالہ ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی تذکرہ حضرت ثانی لا ثانی صاحبؒ)۔

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

ترجمہ: بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اوپر نبی کے، اے ایمان والو!

تم بھی ان پر درود اور باادب ہو کر سلام بھیجو (الاحزاب 56)

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کا شجرہ طیبہ

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَ اَتُوْبُ اِلَیْه

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

شجرہ منظومہ

اعلیٰ حضرت شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوری و

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمہما اللہ

(از علامہ حکیم سید علی احمد نیر واسطی رحمۃ اللہ علیہ)

ہزار بار بشویم دہن زمشک و گلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی ست

بخش دے یارب تجھے اپنی سخا کا واسطہ
رحم فرما شافع روز جزا کا واسطہ

صدق دے یارب مجھے صدیق اکبر کیلئے
فقر دے سلمان محبوب پیمبر کے لیے

حضرت قاسم کا صدقہ میری بگڑی کو بنا
حضرت جعفر کا صدقہ دے مرے دل کو ضیاء

رکھ مجھے باعافیت بہر جناب بایزید
بو الحسن کا واسطہ دے مجھ کو نصرت کی نوید

بوعلی کا واسطہ کر دے مری مشکل کو حل
دے مجھے علم طریقت اور توفیق عمل

بہر یوسف قید غم سے دہر میں آزاد کر
عبد خالق کے لیے عقبیٰ میں مجھ کو شاد کر

حضرت عارف کے صدقے میں مجھے عرفان دے
حضرت محمود کا صدقہ مجھے ایمان دے

واسطہ خواجہ علی کا فقر درویشانہ دے
واسطہ بابا سماسی کا دل دیوانہ دے

اے خدا ! بہر جناب شیر حق میر کلال
حرص دنیا کو مرے تبخانہ دل سے نکال

دے مجھے صبر و رضا صدقہ بہا الدین کا

کر مجھے صحت عطا صدقہ علاالدین کا

دے مرے دل کو سکوں یعقوب چرخی کے طفیل

حضرت احرار کے صدقہ میں دھو دے دل کا میل

حضرت زاہد کے صدقے میں مجھے زاہد بنا

حضرت درویش کے صدقہ میں دے فقر و غنا

خواجہ املنگی کا صدقہ داغ عصیاں کو مٹا

حضرت باقی کا صدقہ دے بقا بعد الفنا

شیخ احمد کے لیے غیروں کی منت سے بچا

صرف اپنا ہی مجھے محتاج رکھ اے کبریا

کھول دے دل کی کلی بہر سعید نامدار

تا کہ میرے گلشن امید میں آئے بہار

حضرت معصوم کا صدقہ دکھا کوئے رسول

بس رہی ہے جس میں ابتک بوئے گیسوئے رسول

واسطہ عبد الاحد کا مالک ارض وسما

کر مجھے ایمان اور توحید کی دولت عطا

اے خدا ! بہر جناب خواجہ حفی پارسا
وقت آخر نزع کی تکلیف سے مجھ کو بچا

بخش دے شیخ محمد کے لیے میری خطا
واسطہ خواجہ ذکی کا اپنی الفت کر عطا

واسطہ خواجہ زماں کا دے مجھے ذوق فنا
بہر احمد قبر میں ہو نور احمد کی ضیاء

اے خدا! بہر جناب خواجہ حاجی شاہ حسین
دے مرے بے چین دل کو دین اور دنیا میں چین

حشر میں جب ہو ترے دربار میں میرا قیام
ہاتھ میں ہو میرے دامان نبی بہرامام

بہر حضرت میر صادق صاحب صدق و صفا
سرخرو رکھ دو جہاں میں مجھ کو اے میرے خدا

واسطہ یارب تجھے خواجہ امیر الدین کا
دے مجھے علم و حیاء، رزق و شفا، صبر و غنا

واسطہ دیتا ہوں یارب میں تجھے اس نام کا
جو ہمیشہ تیری محبوبی کے گن گاتا رہا

عشق میں جس کے دل حسرت زدہ دیوانہ ہے
شرقپور اب جس کے باعث نور کا کاشانہ ہے

اے خدا! کیا نام پیارا ہے ترے محبوب کا
حضرت شیر محمد صاحب جود و سخا

قطب دوراں شیخ عالم ہادی راہ صفا
نائب شمس الضحیٰ ، بدر الدجےٰ، صدر العلےٰ

اے خدا! صدقہ میاں صاحب کے نام پاک کا
حشر میں ہم عاصیوں کو ظل رحمت میں چھپا

واسطہ یارب تجھے حضرت غلام اللہ کا
تابع احکام کر مجھ کو کلام اللہ کا

حضرت ثانی کا صدقہ اے مرے رب قدیر
کر مرے سینے کو انوار نبی سے مستنیر

بہر حضرت ثانی لاثانی جناب قبلہ گاہ
ہم سیہ کاروں کو اپنی رحمتوں میں دے پناہ

ثانی اثنین کے صدقے میں اے رب جلیل
دو جہاں کی زندگی ہو زیر دامان جمیل

اے خدا! صدقے میں ان پاک ناموں کے دل کو شاد کر
کفر کو برباد کر اسلام کو آباد کر

مکتبہ نور اسلام شرقپور شریف کی مطبوعات

1۔	خزینہ معرفت	صوفی محمد ابراہیم قصوری
2۔	حضرت مجدد اوران کے ناقدین	حضرت مولانا ابوالحسن زید فاروقی
3۔	المنتخبات من المکتوبات (عربی)	مرتبہ حسین حلمی الیثیق بن سعید استانبولی
4۔	سرہند شریف (تلخیص از کتابچہ)	مرتبہ حسین حلمی الیثیق بن سعید استانبولی
5۔	تتمہ معارج النبوۃ (فارسی)	حضرت ملا معین واعظ کاشفی ہروی
6۔	دی نقشبندیز (بزبان انگریزی)	سردار علی احمد خان
7۔	پاتھ ویز (بزبان انگریزی)	سردار علی احمد خان
8۔	مراۃ المحققین	قطب عالم حضرت سید امام علی شاہ مکان شریفی
9۔	نعتیہ قصیدہ	حضرت امام اعظم ابوحنیفہ
10۔	تائید اہل سنت (رسالہ در (ردروافض کا اردو ترجمہ معہ اصل متن)	ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خان
11۔	مختصر حالات حضرت شیر ربانی و حضرت ثانی لا ثانی میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ	میاں جلیل احمد شرقپوری

12۔	تذکرہ حضرت ثانی لا ثانی میاں غلام اللہ شرقپوری	پروفیسر منور حسین
13۔	تذکرہ حضرت ثانی لا ثانی میاں غلام اللہ شرقپوری	پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی
14۔	ماہنامہ نور اسلام کا ثانی لا ثانی نمبر	مرتبہ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری
15۔	فضائل حضرت عائشہ صدیقہ	مولانا منصب علی شرقپوری
16۔	باغ و بہار شرق پور شریف (منقبت و تحسین منظوم)	از قدر آفاقی ایم اے (صدارتی ایوارڈ یافتہ)
17۔	نظام مصطفیٰ ﷺ اور ہماری زندگی	غلام سرور نقشبندی
18۔	ماہنامہ نور اسلام شرقپور شریف کا شیر ربانی نمبر	حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری
19۔	ماہنامہ نور اسلام کا امام اعظم نمبر	حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری
20۔	ماہنامہ نور اسلام کا اولیائے نقشبند نمبر	حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری
21۔	ماہنامہ نور اسلام کا مجدد الف ثانی نمبر	حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری
22۔	فضائل حضرت سیدنا صدیق اکبر	حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری
23۔	مختصر حالات امام ربانی مجدد الف ثانی	حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری

24۔ ارشادات مجدد	حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری
25۔ مسلک مجدد (اردو، پشتو)	حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری
26۔ مقالات یوم مجدد	حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری
27۔ الجذبۃ الشوقیہ الی الحضرۃ المجددیہ	حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری
28۔ مدنی تاجدار کا تحفہ نماز	حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری
29۔ مناسک حج	حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری
30۔ صدائے حق	حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری
31۔ تنویر حرم	حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری
32۔ آسان (اردو عربی گرائمر)	حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری
33۔ لمحہ فکریہ	حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری
34۔ شجرہ شریف	حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری
35۔ انوار شیر ربانی	ڈاکٹر نذیر احمد شرقپوری نقشبندی مجددی
36۔ درس عمل، سراپا سنت زندگانی حیات شیر ربانی	ڈاکٹر نذیر احمد شرقپوری نقشبندی مجددی
37۔ حضرت شیر ربانی کا پیغام عصر حاضر کے نام	ڈاکٹر نذیر احمد شرقپوری نقشبندی مجددی

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

ترجمہ: بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اوپر نبی کے، اے ایمان والو!

تم بھی ان پر درود اور باادب ہو کر سلام بھیجو (الاحزاب 56)

اعلیٰ حضرت شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ پر لکھی جانے والی کچھ کتب

اعلیٰ حضرت شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی پر بہت سی کتب لکھی گئی ہیں چند ایک کے نام درج ذیل ہیں:

1۔	خزینہ معرفت	صوفی محمد ابراہیم قصوری
2۔	حیات جاوید	ملک حسن علی جامعی
3۔	ذکر محبوب	ملک حسن علی جامعی
4۔	اولیائے نقشبند شیر ربانی	محمد امین شرقپوری
5۔	انقلاب الحقیقت (دو حصے)	حضرت صاحبزادہ محمد عمر بیر بلوی
6۔	ماہنامہ نور اسلام کا شیر ربانی نمبر	حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری
7۔	خطبات شیر ربانی	میاں محمد سعید شاد
8۔	کرامات شیر ربانی	مولانا محمد شریف نقشبندی
9۔	مختصر حالات شیر ربانی	میاں جلیل احمد شرقپوری
10۔	آفتاب ولایت	احمد علی قائد شرقپوری
11۔	حدیث دلبراں	حاجی فضل احمد مونگہ شرقپوری

12۔ یو چمن گنبے دوگلونہ (پشتو)	گل محمد گلوزئی
13۔ منبع انوار	میاں جلیل احمد شرقپوری
14۔ تذکرہ شیر ربانی	انجمن شیر ربانی، جڑانوالہ
15۔ مسلک شیر ربانی	انجمن شیر ربانی، جڑانوالہ
16۔ حضرت شیر ربانی کا پیغام عصر حاضر کے نام	ڈاکٹر نذیر احمد شرقپوری نقشبندی مجددی
17۔ انوار شیر ربانی	ڈاکٹر نذیر احمد شرقپوری نقشبندی مجددی
18۔ حیات شیر ربانی سنت نبوی ﷺ کا بہترین مرقع	ڈاکٹر نذیر احمد شرقپوری نقشبندی مجددی
19۔ درس عمل، سراپا سنت زندگانی حیات شیر ربانی	ڈاکٹر نذیر احمد شرقپوری نقشبندی مجددی
20۔ چشمہ فیض شیر ربانی	محمد یٰسین قصوری نقشبندی
21۔ ارشادات اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددی	محمد معروف احمد شرقپوری
22۔ احوال مقدسہ عاشق یزدانی شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ	علامہ قاضی ظہور احمد اختر
23۔ تذکرہ شیر ربانی شرقپوری اور اوران کے خلفاء	محمد یٰسین قصوری نقشبندی

مصنف کی کتب

1۔ حضرت شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ کا پیغام عصر حاضر کے نام

2۔ انوار شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ

3۔ اسلام میں نماز کی اہمیت

4۔ شفاعت مصطفیٰ ﷺ

5۔ نماز کی اہمیت

6۔ حیات شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ، سنت نبوی ﷺ کا بہترین مرقع

7۔ درس عمل، سراپا سنت زندگانی حیات شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ

8۔ پیارے نبی ﷺ کی پیاری زندگی

الحمدللہ اس کتاب کی تیاری مورخہ 5 ستمبر 2003ء بروز جمعۃ المبارک شروع کی گئی تھی جو کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تقریباً دو سال تین ماہ کے عرصہ کے بعد تمام مراحل سے گزر کر آج مورخہ 20 جنوری 2006ء بمطابق 19 ذوالحجہ 1426ھ بروز جمعۃ المبارک پایہ تکمیل کو پہنچی۔

الحمدللہ۔ آج مورخہ 7-فروری 2006 کو کتاب مکمل ہوئی

ڈاکٹر نذیر احمد شرقپوری
7-2-2006

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مآخذ

1۔ قرآن مجید

2۔ احکام القرآن: از محمد جلال الدین قادری

3۔ تفسیر ابن کثیر

4۔ بخاری شریف مترجم اردو

5۔ مشکوٰۃ شریف مترجم اردو

6۔ صحیح مسلم شریف مترجم اردو

7۔ ترمذی شریف مترجم اردو

8۔ ابن ماجہ شریف مترجم اردو

9۔ سنن نسائی مترجم اردو

10۔ سنن ابوداؤد شریف مترجم اردو

11۔ معارف الحدیث

12۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور (جلد 19)

13۔ سیرت خیر الانام ﷺ، اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور

14۔ ضیاء النبی ﷺ: از پیر محمد کرم شاہ الازہری

15۔ اشعۃ اللمعات

16۔ الانوار فی شمائل نبی مختار

17۔ الخصاص

18۔ الشفاء: قاضی عیاض

19۔ نشر الطیب :ازمولانا اشرف علی تھانوی

20۔ محسن انسانیت ﷺ :ازنعیم صدیقی

21۔ فتاویٰ رضویہ، کتاب الخطر والاباحت

22۔ فیضان سنت :ازمولانا محمد الیاس قادری

23۔ غنیۃ الطالبین :ازحضرت شیخ عبدالقادر جیلانی

24۔ مقیاالصلوٰۃ :ازمولانا محمد عمر اچھروی

25۔ بہار شریعت ،ازمولانا امجد علی

26۔ انوار حرمین ،مطبوعہ وزارت مذہبی امور ،اسلام آباد

27۔ چشمہ فیض شیر ربانی :ازمحمد یٰسین قصوری نقشبندی

28۔ تذکرہ حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ شرقپوری :ازپروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی

29۔ تذکرہ حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ شرقپوری :ازپروفیسر منور حسین

30۔ حدیث دلبراں :ازحاجی فضل احمد مونگہ شرقپوری

31۔ منبع انوار در شرقپور شریف :صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری

32۔ احوال مقدسہ عاشق یزدانی شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری ازعلامہ قاضی ظہور احمد اختر

33۔ ماہنامہ نور اسلام شرقپور شریف ”ثانی لاثانی نمبر“ اکتوبر 1999ء

34۔ خزینہ کرم :ازچوہدری نور احمد مقبول

آج کا عالم اسلام

1	افغانستان	16	گیمبیا	31	مراکش	46	تیونس
2	البانیہ	17	گنی	32	نائیجر	47	ترکمانستان
3	الجزائر	18	انڈونیشیا	33	نائیجیریا	48	ازبکستان
4	آذربائیجان	19	ایران	34	اومان	49	متحدہ عرب امارات
5	بحرین	20	عراق	35	پاکستان	50	یمن عرب جمہوریہ
6	بنگلہ دیش	21	اردن	36	فلسطین	51	عوامی جمہوریہ یمن
7	برکینا فاسو	22	کویت	37	قطر	52	موزبیق
8	برونائی دارالسلام	23	قازقستان	38	سعودی عرب	53	سری نیم
9	چاڈ	24	کرغستان	39	سینیگال	54	کیمرون
10	کوموروس	25	لبنان	40	صومالیہ	55	چیچنیا
11	کوٹ ڈی آئیوایر	26	لیبیا	41	سیرالون	56	گیبون
12	جبوتی	27	مالدیپ	42	سوڈان	57	اپر وولٹا
13	ایتھوپیا	28	ملائیشیا	43	شام	58	گنی بساؤ
14	اریٹیریا	29	مالی	44	تاجکستان	59	یوگنڈا
15	مصر	30	موریطانیہ	45	ترکی	60	ویسٹرن سہارا



مسلک اہلسنت والجماعت کا نقیب اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ

کا ترجمان روحانی اور اخلاقی قدروں کا حامل

موجودہ دور میں تبلیغی مشن کو آگے بڑھانے کی اشد ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے کہ "تم میں ایک ایسی جماعت ضرور ہونی چاہیے جو دین کی تبلیغ میں مصروف رہے"۔

اس فرمان کے تحت ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ دین کی تبلیغ اور ترویجِ سنّت کی کوشش کرتا رہے اسی سلسلہ میں ماہنامہ "نور اسلام" کا اجراء کیا گیا تھا جو مسلک اہلسنت والجماعت کا نقیب اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کا ترجمان ہے اور عرصہ 50 سال سے رشد و ہدایت کی روشنی پھیلا رہا ہے آج کے سائنسی دور میں اشاعت کی جتنی آسانیاں پیدا ہوئی ہیں۔ اتنے مسائل بھی پیدا ہوئے ہیں، کاغذ کی گرانی اور دیگر اشاعتی اخراجات کو برداشت کرنا کسی ایک ادارے کے بس کی بات نہیں رہی۔ اس لئے ضروری ہے کہ نہ صرف خود رسالہ کو جاری کروائیں بلکہ اپنے دوستوں کو بھی ترغیب دیں کہ وہ رسالہ کے سالانہ خریدار بنیں تاکہ رشد و ہدایت کا یہ سلسلہ جاری رہے رسالہ کے بارے میں اپنی آراء سے بھی آگاہ کرتے رہا کریں تاکہ رسالہ کو مزید بہتر بنایا جاسکے

دفتر: کاشانہ شیر ربانی مکان نمبر 5 اجمیری سٹریٹ

ہجویری محلہ داتا گنج بخش لاہور۔ Tel: 7313356